Title - Khawahnaba-E-Zabeeh.
Creator - Sayyed Mohd. Ismail Zabeeh.
Publisher - Matba Qasimi (Lucknow).
Date - 1928
Pages - 336
Subject - Urdu Shayari - Majmua Kalaam.

مستطاب

الحمد للہ علی احسانہ کہ بموجب حکم عالی جناب مولانا و مرشدنا

حاجی سید شاہ وارث حسن صاحب مد ظلہ العالی

مجموعہ

موسومہ بہ

رباعی

خزینۂ نادر

[illegible]

۱۳۲۸ھ

۱۳۲۹ھ

حصہ اوّل

من تصنیف ابو المضامین سید محمد اسمعیل صاحب وکیل فتح گڈھ [illegible]

ضلع فرخ آباد حسب فرمایش پسر اوسط مصنف بحفظ حق تصنیف

در مطبع قاسمی لکھنؤ بسعی و اہتمام محمد قاسم علیخان [illegible] طبع شد

سند مستند و تحریر معتمد نوشتہ قلم فیض رقم
زبدۃ السالکین قدوۃ العارفین حضور پر نور
قطب الاقطاب عالیجناب مولانا مرشدنا حاجی
سید شاہ وارث حسن صاحب دام اللہ برکاتہم

نشکرک بشعورٍ اعطٰنا و نصلی و نسلم علی محمدٍ
ھدٰنا و علی اٰلہٖ و اصحابہٖ ھدٰنا اما بعد فیقول الراجی
برحمت رب المنن وارث حسن چشتی مشربًا کوروی
مسکنًا ان اخانا فی اللہ محمد اسمٰعیل کان من شعراء الھند
اشعر اشعارًا کثیرًا فی التوحید و النعت اللھم بارک
فی ھذہ الاشعار لاھل الاعتبار ۔ حقیر وارث حسن

التماس ضروری بخدمت ناظرین کتاب ہذا از مصنف

مینے بڑی محنت سے غلطیان کتابت کی صحیح کرکے اُسکا صحت نامہ اسی کتاب مین شامل کرادیا ہے مین امید کرتا ہون کہ حضرات ناظرین قبل اس کتاب کے مطالعہ کے غلطیون کی صحت فرمالین۔ ورنہ آپ اُن غلطیون کے ذمہ دار رہین گے۔
المکلف سید محمد اسمٰعیل ذبیح۔ چھبرا موی ضلع فرخ آباد۔

غلطنامہ مجموعۂ خونابۂ ذبیح حصۂ اوّل

صفحہ	مصرعہ کا پہلا لفظ	لفظ غلط	لفظ صحیح	صفحہ	مصرعہ کا پہلا لفظ	لفظ غلط	لفظ صحیح	صفحہ	مصرعہ کا پہلا لفظ	لفظ غلط	لفظ صحیح
۱	آنکہ خوش	بستر دہ ت	بستر دست	۹	یہ نوری	اُنکی	اُنکی	۱۸	عقائد	آہنیدہ	آہیندہ
″	انجہ	اُوہم بردہ ست	اُو بردست الیم	۱۰	اودھر	مردہ بہری	مرہ بہری	۱۹	انہین مین	اوتار	اوتاد
″	درسفارش	عزلیق	طریق	″	دہی	بادہ	بادو	″	یہ سبب	انبیائے	انبیا کے
۲	آنکہ	بردے	سرکس	″	مین اُسکو	اُستوائے	استوائے	۲۰	مگر	بہرا بار اپنے سر پہ	بہرا بار آپکے سر پہ
″	شکر	اُوست	است	″	مین تجھ مین	حور	حورا	۲۱	نزول	احد	احمد
۳	کہ نہ توحید	بہردے	بردے	″	عدم	باجود	باوجود	۲۲	ہما سا	اراد وان پہ	ارادون پہ
″	ذکر	ہم از	از	″	نہین	تمیز	تمیز	″	لب دریا	سبہ سائی	جبہہ سائی
″	این	ستائی	ستا ہے	۱۱	گیا	ادس	ادس نے	″	پہرا ونکو	مناسب	مناصب
″	تور	نورنگا ہے	نونگا ہے	″	وہ جس نے	مائل	حائل	۲۳	نہ ائی	بیان	زبان
۴	خیالات	ناکانی	ناکامی	۱۲	ایاز	بنا	بنا	۲۴	نظر پہر	نظارہ کی کور بنا کر	نظارہ کے بنا کر
۷	وہ لذت	ہر رگ	ہر اک رگ	″	دکہادی	حور	حورا	۲۵	تو ہم	ہین	نہین
″	لبوکی	بنی سرخی	بنیں سرخی	۱۲	دکہادی	حور	حورا	″	کہڑے	[illegible]	[illegible]
″	اودھر ہر رگ	قاتل	قاتل کی	″	سوار ونکے	سوار ونکے	سوار ونکے	۲۶	مرے ساتھ	مرے	میرے
۸	مبارک	عقدہ	عقد	۱۳	کہلا ہے	دیدۂ میں	دیدۂ تر مین	۲۷	خدا سے	خدا سے	خدا سے کر
″	تجلی وہ تعالے	تجلی	تعلی	″	یہ گوئے	لا الہ	لا الہ	″	جنہون نے	جنہون نے	جنہون نے
″	گردوڑون	انولح	انواع	۱۴	ذبیح	پہ	پہر	۲۸	تقاضہ سے	تعلیم	برادرم
″	جدائی	ہم کہے	اکہے	۱۵	یہ نظم بطور	صحیحہ مین یہ	صحیحہ مینی بر	۳۱	جس سے	مخلق	مخلوق
″	مگر	صعف	صفت	۱۶	وہ عادل	داورہی	وہ داور ہی	۳۲	تاہم	اودکہے	انکہے
۹	وہ تاری	سے	تہے	۱۸	دکہادے	اول سنے	اول سکھے	۳۴	جس کی	جسکی	[illegible]

فہرست چند کتب مطبع قاسمی لکھنؤ

ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعۂ تعزیرات ہند قیمت
جملہ ترمیموں کے ساتھ جدید چھپا ہے۔ ۱۲ /
ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مجموعۂ ضابطہ فوجداری
جملہ ترمیم کرکے نیا چھپا ہے۔ ۸/ عہ
ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۲۶ء قانون لگان قبضۂ اراضی
صوبۂ آگرہ یوپی جسکا جدید نفاذ ہوا ہے۔ ۸/
ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۶ء قانون لگان ملک اودھ
جملہ ترمیم کرکے نیا چھپا ہے۔ ۸/

ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء قانون ممالک متحدہ کی گاؤں کی پنچایت کا قیمت ۴/
ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۳ء ترمیم قانون اسٹامپ ممالک متحدہ قیمت ۴/
ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی اودھ ۸/
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۴ء قانون حصول اراضی بکار سرکار قیمت ۴/
ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۰۸ء قانون رجسٹری دستاویزات قیمت ۴/
قانون وقف مسلمانان ایکٹ نمبر ۴۲ سنہ ۱۹۲۳ء قیمت ۳/
ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء قانون دیوالیہ جدید ۶/
ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۸ء قانون میعاد سماعت ہند قیمت ۲/

اسلام کھنڈ کا پہلا و دوسرا کھنڈ

آلھا کی لاجواب کتاب

زمانۂ خلفائے راشدین و صحابہ کرام کے تاریخی محاربات اور شجاعان و دلاوران اسلام کے جنگی کارنامے خالد سیف اللہ کی بے مثل اور بے نظیر بہادریاں جو دنیا میں مشہور و معروف ہیں آلھا کی زبان میں نظم کر دی گئی ہیں مگر آلھا کی طرح بناوٹ و ترانہ نہیں ہے بستان خیال کا افسانہ نہیں ہے کہاں ہیں آلھا کے سننے والے اور بھاکھا زبان کو آسانی سے سمجھنے والے مسلمانوں کے جنگی اور بہادرانہ اوصاف سے اسلام کھنڈ بھرا ہوا ہے اور قاضی حکیم مقیم الدین احمد صاحب مرحوم ساکن قصبہ بہیڑی ضلع بانس بریلی نے لاجواب کتاب مذکور آلھا زبان میں نظم فرمائی ہے اور مطبع قاسمی لکھنؤ نے عمدہ پیمانہ پر شائع کی ہے۔ ہر شخص کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اسی نام کی بعض حضرات نے اور کتاب بنا کر چھاپ لی ہے جو اسکے مصنف کی مقبولیت عام کا مقابلہ نہیں کر سکتی لہذا شائقین کو خریدتے وقت مصنف مذکور اور مطبوعہ قاسمی لکھنؤ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ علاوہ محصول ڈاک

اسلام کھنڈ کا پہلا کھنڈ
ہیں بنو سلیم و بطلیان و بقرہ کی لڑائی و حضرت خالد کی چڑھائی
دمشق کی پہلی اور بیت لہیا و اجنادین کی لڑائی۔
دمشق کی دوسری لڑائی اور حضرت خالد کا دھاوہ قیمت ۱۲

اسلام کھنڈ کا دوسرا کھنڈ
اسلام
میلہ کی لڑائی
قیمت چار آنہ ۴/

المشتہر قاسم علیخاں مطبع قاسمی لکھنؤ محلہ سبحان نگر

آنکہ ہست این سرو سہی دردوے — ہست در دو جہان نہ ہمسرِ وے
وحدہٗ لا الہ الا ہو ست — یک نشانے ز شانِ برترِ وے
مالک الملک لاشریک لہٗ — ہست تاجے موافق سرِ وے
شاہِ وارث حسن کہ مرشد اوست — تا نشاند داد و ماکہ بردرِ وے
شکر للہ کہ روز افزون اوست — تا کنون شوق روئے انورِ وے
ہست آن منحصر بہ حشر ازان ست — سحرِ عید صبح محشرِ وے
ہرچہ بگذشت ازان زمان کہ بران — این کتاب است نیمہ دفترِ وے
روز ہجر و شب فراق ورا ست — شاہد این مہر و ماہ و اخترِ وے
کہ نشد صرف وقت او چندان — صرف در ذکر و فکر و در سرِ وے
وافہم از ذبیح و خلیلش — گر بدے خود خدانہ یاورِ وے
نہ فگندے رسول امّیؐ او — اگر از مہر سایہ بر سرِ وے
شاہ وارث حسن وحید زمن — گر نبودے شفیق و رہبرِ وے
این کمالے کہ شد ازو ظاہر — دور تر بود از مقدّرِ وے
والہٗ عشق رب الارباب است — گرچہ ہست از عبادِ احقرِ وے
ریختہ است انچہ اندرین اوراق — ہست تیغ و خدنگ و نشترِ وے
یادروزی بجملہ اخوانش — عنم اللہ و ہم پیمبرِ وے
چہ عجب گر کند اثر پیدا — در دل شان کلام احقرِ وے
طبع شد ہم بحکم مرشداد — تا رسد ہم بہ ہر برادرِ وے
یک سند جناب شان کافی ست — بہر تسکین قلبِ مضطرِ وے
این کتابے ست بہر شاہد غیب — مجملے دلنشین و منظرِ وے
گر بخوانی تو باب اوّل را — حرف حرفش تراست مظہرِ وے

واگر به بینی به بین به باب دوم — جلوهٔ آخرین پیمبرِ وے
رہنمائی اگر تو باب سوم — مرشد اوست حجله پرورِ وے
باب چارم اگر تو بکشائی — بنگری اولیاے دیگرِ وے
ہم درین باب ہست فصل سوم — مخبر مرشدان به ہیرِ وے
باب پنجم کشا بشوق و ببین — غزلیات معرفت برِ وے
در ششم خوان رباعی و تضمین — ہست در حمد و نعت کا گرِ وے
خوان به بہا تمنا زبان سوم فصلش — که درینجا ست قدر بہترِ وے
ہفتمین را ز نظم تقریبات — کرده ام پُر بحال خوشترِ وے
ہشتمین ہست پُر از ان قطعات — مصرع سال ہست کا خرِ وے
نیست نظمے مگر درین ابواب — که نه توحید حق بود ہرِ وے
الغرض این کتاب آئینه ایست — از خدا و ہم از پیمبرِ وے
ہیچ جائے تہی ز عرفان نیست — گر به بینی زپاے تا سرِ وے
ذکر دیگر ہم از اولیاء الله — ہست داخل پئے بد فترِ وے
گر بخواہی صفات شان دیدن — خوان ز اوّل تو تا باخرِ وے
آنکه گشتش پدید و رجایم ایست — آنگه مہر تا ز پرورِ وے

این کتابی ست مہبرہن مختصر
نو نگارے ذبیح خنجرِ وے
۱۳۴۵ھ
۱۹۲۶ء

خونابۂ ذبیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عدد ۱ — مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ — ۸ شعر

پس از حمدِ خدا و نعتِ خیر الخلقتِ یزدان
اگر وقتے دہد دستت با خلاصِ دلی میجوان

خیالاتِ مقالاتِ ذبیحؔ ہیچ نا کافی
بہ چھبرامؤ ضلع فرخ آباد ہست کابادان

زہ ہژدہ سال آزاد از غمِ دنیاست تا بودست
غلام مرشدی وارث حسن شاہنشہ عرفان

بہ اردو از جناب داغؔ ـ و اندر فارسی چندے
گرفت اصلاح از خواجہ عزیز لکھنوی ذیشان

نگفتم انچہ از امدادِ غیبی گفتہ ام اکثر
نوشتم ہرچہ اکثر زان ہست از رنج خارج از مکان

نہ پروائے اشاعت داشتم چندانکہ می باید
مگر ز اصرار اخوانِ طریقت چون شدم حیران

ز وقفِ خود گرفتم فرض بہر صرفہ طبعش
بہ نذر آوردہ ام این ہدیۂ حقیر بدین عنوان

عدد ۲ — اگر افتد قبولِ خاطرِ اقدس جزاک اللہ
وگرنہ از ازل ہستم ذبیحؔ خنجرِ حرمان — ۸ شعر

مناجات عقیدت آیات بحضور قاضی الحاجات جل جلالہ و عم نوالہ تصنیف ۱۹۱۶ء

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عُیُوْبِیْ اَنْتَ خَیْرُ السَّاتِرِیْن
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْن

اَللّٰھُمَّ احْفَظْ مِنَ الشَّیَاطِیْنِ الرَّجِیْم
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ خَیْرُ الْحَافِظِیْن

اِعطِنَا یَا رَبَّنَا رِزقاً حَلاَلاً طَیِّبَاً — اَنتَ مُعطِی اَنتَ مُغنِی اَنتَ خَیرُ الرَّازِقِین

اَللّٰھُمَّ افتَح لَنَا بَابَ العَطَایَا وَالکَرَم — اَنتَ مُقضِی اَنتَ مُقفِی اَنتَ خَیرُ الفَاتِحِین

اَللّٰھُمَّ انصُر لَنَا بَینَ البَلاَیَا وَالھُمُوم — اَنتَ لِی نِعمَ الوَکِیلِ اَنتَ خَیرُ النَّاصِرِین

اِعطِنَا یَا رَبَّنَا حُبَّكَ لِمَحبُوبِ الله — رَبَّنَا خَیرٌ لَنَا خَیرُكَ بِخَیرِ المُرسَلِین

ھَب لَنَا یَا رَبَّنَا فِی عِیدِنَا یَومَ الوَعِید — نِعمَتُ الکُبرٰی لِقَایِكَ بِالعِبَادِ الصَّالِحِین

سہ	عَن ذَبِیحِ المُذنِبِ الفًا اَلفًا اَعمَالَ القَبِیح المُضَاعَف عَنھُمَا نِعمَاءِ رَبِّ العَالَمِین	۹ شعر

تحفہ سلام مستہام بحضور جناب خیر الانام علیہ الصلوٰت والسلام معروضہ ۱۹۱۵ء

السلام اے احمد مرسل ز رب العالمین — السلام اے از ازل شاہنشہ دنیا و دین

السلام اے دلبر رب دلربائے جن و انس — السلام اے رحمت حق رحمۃ للعالمین

السلام اے خلعت طٰہٰ و یٰسین در برت — السلام اے کوکب اِنَّا فَتَحنَا بر جبین

السلام اے راز دار کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا — السلام اے واقف اسرار بین الماء و طین

السلام اے منیر ابنت خالق ارض و سما — السلام اے بر سریر عرش برین کرسی نشین

السلام اے عبد مطلوب خدائے ذوالجلال — السلام اے بندہ محبوب رب العالمین

السلام اے سایہ ات گستر بہ سر بر ما — السلام اے پایہ ات بالا تر از عرش برین

السلام اے چو ہدایت موسی فرعون کش — السلام اے جان بشارت عیسی گردون نشین

سہ	السلام اے رہنمائے خلق و محبوب الٰہ سر فروتر کمترین بندگان ہم یک نگاہ	۹ شعر

رباعی و قطعہ تمہید بہ سر عنوان قصیدہ موسومہ کارنامہ ازل

مفعول مفاعلن فعولن فعلن۔

آنکس کہ سبق گرفت ز استادِ ازل
افسانہ قیس و نل حیہ آرزو باد
در مکتب عشق با تلامیذ اجل
کہ اصل حقیقت است و این نقل اول

فصل اوّل باب اول بزبان اردو مصنفہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۴ء

بحر ۵	مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن	۷ شعر

بہت ہین سامنے تصویرین دنیا کے مقاتل کی
ذبیح اوس مذبح دلکش کا منظر پیش کرتا ہے
کوئی بھی مذہب انکار اس سے ہرگز کر نہین سکتا
لگی ہے جنکے دل سے وہ سبی ہے جنکے دلمین وہ
اوسی کا عشق ہے اونکو اوسیکا ہر سریم اونمین
مری خبرین ہین سب دُھر کی ٹھکانے کی ہین سب باتین

بہت سے مجرمانِ عشق کے طوق و سلاسل کی
جہان روحون کی گردن پر چھری چلتی تھی قاتل کی
اوسی اک حوت کی کو صفوبہ ہر انسان کے دل کی
لگی تن کی بھی ہو جاتی ہے آخر لگی دل کی
اوسیکی دھن ہے سرمیں اونکے مقاصد کی مشاغل کی
خدارا کھول لین سب سینے والے گرہ کیان دل کی

بحر ۶	عجب کیا ہے ذبیح زار کے یہ دلنشین نالے پلٹ دین قدرتِ باری سے کایا ساری محفل کی	شعر ۸۳

قصیدہ پسندیدہ موسوم بہ کارنامۂ ازل در اظہار ذوق و شوق عشق الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم

ازل مین تھی اودھر برچھی نگاہ ناز قاتل کی
وہ چھل بل اللہ اللہ خنجر ابروئے قاتل کی
سرِ مقتل روانی دیکھ کر شمشیر قاتل کی
وہ مقتل جسمین ہستی گم تھی دنیا کے مقاتل کی
کشش کھنچتی تھی پیہم مجھ سے میرے جذب کامل کی

ادھر تھی سب کے ہاتھوں میں سپر حسرت بھرے دل کی
کہ جسکے ہر اشارے پر اُلٹتی تھیں صفین دل کی
اوچھلتی کودتی تھین نبضین مشتاقان بسمل کی
جہان کشتونکی روح نہر روان تھی [illegible] کی
تلاش اوس جلوہ گاہ ناز مین ہوگی [illegible] کی

سرِ مقتل بھی آنکھیں جوہرِ شمشیرِ قاتل کی
ذبیح خنجرِ شوقِ لقا کی مدِ مقابل کی
چمک گھنگھور زلفوں میں وہ برقِ تیغِ قاتل کی
تھی صورت اوسکھڑی بدلی ہوئی گو ساری محفل کی
وہ جنکو قدر تھی اپنے منازل کی مشاغل کی
وہ جب دم ہر رگِ گردن ذبیحِ نیم بسمل کی
وہ بوسے جنکی تھی عظمت زبان پر تیغِ قاتل کی
حلاوت میں جو کہہ سکتا زبان تیغِ قاتل کی
سمجھتا ہو زبان تم میں جو میرے قلبِ بسمل کی
سمجھتے تھے وہی کچھ کچھ زبان تیغِ قاتل کی
سنی تھیں سننے والوں نے زبانِ تیغِ قاتل کی
بیان سننا حلاوت کا زبانِ تیغِ قاتل کی
نہ چلتی ہر رگِ جان پر زبانِ شمشیرِ قاتل کی
لہو کی تھی ہنسی سرخی جبین پر تیغِ قاتل کی
نہیں بوندیں تھیں وہ خونِ ذبیحِ زار کے دل کی
ادھر سے ہر رگِ جان پر وفا میں تیغِ قاتل
روانی تھی وہ مقراضِ زبانِ تیغِ قاتل کی
ذبیح آیا وہ تھی جب نمائش تیغِ قاتل کی
دمِ آخر نگہ لپٹی نگاہِ یاس بسمل کی
تلاوت جس نے کی ہے مصحفِ رخسارِ قاتل کی
چلی سب کچھ چلی مجھ پر نہ کچھ بھی تیغِ قاتل کی

صفِ عشاق میں جو بان تھیں میرے قلبِ بسمل کی
بھری محفل میں تھی عریان عروسِ تیغِ قاتل کی
تڑپ شوقِ شہادت میں یہ میرے قلبِ بسمل کی
مگر تھی دیدنی حالت فرشتوں کے قوافل کی
سمجھتے تھے جو ہستی ہیچ ہر انسانِ کامل کی
لپٹ کر لیتی تھی بوسے زبان تیغِ قاتل کی
وہ لذت جس سے واقف تھی ہر رگ ہی مرے دل کی
نکل پڑتیں دہانوں سے زبانیں ساری محفل کی
سُنے وہ لذتیں آکر مرے دل سے مرے دل کی
تڑپ پر جو تڑپ جاتے تھے میرے قلبِ بسمل کی
جنھیں ہیں یاد اونھوں نے بند کرلیں کھڑکیاں دل کی
سہے پوری یہ بھی ہمدردی ذبیحِ نیم بسمل کی
نکلتیں کون سی آہوں سے ساری حسرتیں دل کی
وہ اک ٹیکا شہادت کا تھا میرے خون شدہ دل کی
نمودیں تھیں وہ عرضِ جوہرِ شمشیرِ قاتل کی
ادھر سے مرحبا کہتیں ہر دہانِ زخمِ بسمل کی
اڑا دیں دھجیاں دم بھر میں جسنے دامنِ دل کی
کہ تھی وہ صبح بسم اللہ تیرے قلبِ بسمل کی
اوسے وہ جانتی ہے یا نگاہِ نازِ قاتل کی
دلادیگا وہی قیمت میرے سیپارۂ دل کی
وہ تھی جو آنے والی آگئی شامت میرے دل کی

تشفی تھی جو منظور اپنے مجنونان بیدل کی
وہ قامت ہے قیامت اک صدا جسکے جلاجل کی
وہ زلفین جسکی خوشبو ہے غذا اوس پاسے دل کی
وہ جنبش پنجۂ مرجان مین سر انگشت قاتل کی
مبارک زاہدون کو ہر گرہ عقدہ انامل کی
پڑی تھین ورطۂ وحدت مین جنکی کشتیان دلکی
تھی اوس گل سے دم رخصت یہ کیفیت عنادل کی
نکیرین آپ پہلے دین خبر کچھ میرے قاتل کی
تجلی وہ رخ پر نور رشک ماہ کامل کی
تجلی وہ تعالی شانہ اوس پاک محمل کی
کہون کیا کیا مین اوس نوخیز و نوایجاد محفل کی
پڑا تھا چرخ چکر مین حقیقت کیا مرے دل کی
ہے سفلی نیچے درجون کی وہ علوی اونچی منزل کی
کروڑون ڈھلی تھین شکلین ادھر انواع مشکل کی
تھی سب کو دی ہوئی گو جان اوسی خلاق عادل کی
دم دور الست اولاد آدم کی صفین دل کی
جنھین لو جو گئی ہے اوس اچھوتی شمع محفل کی
یہان ہین دلربا جن گلرخونکی مورتین گل کی
ملی تھی جنکو سب سے پہلے دولت فیض کامل کی
کوئی اوتار کہتا ہے کوئی اولاد اوس انل کی
وہ تھے انسان کامل تھی یہ اونکی ماہیت دلکی

خبر لیلی کو تھی کچھ اپنے پردے کی نہ محمل کی
وہ زیبا صورت ہے یہ قد قامت اذان جسکے منازل کی
پڑی کیسی طبیعت جس نے حور دین نہ مائل کی
کہ پیہم کھل رہی تھی جس سے ہی ہر گرہ دل کی
تجھے ای دل کشایش تیری ہر اک عقدہ دل کی
نہ فکر ناخدا اونکو نہ پروا اونکو ساحل کی
ہزارون کرتی تھین نالے تو الاکون بھرتی تھین ہلکی
پھر اوسکے بعد کچھ میرے دل فردوس منزل کی
وہی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اوس نور منزل کی
بلندی عرش کی تھی فرش جسکی نیچی منزل کی
جو نکلی دست قدرت سے وہ پیاسی تھی ہر دل کی
ہر اک فطرت ہر اک صنعت میں اوس استاد کامل کی
سب اپنی اپنی صورت مین کمند تھین ہر اک دل کی
اک انگشت اشارت تھی ادھر صناع کامل کی
نفخت فیہ من روحی ہے روح انسان کامل کی
جنکو رب نے تھین بلا گردان اپنے ماہ کامل کی
سمجھا سکتے ہین یہ کیفیت اونکی لگی دل کی
جدائی اوسکے اونکے حسن مین ہے حق و باطل کی
وہ تھین جیسون کی پھر وینکی جدا کی صفین دلکی
اگر صادق ہے صفات اونہین صنف انسان کامل کی
عبادت حق کی ہو سکتی نہین جن کے مقابل کی

عبادت کا کمال اعلی صفت انسان کامل کی / یہی تھی قوت جان اونکی یہی اونکی غذا دل کی

تھیں یہ سب طاقتیں اونہیں اوسی اک فرد کامل کی / اوسی کی تھی مدد حامی بھی ہر اک حل مشکل کی

وہان تھی مچھروں کی فوج دشمن کے مقابل کی / یہان بھی بندروں کی فوج تھی اون کے قاتل کی

مقدم ان سے اقرب اوس سے ضو اک حق نما دل کی / اوسی سے ملتی جلتی تھی ضیا اوس ماہ کامل کی

وہ تھی کیا روح تھی اوس راحت جان بہجت دل کی / بڑی تھی جسکی خاطر سے بنا اوس پاک محفل کی

نہیں قرآن ہے اک تفسیر صرف اونکے فضایل کی / خبر دیگر صحائف میں بھی ہے اونکے خصائل کی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مری تھی اصل ہی کیا اور حقیقت کیا مرے دل کی / یہ نعمت لاکھوں خوش بختوں نے بڑھکر مجھسے حاصل کی

مدارج جنکے عالی تھے کہوں کیا اونکے میں دل کی / کہ کیا کیا کر گئی اون کو نگاہ ناز قاتل کی

عطا انسان کو کی دولت جبا نے عشق کامل کی / نہ وبالا ہوئیں جن و ملک کی کشتیاں دل کی

آجنہ کو حسد پیدا ہوا حسرت ملائک کو / جلیں سب کچھ ہلیں چالیں نہ لیکن سعی باطل کی

وہ ناری ہے نہ کرتے سرکشی آخر تو کیا کرتے / یہ نوری تھے رہیں دل ہی میں اونکی حسرتیں دل کی

وہ اون کی سرکشی اون کو نہ ہو ہم کو مبارک ہے / وہ اونکی دشمنی صیقل ہے اپنے شیشۂ دل کی

نہ چڑھتا آئینہ پر زنگ اوس سے ہم صاف کیوں کرتے / نہ ہوتا ڈوبنے کا ڈر تو حاجت کیا تھی ساحل کی

نہ ہوتا رہزنوں کا ڈر تو سیدھی راہ کیوں چلتے / ضرورت کیا تھی ہم کو رہبری پیر کامل کی

نہ آتا گر اگر چھیڑیں ہمیں وسواس شیطانی / نہ ڈرڈر کر کریں تکمیل ہم اپنے مشاغل کی

تمہارا ہے عدو شیطان ہم کو زندہ رکھتی ہے / عداوت یہ ہمارے آب و باد و آتش و گل کی

فرشتوں کی ہوئی غفلت جو نذر سجدۂ آدم / دو اشتاقی یہی تھی علویوں کے زعم باطل کی

یہ جو کچھ ہو رہا تھا دیکھتی تھیں وہ مری آنکھیں / بندھی تھی ٹکٹکی ساقی پہ لیکن دیدۂ دل کی

وہ دل بشکل صدف لب تشنہ یک قطرۂ وحدت / ہے اتنک قید تن میں جسکی حالت مرغ بسمل کی

وہ دل ساقی کی صورت بن گئی تھی جس میں خود کھنچ کر / وہ دل ساقی کو تھی منظور دلداری بھی جس دل کی

وہ دل جسکا سویدا منتخب یک نقطۂ وحدت / وہ دل سودائیان حق کو بھی حسرت تھی جس دل کی

ادودھر وہ مدہ بھری آنکھین ادھر یہ جام دل میرا
نشے مین اوس کی بیرنگ کے مین چور ہون اتنک
مین اوسکو دیکھتا ہون استوا سے عرش پر ایسا
یہ میری بات سنکر تجھکو حیرت کیون ہے اے ہمدم
نہین اس سے کہ تو ہے دوست میرا بلکہ دشمن مین
الجھین جانے دے دنیا مین نہین ہے کوئی شے ایسی
یہ جتنے مختلف ہین رنگ جتنی مختلف شکلین
پھر انکے جینے مرنے سے بھی ثابت ہے کہ بیشک
بقا ہے ایک اوسی کی ہستی آزاد مطلق کو
اوسیکے نور وحدت نے کم و بیش اک جھلک اپنی
وہی ہے اک جھلک اوس کی کلید معرفت اوس کی
جمادی ہو نباتی ہو کہ حیوانی کوئی شے ہو
یہ دنیا درحقیقت اک تماشا گاہ قدرت ہے
عدم ہو یا وجود ان سب کا اپنے ہاتھ مین رکھا
طبیعت کس نتیجہ پر بالآخر میری پہونچی ہے
حقیقت مین یہ دنیا اور ما فیہا ہین سب فانی
ہمارا ہے اک اس چند ساعت کے تماشے مین
تماشا اوس کی قدرت کا جو دیکھو تو اون آنکھون سے
ہمین بھی لا احب الآفلین کا دے سبق یا رب
یہ سورج اور یہ چاند اوسکے قدرت کے نمونے ہین
غرض ہر شے پہ صرف اوس ایک کے ذاتی تصرف نے

چلی آتی تھی چھن چھن کر مرے دلمین مے دل کی
وہی ہے روح میری آب و بادہ آتش و گل کی
کہ جیسے دیکھتا ہے شکل تو اپنے مقابل کی
مین تجھ مین دیکھتا ہون صورت اوس حور شمائل کی
نظر آتی ہے مجھکو سطوت اوس سلطان عادل کی
نہین آئینۂ صنعت جو اوس صناع کامل کی
جدا گانہ ہین شانین ایک شاہنشاہ عادل کی
اوسی کے ہاتھ فرد انکے مخارج کی مداخل کی
جو ہے بانی ہماری ہستی موہوم و باطل کی
اس اپنے عالم کثرت کے ہر اک شی مین شامل کی
وہی ہے دوربین یا خوردبین ہر باخبر دل کی
یہ نعمت غیر حق ہے کون جس سے اوسنے حاصل کی
اگر کی فکر بہلانے کی بھی تو اپنے ہی دل کی
جسے چاہا تو رحمت ورنہ زحمت اوسپہ نازل کی
نہین ہستی ہی کچھ اس ہستی موہوم و باطل کی
پھر ایسے دل لگانا بھی ہے ذلت باخبر دل کی
خبر دیتا ہے ہم کو قید یان چاہ بابل کی
خلیل اللہ کے دل نے جس سے تہ کی بات حاصل کی
ہمین بھی مہر و مہ سے دی سند اپنی تو منزل کی
نہین تمیز ہے اونکو مگر کچھ حق و باطل کی
نظر اٹکا دی لا کر اوس پہ میرے دیدۂ دل کی

نہ صرف اوسکے تصرف۔ بلکہ دل کے بھی تصرف نے
تصرف اپنی وحدت کا وہ اس کثرت کے پردے میں
نہیں باقی رہیں گے جبکہ اوسکے دیکھنے والے
جنھوں نے عالم کثرت کو دیکھا چشم وحدت سے
لگا کر جس نے دیکھا اوسکو علم وعقل کی عینک
مخلوق کی نظر سے ہم اگر دیکھیں تو دیکھیں گے
نہیں ہے کوئی جسکا فعل اس حکمت سے بھی خالی
عشق آن تک ہوشیار خبر ہمکو یہ دیتی ہے
یہ دنیا دار فانی ہے تو دار الامتحان بھی ہے
ذرا سے رنج میں متروک اپنے فرض کر بیٹھے
ذرا سی بات پر اپنے پڑوسی سے بگڑ جانا
ذرا سی چوٹ کا بدلہ کسی کی جان سے لینا
کسی کی کامیابی سُنکے یوں مُنھ کو چڑھا لینا
ہوائیں ہلکی ہلکی بھی ان اخلاقی جرائم کی
پھر اُن جرموں کا کیا کہنا جو داخل ہیں کبائر میں
غرض یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم بدفعلیاں کرکے
رہِ توحید سے مطلب ہے میرا تو فقط اُس سے
وہ جن کی ذات اک تکوین عالم کی ہوئی باعث
وہ جن کی ذات نے تثلیث کا توڑا طلسم آکر
وہ جن کو ناز تھا عبدیت خلاق عالم پر
وہ جن کو خلعت محبوبیت حق نے عطا کی ہے

یقین اسکا کرا کر حل یہ میری سخت مشکل کی
دکھائیگا بہت کچھ جبتک اوسکی ہر خوشی دل کی
اولٹ دیگا نقاب اس ہستی موہوم و باطل کی
بر آئیگی اونھیں کی عاقبت میں آرزو دل کی
کیا وقت اوس نے ضائع مفت اور سعی باطل کی
ہر اک شے میں ہر اک حالت میں شان اوس ایک فاعل کی
کہ جسمیں مصلحت مفعول کی داخل نہ شامل کی
کہ ہے عقبیٰ کی آسانی کڑی اس سخت منزل کی
سند صبر و رضا کی کیوں نہیں ہم نے نہ حاصل کی
ذرا سی عیش میں سدھ چھوڑ دی اپنے مشاغل کی
ذرا سے رنج پر توہین اقارب کی اماثل کی
ذرا سی کھونٹ پر ذلت کسی ارمان بھرے دل کی
کہ انکے مال کی چوری سے گویا ونسے حاصل کی
حقیقت میں ہیں سب دشمن چراغ دیدہ دل کی
وہ ہیں سنگین تو ہیں اونکی سزائیں بھی مقابل کی
کریں ہمت ادھر توحید کی قطع منازل کی
رسول پاک نے تشریح کی جسکے مراحل کی
وہ جنکے نور نے خلقت میں سبقت سب پہ حاصل کی
وہ جن کے نور نے تاریکی تکفیر زائل کی
وہ جس نے قدر کی الفقر فخری کی نامل کی
وہ جن کو بھیج کر دنیا میں رحمت اپنی نازل کی

ایاز اون کو بتا وے گا جو محبوبی سے ہین منکر — کہ اوس نے کسطرح محمود سے عزت یہ حاصل کی
جو سنلین دل سے حالات آپکے کل زندگانی کے — رہے باقی نہ اونکو اسمین گنجایش دلائل کی
خلافت اور انبیا کے ہر طرح کے ظلم سہنے پر — طبیعت اپنی امت کی بجز خواہی یہ مائل کی
اسی باعث سے حق نے آپکی بعثت کے بعد ابتک — بلاے آسمانی اپنی خلقت پر نہ نازل کی
ہے ثابت اس سے اونکا رحمۃ للعالمین ہونا — خدا نے جسکی بابت اپنی ایک آیت بھی نازل کی
چھپا تھا شاہد وحدت جو کثرت کے حجابون مین — دکھا دی پیروون کو صورت اوس حور شمائل کی
سوا اونکے بتاؤ کون اوسے پہچان سکتا ہے — شب معراج جسکی دولت دیدار حاصل کی
دکھا دین آپنے خود چل کے یہ امن و امان راہین — شریعت کے طریقت کے حقیقت کے مراحل کی
مجھے اون پر تعجب ہے جو سنکر معجزات اونکے — کھڑی کرتے ہین بے بنیاد دیوارین دلائل کی
خدا کو مانتے ہین قادر اور محبوب کو اوسکے — سمجھتے ہین وہ اک تصویر بیجان آب و گل کی
اگر یہ مان بھی لین ہم تو کیا مجبور ہے قدرت — کہ دے مٹی کو طاقت شق صدر ماہ کامل کی
وجود قدرت خلاق اکبر سے جو منکر ہین — وہ جو چاہین کہین پر اونکی منطق ہے جاہل کی

بیت	بھروسا ہے خدا کے فضل پر بے شک ذبیح اپنا مگر ہے تقویت بھی اونکی جد و جہد کامل کی	شعر ۱۴

قصیدہ ثانی موسوم بہ ہنگامہ محشر و اظہار ذوق شوق دیدار الٰہی و نعت رسالت پناہی صلعم معروضہ سنہ ۱۹۲۲ء

مفاعیلن ـ مفاعیلن مفاعیلن ـ مفاعیلن

دکھا دے اے سمند طبع جوہر وقت آخر ہین — کہ لینا ہے تجھی سے کام کلہم میدان محشر مین
ذبیح ایسا ہو ہر مطلع انوکھا شان داور مین — نہ ہو جنکے مقابل کا کوئی دیوان محشر مین
پھر ایسا نور ہر یک مطلع نعت پیمبر مین — کہ چھٹکین داغ جنکے مطلع خورشید خاور مین

لکھا ہے نیک و بد جو کچھ ازل کے پاک دفتر مین
مرا دستِ جنون کل عرش کو لائیگا چکر مین
مین دیوانہ ہون اون زلفون کا ہے سودا مرے سر مین
نشہ ہے اوس مئے بیرنگ کا ابتک مرے سر مین
بھری ہے لو اوسی شمع تجلی کی مرے سر مین
خلیل اللہ کی بسم اللہ اللہ اکبر مین
غم دوزخ کسے شوق لقائے ربِّ اکبر مین
مٹے ہین جو تمنّائے لقائی ربِّ اکبر مین
چلو اے شہسوارون پیشگاہ ربِ اکبر مین
اثر ہے وہ ہمارے نعرۂ اللہ اکبر مین
یہ گوے لا الٰہ کیا ہے جو میدان محشر مین
ہمارے نعرۂ تکبیر کی گونج ارض محشر مین
قیامت کی وہ گرمی آفتابِ روز محشر مین
خمارِ بادۂ دوشین جو تھا اسدٹا ہوا سر مین
وہ زلفین جو ازل مین بھی بسی تھین مشک و عنبر مین
حکیمون کو ہے سکتہ حکمتِ خلّاق اکبر مین
بہت غوّاص آئے اور گئے اِس بحرِ اخضر مین
وہ خالق جسکی خلقت کا شمار ابتک ہے چکّر مین
وہ اول ہے ہر اوّل مین وہ آخر ہے ہر آخر مین
وہی دیتا ہے انسان کو جو لکھا ہے مقدر مین
کسیکی نامرادی کا اثر کیا حکم داور مین

لکھا اوٹھتا ہون کبھی اپنے جنون کے جوشِ افسر مین
نہین باقی رہے گا تار جیب و دامان محشر مین
اثر ہے جس کی بوُ سے خارجی کا مشک و عنبر مین
جو بھر بھر کر مرے ساقی نے دی آنکھون کے ساغر مین
دماغِ حضرت موسیٰؑ پڑا تھا جس سے چکّر مین
جو سودا تھا وہی لایا ہون مین بازارِ محشر مین
کھلا ہے نرگستان آج میرے دیدۂ تر مین
اونھین پروائے جنّت خوفِ دوزخ کیا ہے محشر مین
دکھاؤ کرتب اپنے جولان گاہِ محشر مین
بجھا دیگا یقیناً آتشِ دوزخ جو دم بھر مین
رہے ثابت ہماری ضرب الا اللہ اکبر مین
عقوبت کے فرشتون کو نہ کیا لائیگی چکر مین
یہ ٹھنڈک ابر رحمت کی ہمارے دامن تر مین
وہ آج اوترا حضورِ داورِ داورِ محشر مین
انھون نے روح پھر پھونکی ہواے صبح محشر مین
کرے پیدا سمندر مین جو موتی لعل پتھر مین
نہ پہونچا کوئی تہ پر اوسکی قدرت کے سمندر مین
وہ رازق جسکی روزی روز پہونچے بحر مین بر مین
وہ باطن ہے ہر اک باطن مین ظاہر ہے ہر ظاہر مین
نہین تھا چشمۂ آب بقا بخت سکندر مین
کھنچی شداد کی جان جنت شداد کے در مین

پڑھونگا مین ہر اک مطلع سنا کر حوض کوثر مین
کہین گے سب یہ میرے ہم نوا آہنگ خوشتر مین
ہمارے نام اگر ہونگے گنہگارونکے دفتر مین
ہمین اس کی خبر بھی کچھ نہ ہوگی شور محشر مین
شفاعت اُمتِ عاصی کی گھر کی بات ہے گھر مین
تمامی انبیا یہ مژدہ سنکر آ گئے چکر مین
خلاص اپنی کرالی آپ نے اُمت جو دم بھر مین
ہماری اُمتین ہین منکرانِ ربِ اکبر مین
مگر ہین نام ان سب کی بھی انسانون کے دفتر مین
برابر کا انھین بھی اپنی اُمت کے برابر مین
یہ سُن کر آپ اوسی دم جائینگے دربار داور مین
یہ ذبیح محبوب سے محبوبیت کی قلبِ داور مین
غرض وہ پا کے اذن اسکا جناب رب اکبر مین
جواب اوسکا ملیگا ان حروف روح پرور مین
نتیجہ اُسکا یہ ہوگا کہ ان لوگونسے دم بھر مین
کھلیگا یہ بھی راز اوسعایت ہین دیوان محشر مین

فرشتے مجکو جب لیجائینگے دیوان محشر مین
ذبیح محشر آشوب آگیا آشوب محشر مین
وہ خود ہونگے شفاعت خواہ سرکار پیمبر مین
کہ کب خارج کرائے آپ نے دربار داور مین
شفیع المذنبینی بھی ہے مخزواتِ سرور مین
کہین گے ہو کے حاضر اپکی سرکار اطہر مین
ہماری بھی مدد فرمائیے کچھ آج محشر مین
ہماری اُمتین ہین بانیانِ فتنہ و شر مین
یہ مذنب ہین شفیع المذنبین ہین آپ محشر مین
عطا فرمائیے حقِ شفاعت آج محشر مین
نگہ مین شرم سے ادب ہوگا جلو مین نطق جگر مین
اثر جو کچھ کریگی دیکھ لین آپ اپنے دلبر مین
کرینگے عرض وہ پہونچا تھا جو گوش مطہر مین
نہین ہے فرق گویا غیرتِ محبوب داور مین
کرورون ہونگے داخل سایۂ غفران داور مین
کہ رحمت کی صفت غالب ہے سب پر ذاتِ داور مین

شعر ۱۳	ذبیح اسکا بھی ہوجائیگا یہ عین الیقین سب کو شفاعت بھی ہر اک اُمت کی مخفی ذاتِ سرور مین	۸

عرض حال درحضور ایزد متعال جل جلالہ مصنفہ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن مفاعیلن ـ

پڑوس اپنے عطا کی تھی جنھیں فردوس مسکن کو
تڑپتے ہین وہی اس عالم کثرت مین درشن کو

ازل مین سجدۂ آدم سے پھیرا جس نے گردن کو
مسلط کردیا ہم پر اوسی خونخوار دشمن کو

حقیقت مین جو خارستان ہے اس دنیا کے گلشن کو
کیا مخصوص ہم سے بھولے بھالون کے نشیمن کو

بہت خوش رنگ اور خوش وضع ہین چند پھول اوسکے
مگر رنگ وفا اونمین نہین ملتا ہے درشن کو

کہین دلکش ہے بو اونکی کہین دلکش ہے رنگ اونکا
مگر ہر سو سے ہین لپٹے ہوئے خار اونکے دامن کو

ادھر اونکا فریب حسن - اودھر شیطان کی چالین
سمجھتا ہے جو اپنا صیدگاہ اس سارے گلشن کو

جدھر دیکھو اودھر پھیلا ہوا ہے دام مکر اوسکا
غرض گھیرے ہوئے ہے وہ تمامی صحن گلشن کو

جہان جینا جہان مرنا جہان شام و سحر کرنا
بچاتے کیونکر اوسکے جال سے ہم اپنی گردن کو

مگر جب جب بلاؤن مین ہوے ہم مبتلا یارب
تو تیرا نام لیکر ہم نے پکڑا تیرے دامن کو

مدد تو نے ہماری کی ہے بیشک ہر مصیبت مین
عطا کی - صبر کی توفیق یا دی ہار دشمن کو

سوا تیرے کہین کس سے - سوا تیرے ہے کون ایسا
جو ممکن کردے ناممکن کو - بن ٹھن کردے ان بن کو

تو ہی ہے داور محشر - تو ہی مالک ہے اسدن کا
غم عقبیٰ کے پھندے سے چھوٹا دے اور گردن کو

۹	وگرنہ یہ ذبیح خنجر شوق لقا تیرا بلایا جائیے ہر شام و سحر دوزخ سے درشن کو	شعر ۸۶

یہ نظم بطور قصیدہ کے اخیر مارچ سنہ ۱۹۲۳ء مین باظہار خیالات صحیحہ مین بر مصالح دنیا و عقبیٰ مین نے ایک ہفتہ مین ترتیب دی

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

برس جا اے مرے ابر کرم اکبار مجھ پر بھی
کہ دھو لے معصیت کے داغ میرا دامن تر بھی

سوا نیزہ پہ جب ہوا آفتاب روز محشر بھی
نگاہ مہر ہم پر اے ہمارے بندہ پرور بھی

یہان طوبیٰ - وہان دنیا مین تھے سرو و صنوبر بھی
مجھے تو دیکھنا ہے قد آدم قد دلبر بھی

وہ قامت ہے نہ جسکی یہ قیامت ایک ٹھوکر بھی
وہ قامت جسکے قد قامت کے بندے ہین پیمبر بھی

سرون مین جنکے ہے سودا سے گیسوئے معنبر بھی
وہ اوسکے ہین کھلونے اور اوسکے ناز پرور بھی

انھین کیا موت کا ڈر وہ نہ مرتے ہین جو مر کر بھی
ہلوائے کوچۂ گیسو ہے اونکی روح پرور بھی

جنھین ہے ولفشین شوق لقائے روئے انور بھی
نہین پروا انھین جنت کی۔ دوزخ کا نہین ڈر بھی

وہ عادل ہے وہ باذل بھی ہے وہ حاکم ہے وہ داور بھی
مزہ ملتا ہے جنکو اونکے حق مین ہے ستمگر بھی

ہمارے سرورِ عالم بروز جنگ خیبر بھی
کمر سے اپنی تیغ اور پیٹ سے باندھے تھے پتھر بھی

پھر اونکے نور عینین وا مامینِ دو عالم پہ
مصائب جس قدر ٹوٹے نہین ٹوٹے کسی پر بھی

چمن مین خوشنما پاتے ہو تم جتنے درختون کو
تراشی جاتی ہین اون سب کی شاخین برگ بھی بر بھی

اگر خالص طلا چوٹین بھی زرگر کی وہ سہ سکتا
کسی محبوب کے کانون کا بن سکتا نہ زیور بھی

پھپھولے ہین دل عشاق کے پھول اوسکے گلشن کے
بگولے اونکی خاکون کے ہین سرو اوسکے صنوبر بھی

ہوا ہین اوسکے کوچے کی ہین اونکی گرم وسرد آہین
بلائین اوسکی زلفون کی ہین اونکی روح پرور بھی

وہی ابرو ہلال عید سے بڑھکر طرب افزا
وہی ابرو ہین مشتاقون کے حق مین تیغ و خنجر بھی

ہے غازہ اوسکے چہرہ کا لہو اوسکے شہیدون کا
ہے مہدی اوسکے ہاتھونکی وہی خون کبوتر بھی

یہ جتنے خار غم چبھتے ہین انکے دیدۂ دل مین
سمجھتے ہین وہ سب کو کاوشِ مژگان دلبر بھی

اوسی نسبت سے جس جسکو مدارج جتنے ملتا ہے
مصایب جھیلتے ہین خاصگانِ رب اکبر بھی

مگر اون کو مزہ ملتا ہے جو صبر و قناعت مین
نہ لین وہ اوسکے بدلے تخت دو ہیم سکندر بھی

خلاف اسکے ہوس ہے جنکے دلمین ملک دولت کی
اونھین دیتا ہے وہ مال و منال و خیل و لشکر بھی

یہان ہر چند دولتمند بنکر سہل ہے رہنا
مگر دشوار ہے رہنا کسی کا حد کے اندر بھی

وہ ہین نا فہمین جو گذرے ہونگے اپنی ہستی سے
وہ ہین نادر ہو جنھین انکسار اور ہون تو انگر بھی

رہا کرتی ہے انکی باگ انکے نفس کے ہاتھون
جدھر کو اوسنے چاہا چل دیئے یہ اوسکے چاکر بھی

غرض اس سے نہین یہ فعل جائز ہے کہ ناجائز
کرینگے اوسکا کہنا خرچ ہو سکا راگر نہ بھی

رہے یا آبرو جائے بنے یا عاقبت بگڑے
کرینگے نفس کی خواہش کو پورا بیجگر پھر بھی

ہزاروں واقعات اس طبقۂ اعلیٰ او سے ہین
نظر آئین گے ایسے گر کرین ہم غور دم بھر بھی

غذا اونکی ہے بڑھیا زیور و ملبوس بھی بڑھیا
سواری اونکی بڑھیا اور بڑھیا اونکے نوکر بھی

نہ مذہب کی انھین پروا نہ اونکو کچھ غم عقبیٰ
انھین تو عیش و راحت سے نہین فرصت ہے دم بھر بھی

کوئی پوچھے تو ان سے جسنے دین یہ نعمتین تمکو
وہ لے گا حشر کے دن کیا حساب انکا نہ تل بھر بھی

رہا اک طبقۂ ادنیٰ جو مزدوروں کسانون کا
یہ محنت کرکے پیدا کرتے ہین رزق مقدر بھی

خور و پوش انکا موٹا ہے یہ خود بھی موٹے تازے ہین
یہ جتنے محنتی ہین اوتنے ہی ہین یہ تناور بھی

نتیجہ جس سے یہ نکلا کہ دنیا کی لطیف اشیا
نہین ہین زندگی کے واسطے جزو اے اکبر بھی

لطیف اشیا یہ ہوتا گر مدار زندگی اپنا
نشان طبقۂ ادنیٰ یہان ملتا نہ تل بھر بھی

ادھر ہے طبقۂ اعلیٰ کا ظاہر خوشنما جنت
ادھر ہے باطن جلوہ گاہ رب اکبر بھی

وہ صنف اولین انکا جو محدود انبیا پر ہے
رسالت کی نظر سے ہے نہ جنین فرق تل بھر بھی

مگر کہتی ہین اونکی حالتین رتبہ نہین سب سے
محمد مصطفےٰ ہین انمین ممتاز اونکے سرور بھی

نبوت ۱۲

شب معراج اولوالعزم انبیا کی کیا نقیبین رہین
نقیبون کی طرح گرد حبیب رب اکبر بھی

وہ انمین کون ہے تنگ آکے جسنے اپنی امت سے
نہین قہر خدا نازل کرایا اونکے سر پر بھی

ہمارے سرور عالم نے کیا کیا ظلم سہنے پر
دعائے خیر دی امت کو بعد از وقت آخر بھی

وہ انمین کون ہے جس نے پکڑ کر اپنے اعدا کو
نہ پہونچایا ضرر اور چھوڑ کر پہونچا دیا گھر بھی

وہ انمین کون ہے فاقون پہ فاقے جسکو ہوتے تھے
نہین آغاز ہی ہین بعد فتح بدر و خیبر بھی

وہ انمین کون ہے جسکی گذر رہا ایک کملی پر
وہ انمین کون ہے نان جوین کا ہو جو خوگر بھی

وہ انمین کون ہے جسنے دعائے خیر اوسے بھی دی
لقب سے راہ چلتے جسنے مارے اونکے پتھر بھی

وہ ہے کون انمین جسپر سورۂ مزمل اتری ہے
عبادت کرتے کرتے سوج اوٹھے جسکے پائے اطہر بھی

وہ انمین کون ہے جو مسکینون کا میر سامان تھا
ہوئی ہے بسر جسکی شب ان کاموں میں اکثر بھی

قصیدہ بر طرح مشاعرہ چھپرا منعقدہ ۱۰ ار اکتوبر ۱۹۲۳ء بغرض اصلاح خیالات برادران قومی و ملکی۔

مطلع — شعر ۱۰۷

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن۔

خلیل اللہ کی بسم اللہ اللہ اکبر پر
جو طرہ تھا تو کلغی اوس کی اسمعیل کے سر پر

مرے قاتل مرا سر لوٹتا اودھر تھا ترے خنجر پر
دل بسمل ادھر بسم اللہ اللہ اکبر پر

در فردوس کھولا جس نے میری جانِ مضطر پر
مجھے ہے ناز اوسی بسم اللہ اللہ اکبر پر

فرشتوں اک ہوا ہے نعرۂ اللہ اکبر پر
اُٹھا کر پھر گیا پانی رخ خورشید خاور پر

ہوا ہے ختم جس کا اک کنارہ حوض کوثر پر
قلم میرا رواں رہتا ہے صرف اوس خط مسطر پر

بہر سو سایہ پھیلایا ہے شفیع روز محشر پر
مگر قصداً اگر بڑھتا ہے پڑا یار اپنے سرور پر

پڑا اچھا سایہ حق جو رسول پاک گوہر پر
اوسی کا عکس ابوبکر و عمر عثمان و حیدر پر

نہ رکھتے اسقدر بار گران انسان کے سر پر
زمین پر کیا ہے اوسکا نہ چلتا چرخ اخضر پر

دیا دل جس کو اسکا شکوہ بیدا اوس منہ سے
ہزاروں نے فدا کردی ہیں جانیں اپنے دلبر پر

پھر اوس دلبر سے نسبت کیا ہے اُس مٹی کے تلون کو
رواں ہے حکم جسکا عرش و فرش و بحر و بر پر

وہ دلبر جس نے ڈالا عکس شان دلبری اپنا
گلوں پر مہر و مہ پر شمع پر سرو و صنوبر پر

بشر کو ساری خلقت سے بنایا اشرف و اعلیٰ
کیا قادر بھی اوس کو امتیاز خیر و شر پر

اسی کو قابلیت کی عطا اپنی محبت کی
لگا دی مہر اپنے عشق کی اوسکے مقدر پر

لیا ہے عہد واثق اس سے صرف اپنی عبادت کا
جگہ بھی دی اُسے اپنی قبولیت کے منبر پر

و انھوں نے قدر اس نعمت کی جو سمجھی کی وہ ظاہر ہے
کیا غرق اوسکو اپنے نفس امارہ کے اژدر پر

[illegible] وہ لقمانی ہواؤں کے
کہ پانی پھر گیا اونکی متاع و عزت و فر پر

[illegible] لاکھوں ہیں کام اپنے خود کشی کرکے
ہوئے کچھ کامیاب آخر مرے وہ پھر کے در در پر

مگر ہاں لوث سے خالی مجازی عشق ہے جنکا
صنم کی حرکتوں کو جو صمد کی حرکتیں سمجھے
مگر گذرے ہیں کمتر واقعات اس طرح ایسے
بھرا ہے ورنہ کل قرآن اس اعلی ہدایت سے
مجازی ہیں اگر تل بھر ہے خواہش نفس کی شامل
سبق اس کا جو لینا ہے تو جا کر قیس سے لینا
وہی اک ہے جو محویت میں بول اٹھا انا لیلی
اسی اک نے مجازی کو حقیقی کر دکھایا ہے
جسے عشق و محبت سے ہم اب تعبیر کرتے ہیں
یہاں تک ہو گیا ہے ان پہ قابو نفس شیطاں کا
وہ قومیں ہیں جو منکر ذات حق سے انکو جانے دو
خدا انکی ہے عبادت غرض جن لوگونکے مذہب میں
کرشن اوتار - رام اوتار - اور اوتار ہیں جتنے
نہیں ہے اعتبار واقعی جن کو نہ ہوا ان کو
نزول انکا ہوا یا اوتار - انکا ایک معنی ہیں
کہ یہ آکاس یعنی عالم بالا سے اترے ہیں
تو کیا یہ فرق ہم میں اور انمیں ہے کہ وہ از خود
نہیں ہم اور وہ دونوں آئے ہیں بھیجے ہوا ور سکے
یہی دل تھا یہی انکا دماغ اور تھے یہی اعضا
بنی آدم ہیں دونکو وہ فضیلت حق نے بخشی ہے
انھیں اولاد حق بعضی اور بعضی اوتار کہتے ہیں

نظر جن کی صنم سے ہے صمد کی شان برتر پر
کرے محمول شان اسکی جو شان رب اکبر پر
جو مخلوقات سے پہونچے در خلاق اکبر پر
کہ مصنوعات سے پہونچے در صناع برتر پر
رہ تحقیق میں غالب ہے وہ سد سکندر پر
وہی فائق ہے اس عالم کے ہر بہتر سے بہتر پر
جگہ دیتے ہیں جسکو بعض انا الحق کے برابر پر
یہی اک ہے جو قطرے سے ہوا فائز سمندر پر
یہ نفسانیت انکی ہے سوار ایک ایک کے سر پر
تسلط جسقدر ہوتا ہے آقا اپنے چاکر پر
مگر وہ لوگ ہے ایمان جنکا رب اکبر پر
خدا کا پیار الفت جن مذاہب میں کہ ہے سر پر
نزول آیا ہے عیسی موسی ہر پیمبر پر
ہے میرا رخ تو ان الفاظ کے حرفوں کے جوہر پر
اترتے ہیں بوقت غور یوں طبع سخنور پر
مگر اترے ہیں یونہیں ہم سب اس فرش مشجر پر
زمیں پر اترے اور ہم اترے حکم رب اکبر پر
چلانے کو وہ چلنے کے لیے ہم حکم داور پر
ہماری طرح سے تھے وہ بھی نازاں اسی گل تر پر
بنی آدم کو حاصل ہے جو کل مخلوق داور پر
یہی کہتے ہیں بعض انکو جو حامی ہے پیمبر پر

نہین نفسِ خدا تھے وہ نہ اولادِ خدا تھے وہ
بری ہر اک طرح کے لوث سے بیہ خدا پاک اونکی
زلیشہ تا بہ تخیل ایک ایک کی سنتا ہے جن کانون
خبر رکھتے ہین جتنی ہم سب اپنے دلکے بھیدون سے
ہمارا دل ہے فعلون اور ارادون پہ گرحاوی
یہ صفتین چار ہین چار شعرون مین جو لکھی ہین
ہر اک کے واقعاتِ زندگی انصاف سے دیکھو
لبِ دریا کفِ صحرا اکیلے بے سپاہی وہ
پھر اونکو وہ مدارشاد و مناسب حق سے ملتے تھے
نہین سے تھے غیب دان وہ لیکن اکثر غیب کی باتین
نتیجہ جس سے یہ نکلا کہ وہ بندے خدا کے تھے
یہ جتنے تھے خدا کو واحدِ مطلق سمجھتے تھے
طریقے وہ بتاتے تھے خدا ہی کی عبادت کے
اوسی اثنا مین اونکے معجزے اونکی کرامتین
اثر الٹا ہوا اُمت پہ اون کی بعد اونکا
گمان اونکا پھر آخر ہو گیا حق الیقین اونکا
وہ مقدر رہی نہین ہرگز جو تصویرون سے خالی ہو
مگر نہ وہ خدا ہم پہ عبادت فرض ہے جسکی
رہا یہ سلسلہ عیسیٰ کے دم تک جب ہوئی تیاری
انھون نے بعد تثلیث کیا اعلان دنیا مین
یقین کرلو کہ اک بھیجا ہوا بندہ اوسی کا ہون

یقین ان باتون کا کرنا ہے بہت ربِّ اکبر پر
نہین ہے اس ہمارے گرم و سرد اور خشک و تر پر
نہ ذرہ تا بحور اوس کی نظر ہے ہر مصور پر
ہے حاوی علمِ غیب اوسکا اوسی راز نہان تر پر
وہ حاوی ہے دلون کے نیک تر حالات و بدتر پر
نہین آتی ہے صادق کوئی اوتارا و پیمبر پر
بھروسا رکھتے تھے ہر کام مین سب فرات داور پر
کیا کرتے تھے برسون اوس خدائے پاک کے در پر
فرشتے رشک کھایا کرتے تھے جنکے مقدر پر
خدا کی مصلحت کرتی تھی فاش اپنے پیمبر پر
وہ بندے تھے جو فائق خلقتِ خلاقِ اکبر پر
ہدایت سب کی مبنی تھی توحیدِ داور پر
اوسی بولی مین تھی اوس ملک مین غالب جو گھر گھر پر
بحکمِ حق جو ظاہر ہوتی تھین وقتِ مقرر پر
لگے کرنے خدائی کا گمان اپنے پیمبر پر
لگے کرنے وہ پوجا اونکی تصویرون کی پتھر پر
نہ وہ گرجا نہین مبنی اگر عیسیٰ کے پیکر پر
نہ سنگین ہے نہ رنگین ہے نہ ہے تجرید و پیکر پر
ہوا آخر بالآخر سب سے آخر کے پیمبر پر
کہ لاؤ تم سب ایمان اک خدائے پاک داور پر
مین آیا ہون ہدایت کی وجہ سے آپ کے در پر

عرب مین بُت پرستی تھی یہ بڑھکر ساری دنیا سے
کہ مُٹ ہی بت تھے کعبہ کی ہر اک دیوار و در پر

تھے اسیر آپ بھی اُمی محض اور بے پدر بھی تھے
اثر قطرے کا ہوتا بھی تو کیا گہرے سمندر پر

مگر اللہ ری ہمت جو لاکھون ظلم سہکر بھی
رہے پر کار کی صورت وہ قائم اپنے محور پر

ستانے پر بھی اون سب ظالمون کے تا دمِ آخر
نہ آئی بد دعا کوئی بیان روح پرور پر

خطاب رحمۃ اللعالمین حق نے جو بخشا تھا
دعا یہ تھی کہ یارب رحم کر اِس قوم ابتر پر

نتیجہ تھا یہ اونکے حلم و صدق و استقامت کا
کہ رفتہ رفتہ وحدت چھا گئی کثرت کے دفتر پر

وہی قومین جو تھین اونکی یا تثلیث پر نازان
اولٹی تھین صفین اک نعرۂ اللہ اکبر پر

خدا کے فضل و بخشش سے طفیل احمدِ مرسل
کم و بیش اب بھی ہے اسلام قابض ہفت کشور پر

نہین اس تذکرہ سے بھائیون ہے یہ غرض میری
دکھاؤن دل مین لیتے بھائیون کا جوہر کے جوہر پر

(صاحبو)
او سے دست بستہ یہ گذارش ہے مری سب سے
کہ ہین جن مذہبون کے رنگ ہندستان کے چادر پر

وہ دیکھین یا سُنین قول اپنے پیشواؤن کے
کہین وہ بالکہ ہین ملتی نہین توحید داور پر

اگر ہین تو وہی اک ذات ہے لائق پرستش کے
ہے واجب جبہہ سائی ایک ہی کرتار کے در پر

رہے اوتار یا پیغمبر اون کے جتنے ہین پیرو
کرین وہ اونکی عظمت اونکے بھی جہان ہین ہمسر پر

مگر عظمت وہی جو عام بن ہے خاص بندون کی
نہین ہمسر خدا کے گو بٹھائین اونکو ہم سر پر

نہین توحید پہ ملتی جو قول اونکے بزرگون کے
تو ہر انسان ہے قادر امتیاز خیر پہ شر پر

کرین غور اپنے دلمین کیا خدا ہے ایک یا زائد
جو زائد ہون تو آن بن ہو ایک اک قدم بھر پر

رہے قائم نہ دم بھر یہ نظامِ عالمِ امکان
چلاتی ہے جسے یہ کار قدرت ایک محور پر

سوا اسکے اگر اک آدمی بندہ کسی کا ہو
تو کس کس کی غلامی وہ کرے جا جا کے در در پر

خدا کے ایک ہونے کی دلیل ایسا در یہ بھی ہے
اچانک جب بلا آ پڑتی ہے انسان کے سر پر

تو ایسا ایک دل کیا بلکہ ہو رہے بہ بات اوسکا
کرا دکھلاتی ہے روح اک ساتھ نام رب اکبر پر

وہ عالم اس سے کہ لازم ہے پیمبر پہ تو ہے کا
مصیبت مین اوٹھ گئی آنکھ صرف اک ذاتِ داور پر

دیا مان اوسکا دل ہے سنتے ہی وہ نام پاک اپنا
جو سر کے وہ بلا سر سے تو بندہ صبر یون کر لے
زمانہ کے حوادث ہون برے یا ہون بھلے لیکن
اوسی کو ہے خبر مالک ہے جو سارے زمانے کا
نجومی کرتے ہین دعوی کہ سیارون کی گردش سے
ہم اون سے پوچھتے ہین یہ کہ گردش ان ستارون کو
جواب اوسکا جو ہے مثبت تو کیا چال اون ستارون کی
زمین و آسمان کے تحت و بالا جتنی چیزین ہین
یہ دنیا کیا ہے اوسکا اک تماشاگاہ قدرت ہے
کہ تمھین ہر شے کی ماہیت پر کھنے کی بھی طاقت دی
یہ اشیاے جمادی بھی اگر ہوتی نہ دنیا مین
تو تھی بیکار یہ ساری تمھاری عقل و دانائی
تمھارا ناز اودھر اعلی مشینون کے بنانے کا
تمھارا وہم اپنی ذات کو صانع سمجھنے کا
تم اپنی مخترعون کا پاکے پھل بھی ہیف کی جا ہے
جنھین ثمرائد سے زائد نعمتین ملتی ہین دنیا مین
ہمارا کام ہے کامون مین اپنے کوشش کرنا
مگر دنیا کے کامون سے ضروری کار عقبی ہین
سے ہے نفی وہی باقون یہ نجات عالم عقبی
ہر اک فعل اپنی نیکی اور بدی کا آپ ہے خود
تو ہم اوسکے نتیجے پر کرین غور اپنے ہی دل مین

ہٹا دیتا ہے سر سے اوسکے وہ آئی بلا سر پر
کہ دیگا حق بدل اسکا کسی وقت مقرر پر
تمھین اسکی خبر کیا خیر یہ منتج ہین یا شر پر
بدلتا ہے زمانہ کروٹین جسکے ہر آڈر پر
حوادث ہوتے رہتے ہین بپا وقت مقرر پر
کسی کے حکم سے ہے یا کہ از خود چرخ اخضر پر
بدل سکتی نہین ایس حاکم اعلی کے آڈر پر
سکون و حرکت اونکی منحصر ہے حکم داور پر
مسلط تم ہو جیسکے سرد و گرم اور خشک اور تر پر
بدولت جسکی شاید جا سکو تم چرخ اخضر پر
نہ ہوتے تم جو قابض آہن و سیم و مس و زر پر
ہے دنیا کی ہر اک نعمت کا بوجھ انسان کے سر پر
ہماری آنکھ اودھر ہے قدرت خلاق اکبر پر
ہمارا ظن ہے قدرت کی مشین کا ہر مشین گر پر
رجوع انکا نہین شان خداے پاک برتر پر
بروز حشر اونکا بوجھ اوٹھائینگے وہی سر پر
بھروسا کر کے صرف اک ذات پاک رب اکبر پر
یہ فانی ہے حساب اسکا ہے باقی روز محشر پر
خدا کی بندگی یہ خدمت مخلوق داور پر
رجوع اپنی طبیعت دیکھین جب ہم کار بدتر پر
نظر پھر ڈالین ہم لطف ارگی کو رب اکبر پر

خدا کا خوف اگر دل میں ہمارے یوں سما جائے
تو ہم قادر ہی ہو سکتے ہیں افعال بد تر پر

شرف دے کر خدا نے ساری مخلوقات پر تم کو
کیا ہے تم کو قادر امتیاز خیر پر شر پر

کہ تم اپنی شرافت ہاتھ سے اپنے نہ جانے دو
کھڑے ہو کر ہو لکوٹتے نہ تم کردار کی پر ملک گھر پر

وگرنہ وہ فرشتے جنھیں نا اہل کہتے تھے
رولائینگے تمھیں ہنسکر تمھارے حال ابتر پر

علاوہ اس ہنسی کے مجھکو رونا ہے تو اسکا ہے
کہ ہم کس منھ سے جائینگے خدائے پاک کے در پر

۱۱	ذبیح اس نظم پر تیری خدا سے ہے دعا میری اثر پورا پڑے اسکا ہر اک مُلکی برادر پر	شعر ۲۴

مشاعرہ متھگڈھ مقررہ ۱۸ ار نومبر ۱۹۲۳ء

فاعلاتن فعلن، فاعلین فاعلین ۔

حمد حق میں وہی شاعر شکر افشان ہوگا
درس استاد ازل کا جو سبق خوان ہوگا

گوئے توحید پہ اسلام کا چوگان ہوگا
ہوں گے ہم اور قیامت کا وہ میدان ہوگا

عالم قدس اوسے کل دیکھ کے حیران ہوگا
مردم دیدۂ تنزیہہ حبیب انسان ہوگا

میں وہ چیونٹی ہوں کہ میرا ہی تو مہمان ہوگا
جو کوئی اپنے زمانہ کا سلیمان ہوگا

مہر ہوگا کہ فلک پر سر تابان ہوگا
کوئی کیا جانے وہ پیدا کہ یہ پنہان ہوگا

اے فلک بھاگ تو جیسے کہ کل حشر کے دن
تجھ سے میدان ہمارا سر میدان ہوگا

اس کی پرسش نے مری رہنے دیے مرے دو اور حشر
ہر قدم پرسش کے مری تو بھی پریشان ہوگا

دل کہیں آنکھ کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں
کوئی مجھ سا بھی یہاں بے سر و سامان ہوگا

بس ہے اک اوسکی معیت شب تنہائی میں
کیا خدا سے بھی کوئی بڑھ کے نگہبان ہوگا

میں نہ ہونگا تو مری خاک کا ذرہ ذرہ
دشت میں سرمہ کش چشم غزالان ہوگا

سرخرو ہوں تو میں ہوں منتقل یا رب
امتحان آج ہمارا سر میدان ہوگا

آپ کے سر پہ مرا خون نہیں رہنے کا — یہ تو رُخ پہ مرے گلگونۂ احسان ہوگا
بوئے فتنہ اوٹھتی ہے کلیوں سے مرے دامن کی — پھر جنون تجھ سے مگر دست و گریبان ہوگا
باعث بیخودی ناقۂ لیلی ہر نجد — قیس کی راہ کا ہر خار بیابان ہوگا
جس نے دیکھا ہے خدائی میں خدا کا جلوہ — دل وہ ہر آئینہ آئینۂ عرفان ہوگا
تیری تصویر سے ہے عنقا تو تصور تیرا — یوں ہی تا حشر مرے قلب کا مہمان ہوگا
دامن چرخ ستاروں سے جو معمور ہے یہ — ہو نہ ہو یار کا میرے لب خندان ہوگا
میرے دل میں ہے خلش جسکی وہ مجھ سے پوچھو — ناوک انداز ازل کا کوئی پیکان ہوگا
یا نبی حشر کے دن بھی ادھر اک ہاتھ میرا — اور ادھر آپ کا اک گوشۂ داماں ہوگا
مرے ساتھ اور سب ارمان اگر ہوگئے ذبح — کوئے قاتل میں تو کیا گنج شہیدان ہوگا
سہہ رہوں کیا میں کہوں مجکو خبر ہی کیا تھی — لیکے دل پھر وہ مری جان کا خواہان ہوگا
ہر سخنگو سے عبث ہے طلب داد سخن — داد دیگا وہ سخنگو جو سخندان ہوگا
مصحف روئے کتابی ہے جسے نوک زبان — وہ ترا بندہ نہ کیا حافظ قرآن ہوگا

۱۲	ہم کو تھا شبہ مگر خیر سے نکلا وہ غلط فتحگڈھ میں نہ ذبیح آکے غزلخوان ہوگا	شعر ۲۳

غزل بنابر مشاعرہ فتحگڈھ مقیمہ آخر یکشنبہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

کسی کی زلف پیچاں میں پریشانی کا عالم ہے — نظام عالم امکان جو درہم تھا وہ برہم ہے
اسی کے سر تو کل الزام آزار دو عالم ہے — تعجب کیا ہے پشت آسمان پیر اگر خم ہے
سبب آہ شرر افشاں دل میں تا آتشکدہ دم ہے — سمجھانے پر اس وہم کے کہ بار ہم میں یہ غم ہے
ادھر سے جس نشاں میں دیکھو وہی شان اوسکی ہے اعلی — رکھو جس نام سے اوسکو وہی نام اسم اعظم ہے
وہ اوسکا مونس جان ہے کوئی مونس نہیں جس کا — کوئی ہمدم نہیں جسکا وہ اوسکا یار ہمدم ہے

غم بروزی عنسم کا لا غم خویشان غم اعدا
حقیقت مین ہر اک انسان اک مجموعۂ غم ہے

یہ جتنے غم ہین دنیا کے اگران سے کہا جا ہو
خدا سے پاک کا اک غم دوا ہے ہر غم و ہم ہے

یہ تیری دمبدم کی سرکشی اے نفس دون کب تک
نہین بیدم کرکے چھوڑیگا اگر دم مین ترے دم ہے

مجھے تو نے دیا ہے جسقدر رزق اے مرے مولا
وہ ہے میرے لئے زاید مگر تیرے لئے کم ہے

یہ جتنی الجھنین پڑتی ہین کامون مین مرے آکر
سمجھتا ہون کہ برہم مجھ سے تیری زلف پر خم ہے

مٹے گا مذہب اسلام کیا ہوتے ہوے اوس کے
ید قدرت مین جس رب کے نظام ہر دو عالم ہے

جو چھپ کر جسل سے بعد اتحاد ملک نکلا ہے
نہین معلوم انجام اسکا کیا واللہ اعلم ہے

مجھے اس سے نہین ہے بحث ہون پھر متحد ہو لین
[illegible] قدرت کے مٹانے کا مگر کیا انمین دم خم ہے

مرتبا ہے ابتدا سے یہ انگلش نظام اس جا
مسلمانون کے حق مین نسخۂ اکسیر اعظم ہے

کرین گر ہم نہ قدر اسکی تو ناشکری ہے اوس رب کی
ید قدرت مین جسکے اس حکومت کی بھی برہم ہے

حیات خضر پر ترجیح اپنی موت کو دون مین
مرے ناکام مرنے کا اگر سن لون اونھین غم ہے

عدو کا ہر سخن ہر نحو کا ثابت ہے اور بشت
مرا ہر حرف حرف منفی لا و لن و لم ہے

کہان کا جزع و فزع آنسو بہانا منع ہے اس جا
ذبیح تیغ تسلیم و رضا کی بزم ماتم ہے

دکھائی ہے غضب کی شان جن آیات قرآن مین
لیے اہل نظر شان کرم بھی اونمین مدغم ہے

محمد ابھی ہین نبیون مین ہو الاول ہو الآخر
ہو مشتبہ ہے ظہور اونکا تو نور اونکا مقدم ہے

جنھون نے درس شفقت مجھ پہ پھیرا تھا تو پیری مین
کہ جب ایک ایک قدم میرے لیے اک بار غم ہے

اطاعت ہے خود اولامر کی بھی بہ فرض قرآن سے
کہ اوس نسخہ کے اجزا مین ہر اک جز جز و اعظم ہے

خلاف اسکے اگر اونکو عمل کرنا ہے تو اونکی
ذبیح امید ہندستان مین بسنے کی بہت کم ہے

غزل مشاعرہ منعقدہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ہجری بمقام تالگرام

تقریب عرس در معرفت آلہی و نعت رسالت پناہی
بتقاضائے برادر تعلیم عزیزی شیخ مشیر الدین رئیس قصبہ تالگرام

شعر ۳۲ | فاعلاتن۔فعلن۔فاعلین۔فاعلین | ۱۲

رباعی

کل مجھے تالگرام آپکے پاس آجانا
تھا مری گذری ہوئی عمر کا واپس آنا
ضعف نے زور لگاکر مجھے روکا تو بہت
کھینچ لایا مجھے پر آپ کا پانی دانا

لیس ہے اولی۔لک الاعلیٰ غم مولیٰ کیسا
اوس کے آگے غم دنیا غم عقبیٰ کیسا

مہر و مہ جس کے ہون قربے وہ شاہا کیسا
جس کا قطرہ یہ سمندر ہو وہ دریا کیسا

کس کے محبوب کا تھا وہ قد بالا کیسا
رتبہ عالم بالا تھا دو بالا کیسا

اوٹھ گئی جب کہ دوئی راز یہ پیدا کیسا
کھل گیا اوس پہ ہر اک سر فاوحی کیسا

شب معراج فرشتون کی یہ ہر سو سے صدا
آج [illegible] ہے یہ عالم بالا کیسا

کسکے قامت نے وہان جاکے قیامت ڈھائی
ہوگیا عالم بالا تہ و بالا کیسا

سایۂ ذات خدا تھا قد زیبائے رسولؐ
کیون وہ بے سایہ تھا سائے کا سایا کیسا

مردہ دل اس سے ہوئے [illegible] زندہ
لب احمدؐ کے مقابل لب عیسیٰؑ کیسا

نور وحدت پہ حکیمون کی نظر مین یارب
پڑگیا عالم کثرت کا یہ پردہ کیسا

میرے ظلمت کدہ دل مین چمک ہے کسکی
نظر آتا ہے مجھے اب یہ اوجالا کیسا

تو ہی تو مجھکو ہر اک شے مین نظر آتا ہے
نقشہ تیرا مری آنکھون نے اتارا کیسا

پردہ داری تری کرتا ہون ازل سے مین تو
مجھ سے اے پردہ نشین پردے مین پڑا کیسا

تیری نیرنگی قدرت سے عیاں ہے نقش
گل بوٹا بوقی شان کا جلوا کیسا

نکہت گل سے اگر لی تری خوشبوئین نے
جعد سنبل سے خریدا ترا سودا کیسا

راستی تیری تھین گر قد شمشاد میں راست
چشم نرگس سے یہ ہر دم کا نظارا کیسا

قمریون نے جو ہم اندیہون کیطرح کی کوکو
پیو کہان کہہ کے پپیہے نے پکارا کیسا

کوئلون کی ہے اگر کوک تو کوئون کی پکار
کہین مرغون کی اذانون کا وہ غوغا کیسا

مسجدون سے اگر اوٹھتی ہے ادھر بانگ صلوٰۃ
مندرون مین ہے ادھر ڈنکے پہ ڈنکا کیسا

حیوان جتنے ہین دنیا مین سحر خیز ہین سب
کرتے ہین شام و سحر ذکر خدا کا کیسا

ہم ہین ایسے ہین ابتر جنکو کچھ احساس نہین
اف ہم انسانون پہ غفلت کا یہ پردا کیسا

حق نے بخشا ہے جنھین سارے خلق پہ شرف
اس کے بعد اور دیا پھر انھین رتبا کیسا

عقل دی علم دیا نطق دیا حسن دیا
سکہ دنیا مین بٹھایا فقط ان کا کیسا

از سمک تا بہ سما ہین یہی حاکم سب کے
جبر کرتے ہین یہ مخلوق پہ کیسا کیسا

خیر جو سب ہے گوارا اگر اوس کی طاعت
نہین کرتے ہین تو اسکا ہے نتیجا کیسا

تم کہو نرکھ کہ دوزخ اسے دونون ہین ایک
آگ مین اوسکی سمجھ لو کہ ہے جلنا کیسا

آگ وہ آگ کہ اوسکی اگر اک چنگاری
پڑے دنیا مین تو سب جل اٹھین مرنا کیسا

ہے مقابل مین اوسی نرک کے بیکنٹھ بہشت
کیا کہون میں کہ ہے ٹھاٹھ وہان کا کیسا

واسطے اونکے دکھتے ہین عبادت اپنی
اونکا اعزاز ہے دنیا مین بھی کیسا کیسا

پارسی ہون کہ مسیحی کہ ہو دمسلم کہ ہنود
سب سمجھ لین کہ انھین چاہیے کرنا کیسا

اے ذبیح اپنی خبر لے تجھے ورد نے غرق
وقت نزع ہے قریب اسکا فسانا کیسا

رباعی قصیدہ در توحید الٰہی و نعت رسالت پناہی بنا بر اصلاح

سب سے اعلیٰ نعمتین دین اسکو عقل و نطق کی
عقل دی اسواسطے اسکو کہ اوسکے زور سے
نطق بخشا اسلیئے اسکو کہ اس آلت سے وہ
اِن بیانو نسے پتا ثابت ہے کہ اوسکی ذات کو
ساتھ اسکے یہ بھی تمکو مان لینا چاہیئے
دو نہین یا دو سے سوا جیسے سلطنت کے بادشاہ
جس حکومت کے ہین مالک تین یا تین سے سوا
سنتے ہین امریکہ و یورپ مین ہر ذی علم قوم
اب رہے اوسکے وہ پیارے سب سے بین مخلص
ہین یہ سب مقبول بندے اوس خدائے پاک کے
گر منتے بندے تو کرتے تھے عبادت کسکی وہ
ہون وہ موسیٰ یا ہون عیسیٰ یا کرشن و رامچندر
ہان عبادت کے طریقے ہون جدا اونکے تو ہون
جس کی وحدت کا ہے یہ اسلام آج آئینہ دار
جس کا ہادی ہے محمد خاتم پیغمبران
تا قیامت دین کا ہے جسکے دنیا مین قیام
جبر اور اکراہ جسکے دین مین ممنوع ہے
جبر اگر ہوتا روا تو مغرب و مشرق مین آج
جس کی عظمت جسکی عزت جسکی رفعت کا بیان
لیکن اتنی بات تو سب مان ہی لینگے کہ وہ
وہ جماعت مانتی ہے اوسکو غیب خدا

جس سے کل مخلوق ارضی اوسکے آگے خوار ہے
اوسکو پہچانے جو ہر مخلوق کا کرتار ہے
کر سکے اوسکی عبادت جسکا یہ سنسار ہے
ساری مخلوقات مین انسان ہی سے پیار ہے
ایک ہے وہ دوسرا اوسکا نہین زنہار ہے
اونکے آپس مین ادھر جوتی ادھر پیزار ہے
سب سے بڑھ کر اس جہان مین اونکی ہی تلوار ہے
نے یہ ظاہر یا طلقاً تثلیث سے بیزار ہے
نام عرفاً جن کا پیغمبر ہے یا اوتار ہے
رہبری امت گمراہ جن کا کار ہے
جس کی شہرت آجتک بسیار از بسیار ہے
دیکھو تعلیم و تلقین اونکی کیا دشوار ہے
دیکھنا یہ ہے کہ معبود اک وہی سرکار ہے
جسکا پہلا کلمہ کیا - توحید کا اقرار ہے
لا الہ الا اللہ
جس کے بعد آنا نبی کا اب بہان دشوار ہے
بیٹھا جس کا خیال خام دور از کار ہے
ہان خوشی سے جو قبول اسکو کرے مختار ہے
دوسرے مذہب ہوتے جنکی اب بھرمار ہے
ایک مسلم کی زبان سے وجہ استکبار ہے
نوع انسان کی بڑی تعداد کا سردار ہے
لیکن اوسکو عبد بیتا بیرنا رہے اقرار ہے

بلکہ انگلش سلطنت نے جو حقوق ان کو دیئے
برقرار اونکا بھی رہنا امر دور از کار ہے

جسکی ہستی کے کچھ صفات اوسنے کیئے ہین بیان
اونکو مانے یا نہ مانے کوئی وہ مختار ہے

لیکن اوس کا وہ خدا سارے مذاہب کا خدا
مانتے ہین جسکے اونکو بھی نہین انکار ہے

اوس خدا کی وہ پرستش جسطرح چاہین کرین
اور اُنہین کرنے دو دین یہ سیر ہے یا پیار ہے

سیر ہے ان سے نہین ہے بلکہ اوسکی ذات سے
مذہبیًا جسکی خدائی کا اونہین اقرار ہے

ایک دن ہم سب کو اوسکے پاس جانا ہے ضرور
سوچ لین ہم سب کہ اوسکا کیا مآل کار ہے

دیکھو تو برٹش حکومت کا نظام سلطنت
ہو گئے عیسائی ہر اک مذہب کی وہ غمخوار ہے

یہ تلاطم اب جو ہندستان مین ہے ہر سو بپا
اس کا صدمہ اوسکے دل پر کیا نہین رہتا ہے

ہان خدا و بادشاہ سے ٹھان لی ہے جنگ اگر
کٹ مرو مرنا تو ہر اک کا مآل کار ہے

۱۵ — اے ذبیح اس نظم مین تیری یہ فریاد و فغان
ہے صدا تو دل کی چوٹون کی مگر بیکار ہے — شعر ۱۵

غزل در اظہار جذبۂ ذوق و شوق پیار الٰہی جل جلالہ

فاعلین فاعلین فاعلین فاعلن

دیکھ کر دور سے اک تشنۂ دیدار مجھے
روز حشر اوسکی نگہ کرنے لگی پیار مجھے

داور حشر بلا کر کے گنہگار مجھے
کھینچ لائی ہے تری حسرت دیدار مجھے

حشر مین لے تو چلو پیش قد یار مجھے
کھینچ لے گا وہ اوسی وقت بسر دار مجھے

جان کربان کو اپنا ہی سمجھ دار مجھے
داور حشر تو کرنے کا نہین خوار مجھے

تو سمجھ کر ہے یقین ایک گنہگار مجھے
اپنے دامن مین چھپا لے ہے ستار مجھے

مل گئی خواب مین کیا دولت دیدار مجھے
ہو گیا قلب مرا مطلع انوار مجھے

دور آنکھ سے مرا باعث اسرار مجھے
کر دعا اے پیر مغان آج تو سرشار مجھے

اس کے سوا کریم بھی تو ہے رحیم بھی
اور ان صفات کا دم اظہار کون ہے

ظاہر اگر ظہور نہیں ان صفات کا
ان پردہ پوشیوں کا روادار کون ہے

اس میں بھی شک نہیں کہ ترا قہر ہے غضب
پھر ہم ہیں دیکھ اوسکے سزاوار کون ہے

کفار و مشرکین پہ نازل جو ہو تو ہو
ہم سب میں تجھ سے برسر انکار کون ہے

ہم امت رسول خدائے کریم ہیں
ہم سے سوا معتقد و دیندار کون ہے

ہم سے ہے بیر شرک کو کفر و نفاق کو
ہم سب کا ان سے بڑھکے دل آزار کون ہے

سہتے عطا ہیں پھنس گئے جو دنیا کے جال میں
کی بھی ہیں ان سے برسر انکار کون ہے

سہو و خطا سے جس نے مرتکب ہیں کیا
وہ تو ہے اور روا و روادار کون ہے

ہم کیا ہیں انبیا نے جہان کی [?] بالیقین
ان سے سوا جہان میں خبردار کون ہے

باقی رہے فرشتے سو بابل کے چاہ میں
کم دین بھی خلق سے گرفتار کون ہے

با اینہمہ ہم اپنے کئے پر ہیں منفعل
ہم سے زیادہ اور زیاں کار کون ہے

پاکر جنھوں نے احمد مرسل سا رہنما
چلے کی سیکھ کے راہ پر رفتار کون ہے

لیکن ہے سب کی منزل مقصود ایک ہی
سب متفق کہ داور داوار کون ہے

قائل تیری الوہیت پاک کے ہیں سب
سب ہیں مقر کہ احمد مختار کون ہے

یا ہم جو اختلاف ہے انکو فروع میں
وہ تجکو ہے خبر کہ خطا کار کون ہے

اثبات مگر ہیں انکا تری رحمت پہ سب
تو ہی کرے نہ رحم تو غمخوار کون ہے

اپنا سہی معصیت میں ہم اپنے دبیرہ ہے
سے تجھے بے خبر کہ اپنا مددگار کون ہے

فرمایا دیسے کے منکر الا باذنہ
انکا سوا ان بغیر احمد مختار کون ہے

آپ آگئے تو رحمت حق خود پکار اٹھی
بیکس گناہ اور گنہگار کون ہے

لیجا تو سب کو ساتھ ہمارے حبیب کے
اسکے سوا بہشت کا سردار کون ہے

احول سمجھے جو کوئی تیرے خیال کو

اوس سے سوا ہیچ ہیچ کار کون ہے

۱۷ — شعر ۳۴

نظم در توحید و معرفت الٰہی تصنیف سنہ ۱۸۷۴ء

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

کہوں کیا میں کہ وہ کون اور کہاں ہے — نہاں ہے کل میں اور کل میں عیاں ہے
نہ دیکھو تم تو وہ تم سے نہاں ہے — اگر دیکھو تو ہر شے میں عیاں ہے
وہ ہر اک شے میں سرگرم فغاں ہے — کہاں ہے دیدۂ بینا کہاں ہے
شجر ہوں یا حجر حیوان کہ انسان — وہ کس کس میں نہیں جلوہ کناں ہے
ہر اک ڈالی اشارے کی ہے انگلی — ہر اک پتہ پتے کی داستاں ہے
شکل کر کان سے گوش بتاں میں — مگر کس کی صفت میں تر زباں ہے
کہیں شب زندہ دار آہوئے صحرا (یعنی سحرخیز ۱۲) — کہیں مرغ سحر گرم اذاں ہے
پٹے ہیں قفل پر پنجرے کے گر ہم (باقیا تحریر [illegible] ۱۲) — وہ ہر دم ہم میں پیدا و نہاں ہے
ہے تصویر اوس کی دل کے آئینہ میں — اوسی کا عکس آنکھوں میں عیاں ہے
ہے جو ہر عقل کا یہ گوہر نطق — کہیں انکا خزانہ بیگماں ہے
رخ و چشم و لب و مژگان و ابرو — سراپا اوسکی قدرت کا نشاں ہے
اوسی کے وصف میں اے چشم بینا — ہر اک رونگٹ بدن کا تر زباں ہے
ہر اک حس کا [illegible] دل ہمہ راز — ہر اک دل کا او [illegible] ہے
نہاں ہے پر وہ وحدت میں یکتا — پر اوسکا جلوہ کثرت میں عیاں ہے
نہ ہو صنعت تو صانع کا پتہ کیا — نہ ہو قدرت تو قادر بے نشاں ہے
ہنا و شکلیں یہ پاکیزہ و شیریں — کوئی واضع تو انکا بیگماں ہے
وہ قادر ہے قدرت کا جس کی — [illegible] زمین و آسماں ہے

وہ صانع جس کی صنعت کا نمونہ	یہ دو عالم کون و مکان ہے
وہ رازق جو ان نعمت سے جو اپنے	ہر اک ذی روح کا روزی رسان ہے
وہ خالق جس کے مخلوقات کی نوع	بیرون از شرح و خارج از بیان ہے
سبب اوسکے اتنے ہوں آثار ظاہر	نہان کیا وہ عیان سے بھی عیان ہے
نظر آتا نہیں ہم ناکسوں کو	پہ اوسکی شان عظمت کا نشان ہے
پر اپنے خاص بندوں کے نظر میں	جہان دیکھو وہان جلوہ کنان ہے
نظر میں اونکے ہے کوئی تو وہ ہے	زبان پر ہے تو اوسکی داستان ہے
صدائے زاغ ہو یا صوت بلبل	اوسیکی اونکے کانوں میں فغان ہے
اوسی کا نام ہے اون کا وظیفہ	اوسی کی یاد اونکی حرز جان ہے
کریں سب کچھ برائی اونکے حق میں	بھلائی کی طرف اون کا گمان ہے
کرم احسان سخاوت چشم پوشی	ہر اک حرف و صفت اون سے عیان ہے
تعالیٰ اللہ نور ذات مطلق	سبب اونکی ذات میں پرتو فشان ہے
درستی ان صفات ظاہری کی	لوازم سے الٰہی کے بیگمان ہے
نہ بندوں کی اطاعت پر اوسے ناز	نہ اونکی سرکشی سے سرگران ہے
پر کہ مگر ہے ہر اک کو سے کرے گا	یہ دنیا کیا ہے دار الامتحان ہے
قیامت ایک دن ہے آنیوالی	اوسکے ہاتھ شرم اپنی وہان ہے

۱۸	وہ ہے اک داور محشر وہی ہے وہی روز جزا کا حکمران ہے	شعر ۲۴

ترجیع بند نعت طیبہ زہرہ و صحیفہ عباد آلہی از و سماوی شیخ ظاہر علی مرحبائی ۱۹۳۵ء

	فاعلن ۔ مفاعلتن فاعلتن مفاعیلن	

ممنوع آدم و حوا کو تھا گیہوں کا درخت
اس کے کھانے کا نتیجہ بھی ہے ظاہر سب پہ
اولاً حضرت حوا کو کرایا باور
کھائے جو شخص کہ دو چار ہی دانے اسکے
جڑ جہ گیا حضرت حوا کا جب اصرار اصرار
آخرش دونوں نے کچھ دانے وہ کھائے بالکل
تن برہنہ وہ نکالے بھی گئے جنت سے
رہنے کو بھی ملی وہ جا جو تھی اسفل سب سے
اک سراندیپ میں پھینکے گئے اک جدہ میں
بیچارہ آدم و حوا کا وہ صد لوت رونا
تھا وہ رونا تو مصیبت کا مگر رونا تھا
بڑھ گیا حد سے سوا جبکہ وہ گریہ اونکا

کھائیں کیا پاس بھی اوسکے یہ کبھی جائیں نہیں
کہ فریب آدم و حوا کو دیا اوسنے وہیں
کہا حیات ابدی کا ہے ٹھکانا تو یہیں
موت پھر آئے گی اوسکی کبھی زنہار نہیں
کر لیا حضرت آدم نے بھی ناچار یقین
گر گیا خلد فردوس جو پہنے تھے وہیں
با دل خستہ و با حال بد و جان حزین
سطح آب پہ جس جا کہ بچھا فرش زمین
جلد تر تاکہ یہ آپس میں نہ مل جائیں کہیں
آجتک جسکی مثال ایک بھی دنیا میں نہیں
طالب عفو خطا کے لیے تھے زار و حزین
حق تعالیٰ نے معاف اونکی خطائیں کر دیں

اے دل آنگاہ کہ چکر گرسش جوش زند
معصیت از طرب آغوش در آغوش زند

تم جو پوچھو کہ وہ شیطان ہے کون اور کہاں
ہے جو مخلوق تو آتا نہیں کیوں ہمکو نظر
کیوں اوسے روپ بدلنے کی عطا کی قدرت
ٹھنڈے دل سے سنو تم اپنے سوالوں کے جواب
نفس امارہ جسے کہتے ہیں ہے یہی وہی
اسکو بہروپ ہیں سے پیدا ہی حاصل
ہے کبھی دیو کبھی اور کوئی شکل مہیب

وہ فرشتہ ہے کہ جن وہ ہے کہ وہ ہے انسان
اوسکی خلقت میں ہے کیا حکمت رب دو جہان
جسکے باعث سے ملا لشکروں میں پھنسے ہیں انسان
در حقیقت ہے وہ اصلی جن و نقلی شیطان
صورت روح جو سینوں میں تمہارے ہے نہان
ہے کبھی صورت انسان کبھی شکل حیوان
ہے کبھی ابر کبھی باد کبھی برق دمان

کبھی عابد کبھی معبود کبھی ہے جبرئیل
کبھی دوزخ کا ہے مالک تو کبھی ہے رضوان

الغرض ہر طرح انسان کو وہ دیتا ہے فریب
روش کو کرتا ہے وہ گمراہ حسب امکان

ذرّیات اوسکی ہے زاید کہین انسانون سے
اک یہ ابلیس ہے تنہا نہ عدو ہے انسان

متبع ہین جو دل اور جان سے شیطانون کے
وہی انسان مرے نزدیک ہین نقلی شیطان

نہ یقین ہو تو پڑھو سورۂ والناس بغور
کر رہا ہے جو من الجنۃ والناس عیان

ان مین ہوتے ہین بہت مشرک و منکر ز خدا
ہین رٹ توحید کی لکیرین جنھین یاد قرآن

اصلی شیطانون کی اوسجا ہے ضرورت ہی نہین
ہین وہ انسان جو دراصل ہی بہتر از شیطان

فعل بد ہوتے ہین صادر جو ان انسانون سے
ہین جو توحید و رسالت کے بھی پابند بیان

اونمین ہوتے ہین محرک بھی معاون بھی ضرور
ہون وہ اصلی کہ ہون نقلی ہین مگر وہ شیطان

انہین داخل ہین وہ زہاد و تمامی علما
زہد پر اپنے کہ ہین علم پر اپنے نازان

خاصکر جنکے دلون مین نہین عظمت اونکی
ہین جو افضل تر مخلوق خدائے دو جہان

مثلاً ذات رسولؐ و مثلاً آل رسول
جنکے ذکر اونکی زبانون پہ ہین کانون پہ گران

وہ نہ ہوتے تو خدا کا نہین چلتا پتا
وہ نہ ہوتے تو خدا کا تھا نہین نام و نشان

جلوہ گر ذات محمد نہ بدے در دنیا
ضو فشان کوکب وحدت نہ شدے در دنیا

اب رہا یہ کہ یہ کیون جبر ہے انسانون پہ
کیون شیاطین کے نرغے مین ہے یہ نوع بشر

کوئی بھی بالغ و ذی ہوش نہین ہے انسان
نیک و بد سے نہ ہر اک فعل کے ہو جسکو خبر

دیکھو سورۂ والشمس کی اوس آیت کو
عام الہام خدا سے ہے جو پائے نوع بشر

پھر جو ہم دیدہ و دانستہ برے کام کرین
بھولین معبود کو مسجود ملائک ہو کر

خارجی لعین دے تمکو وہ صد ہا شبہ تو نہ
اور تمکو نہ ہوا احساس بھی اوسکا تل بھر

انکو جانے دو ذرا داخلیون کو دیکھو
دست و پا و خرد و سامعہ و نطق و بصر

بہت ہی تم اوس کے فرائض کو جو ڈالو پس پشت ۔ کیون نہ کر دے وہ شیاطین کو مسلط تم پر
تا کہ وہ تم کو نہ کرنے دین کوئی کام بھلا ۔ تا کہ وہ تم کو گناہون مین جکڑ دین کس کر
تا کہ دنیا سے وہ لیجائین تمھین دوزخ مین ۔ تا کہ تم کر نہ سکو کچھ عذر بروز محشر
اس پہ بھی تم کو دیا ہے یہ مبارک موقع ۔ کہ در توبہ یہان کھول دیا ہے تم پر
توبہ وہ نعمت عظمی ہے نہین جسکا جواب ۔ سچے دل سے جو کرے پھر نہین کچھ اوسکو خطر
یہ وہ توبہ ہے کہ مرتے دم اگر تم کر لو ۔ ہے یقین مجھ کو کہ وہ رحم کرے گا تم پر
اس غرض سے کہ تم آکر کبھی تائب ہو جاؤ ۔ روکتا ہے نہین روزی وہ تمھاری دم بھر

زحمتش بسکہ فزون آمدہ است از غضبش
اے ذبیح است پئے عفو نمایان سببش

یہ دونون دلپذیر نہین بلکہ دلکش اور جانگداز نظمین اخیر سنہ ۱۹۲۰ء مین مین نے ایک خاص حالت مین عرض کی ہین جو بعینہ اوس حالت کی فوٹو ہین جن سے اوس واحد حقیقی کی وحدانیت اور اوس صانع مطلق کی صناعیت اور واردات کے تاثیرات اور جذبات کی کیفیت ہر شخص معلوم کر سکتا ہے

۱۹	مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن مفاعیلن	شعر ۲۲

نمایان تو ہے ہر شے مین جب اوس شے کا ہو نغمہ ۔ گلا کیا تو اگر ہمکو نظر آئے نہ تو ہم کو
صدائے زاغ ہو یا صوت قمری دونون نغمہ ہین ۔ بحمد اللہ مرے کانون مین الحمد لہ شکر
گلستان مین وہ اوسکی بالمقابل مختلف شان ہین ۔ عنادل مین فغان شکر گلو مین نغمہ دل شکر

یہ مسکین فاختہ پہنے ہوئے خاکستری جامہ
نہیں آتی ہے از خود مخزن حق سے رہ بنکر

پچھلی رات پیہم پی کہاں کی رٹ پپیہے کی
ندا دیتی ہے ہمت آیۂ لا تقنطو بنکر

عجب کیا ہے کہ مجھکو منزل مقصد پہ پہونچا دیں
پپیہے کی صدائیں خضر راہ جستجو بنکر

مری وحشت وجہی برگزیدن تو نظر آئے
ترا نقشہ مرا نقش تمنا ہو بہو بنکر

عطا ہو اسقدر رقت تو میرے قلب کو یارب
کہ گرد معصیت دھوتی رہے آب وضو بنکر

مری صورت بنی ہی تھی بگڑنے کے لیے لیکن
تری صورت مرے دل میں رہیگی ہو بہو بنکر

ترے غم میں مری آنکھوں سے نکلیں جسقدر آنسو
رہیں وہ دامن محشر میں میری آبرو بنکر

مرے قلب و جگر یہ جائیں لیکن اک تری حسرت
نہ نکلے تا قیامت میری آنکھوں سے لہو بنکر

بروز حشر ادھر ہو جلوہ گر کوئی ادھر نکلے
کسی کی حسرت دیدار میری آرزو بنکر

نبی کے روپ میں ایک نظر نے جنکو دیکھا تھا
نظر آئے وہ مجھکو بھیس میں مرشد کے ہو بنکر

وہی ہیں جان ہر شے میں وہی ہیں جان ہر تن میں
رواں ہر اک رگ و پے میں وہی ہیں لہو بنکر

انھیں کی سب ہے یہ کایا انھیں کی سب ہے یہ مایا
انھیں کا سب ہے سایا بھی وہ ہیں ذات بنکر

کبھی تو بدلیں گے آسن کبھی تو اٹھیں گے چلیں
کبھی تو دینگے وہ درشن الوپیا سے جیو بنکر

وہ گل حوروں کے دیوانوں کو پہونچا کر ٹھکانوں پر
ملینگے اپنے پروانوں سے شمع آرزو بنکر

قفس میں یا تن کے شور اپنے عنادل کا جو سنتے ہیں
ملیں گے وہ بھی ان سب گل خوشرنگ و بو بنکر

اڑی ہیں قسمتیں جنکی لقائے رب اکبر سے
وہی جتیں گے میدان قیامت سرخرو بنکر

زمیں میں مل گئے تیری بادۂ وحدت کے متوالے
ترے رندوں کو سرخوش رکھیں جام سبو بنکر

ترا کنبہ بس از عیسی تو زاید جد سے بڑھاتا
نہ ہوتا جلوہ گر قرآں میں گر تو بے نمو بنکر

تعلق مجھکو اس دنیائے دوں کا اے مرے مولی
رہے گا تا ابد زنجیر پا طوق گلو بنکر

ذبیح ہیز گنہ کی قبر پہ لاریب آئیں گے
ملاذی سید کی ذات حق یا غفور ین کر

میری پلکوں سے جھاڑو دیکر ... میرے نینوں وہاں تو بچھا جا
دید کو جسکی کھلے ہین ازل سے ... اوسکے تلووں سے آنکھوں لگا جا
ہے یہی میری فتح کی صورت ... اور یہی سورۂ نصر اذا جا

ہائے ذبیح کی موت سے پہلے
چھن گیا اوسکا باجا گاجا

کیا یہ از کم گشتگی یک دیوان سابق ہوا

غزل دربیان تصوف و توحید باری و نعت خیر الانام و مدح مرشد ذوالکرام

تصنیف ۱۹۱۹ء — نمبر ۲۱ — شعر ۱۷

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

فلک دیکھا زمین دیکھی مکان دیکھے مکین دیکھے ... وہ اعلی حضرت اپنے ہر جگہ کرسی نشین دیکھے
یہ تا در صورتین جتنی نظر آتی ہین ان سب مین ... کمال صنعت خلاق صورت آفرین دیکھے
نظر غایر ہو تو وہ ہر جگہ دائر ہے سایر ہے ... وہین حسن آفرین بھی تھا جہان تمنے حسین دیکھے
بصیرت ہو بشریعت کیا طریقت کیا حقیقت کیا ... ہر ایک رستے مین ہم نے نقش پائے نازنین دیکھے
جسے دیکھا اوسے کسب ضیا کرتے ہوے دیکھا ... بہت سے مہر وش دیکھے بہت سے مہ جبین دیکھے
یہ قدرت کی ندرت کاریان اللہ ہی قدرت ... فلک پر دیکھے انجم بحر مین در ثمین دیکھے
تعلق روح صافی کا جو دیکھے جسم خاکی سے ... وہ اوراق ملائک تہ نشین زیر زمین دیکھے
نشان اوسکی خدائی کے تو ہین ساری خدائی مین ... خدا کی شان دیکھے شان ختم المرسلین دیکھے
وہ عالی شان پیغمبر جو صرف اک دم مین جا پہونچے ... جہان اوڑنے سے عاجز اپنے پر روح الامین دیکھے
ہو الاول ہو الآخر کا عقدہ کھل گیا ہمدم ... نبی ہم اولین اپنے رسول آخرین دیکھے
جہان مین جسنے دیکھی ہون شہ رنگ جو نا آنکھین ... وہ میرے پیر کی ہم آنکھین کرامت آفرین دیکھے
خدیو کشور عرفان شہ وارث حسن حسینی ... ضمیر دیکھے حاجی آل صابری جسنے نہین دیکھے

یہ وہ ہین دیکھنے والون نے جنکے دیدۂ دل سے ۔۔۔ خدا دیکھا نبی دیکھے نبی کے ہمنشین دیکھے

گدا ہون یا سلاطین ہون پس مُردن بکار آمد ۔۔۔ نہ اونکے پیر زیئے دیکھے نہ انکے تخت نشین دیکھے

یہی ہاتھ اپنے حلقون پر جو دم دیتے تھے دنیا مین ۔۔۔ جو دیکھے حشر کے دن دونون مار آستین دیکھے

رقیبون شان استغنائے پردے مین تھے وہ جلوے ۔۔۔ اگر ہمنے نہین دیکھے تو تم نے بھی نہین دیکھے

شعر ۱۰	ذبیح انوار اوس کی رحمتون کے اسکے بند و پیر جو زیر آسمان دیکھے وہی زیر زمین دیکھے	۲۲

مناجات بکمال عجز و زاری درحضرت جناب باری عز اسمہ در طلب معرفت الٰہی معروضہ نومبر ۱۹۰۵ء

مفعول فعلین مفاعیل۔ فعولن

اے پیر مغان پھر مجھے اک جام پلا دے ۔۔۔ پھر بادۂ وحدت سے مجھے آگے جھکا دے

اے نورِ قدم پھر مجھے اک جلوہ دکھا دے ۔۔۔ پھر زنگ حدوث آئینۂ دل سے مٹا دے

اے زلف پری پھر وہی بو مجکو سونگھا دے ۔۔۔ پھر تو مجھے دیوانے کا دیوانہ بنا دے

اے بادِ صبا پھر خبرِ یار سنا دے ۔۔۔ پھر حرفِ غم ہر دو جہان دل سے بھلا دے

اے یاد قدِ یار پھر اک حشر اوٹھا دے ۔۔۔ پھر فتنۂ محشر مجھے آنکھون سے دکھا دے

اے جلوۂ قدرت مری آنکھون مین جلا دے ۔۔۔ ہر شے مین جدا اپنی ادا مجکو دکھا دے

مٹی مری پھر کوئی ٹھکانے سے لگا دے ۔۔۔ پھر اوسکی گلی مین مجھے لیجا کے بٹھا دے

پھر وادیِ ایمن کا پتہ کوئی بتا دے ۔۔۔ پھر برقِ تجلّی سے مرے ہوش اوڑا دے

گرداب مین کشتی ہے مری عمر رسان کی ۔۔۔ للہ مری ناؤ کوئی پار لگا دے

تجھ سے نہین بڑھکر کوئی دانائے طریقت ۔۔۔ تو اپنا پتہ آپ ہی مجھکو تو بتا دے

بندہ ہون تیرا ہی ترا ہون کہلاؤن ۔۔۔ مختار ہے تو مجکو سزا دے کہ جزا دے

مجھ کو نہ غرض دین سے نہ دنیا سے تعلق
ہادی ہے وہ میرا جو تری راہ بتا دے

حورون کی تمنّا۔ نہ مجھے خُلد کی پروا
جنّت ہے مری تو جو جہنم کی رضا دے

وہ بادکشِ حُسنِ عقیدت ہے مرے پاس
دوزخ مین اگر جاؤن تو جنت کی ہوا دے

نظارۂ قدرت سے ہین آنکھین مری دشمن
رخسار حسینون کے مخطط ہون کہ سادے

گل ہو کہ ہو شمشاد کہ بلبل ہو کہ قمری
شیدا ہو مَین اُسکا جو ترا کچھ بھی پتا دے

مذہب ہے وہ سچّا کہ نہو غیر حق اوس مین
مسلک ہے وہ سیدھا جو ترے در پہ بٹھا دے

سجدہ جو ترے شانِ رحیمی پہ ہو قربان
ممکن ہی نہین تو اوسکو سزا روزِ جزا دے

مین وہ کہ سمجھتا ہون تجھے قادرِ مطلق
تو وہ کہ مری بگڑی ہوئی دم مین بنا دے

دُکھ ہے غمِ کردارِ ستم ہے غمِ یادش
غم ہے غمِ دلدار جو راحت کا مزا دے

کھیلی نہین زمانے کے ہوت اوس کھیل کا شیدا
مجکو تری قدرت کا تماشا جو دکھا دے

یون تو ترے آثار ہر اک شے مین عیان ہین
کچھ کچھ مجھے اسرارِ نہانی بھی بتا دے

توحید کی رنگت ہے فقط جامۂ دل مین
اس مرتبہ کچھ رنگِ محبت ہی چڑھا دے

ہے سیر مری لذتِ دنیا سے طبیعت
اب اے مرے مولا تو مجھے اپنی ولا دے

جو سانس کہ مری ہو تری یاد سے خالی
بڑھ جائے وہ اتنی کہ مری موت بلا دے

غم ہو تو یہ غم ہو کہ مجھے تو نہین ملتا
راحت ہو وہ راحت جو مجھے تجھ سے ملا دے

نیند آجائے ترا دھیان تو چھٹ جاؤن مین غم سے
آجائے تری یاد تو دکھ سارے بھلا دے

دیکھو نہین تجھی کو جو پکارون تو تجھی کو
اسعد ہے یہ تو اپنا مجھے دیوانہ بنا دے

بالواسطۂ خلق تو جلوے ترے دیکھے
بے واسطہ پردہ سے جھلک اپنی دکھا دے

مین نعرۂ منصور سے سین کھینچے و الا
تو لا کہ مجھے اونچے مقامون پہ چڑھا دے

تو کون کہ ہستی ہے تری زندہ یہ مخلوق
مین کون کہ ہستی مری خود مجھکو مٹا دے

تو کون کہ قدرت کی تری تھا نہین ہے
مین کون کہ یک قطرہ مجھے آنکھ بہا دے

تو مالک کونین ہے تو حاکم دارین	تو چاہے تو اک دم میں دو عالم کو مٹادے
میں کیا ہوں مری ہستی موہوم ہی کیا ہے	تو چاہے تو انوار کرم اپنے دکھادے
قطرہ کو اگر چاہے تو دے وسعتِ دریا	ذرہ کو جو تو چاہے تو سورج کی ضیا دے
دنیا مجھے دی میری لیاقت سے زیادہ	عقبیٰ بھی مری اے مرے کرتار بنادے
دن حشر کے سودا ہو مرا تجھ سے تو یوں ہو	لے جنس وفا مجھ سے مجھے نقد لقادے
میں بندۂ عاصی ہوں تو چاہے سزا کے	محشر میں مجھے جلوۂ جانانہ دکھادے
چنتا ہوا پلکوں سے پہونچ جاؤں میں تجھ تک	کانٹے جو تری راہ میں شیطان بچھادے

۲۳	رنگ جاؤ ذبیح اپنے بزرگوں تم کہ یہ دولت ملتی ہے اوسیکو جسے غودبار خدا دے	شعر ۳۷

مسدس در توحید و معرفت او تعالیٰ شانہ معروضہ فروری ۱۹۲۷ء

فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن

ایک تو اور ہر جگہ ہے تو	قدرتِ زن نہ تو کسی کا شو
نہ کسی کا پسر ہے تو نہ اُبو	نہ ترا خلق میں کہیں ہے کفو

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

سب زمانہ میں جتنی مخلوقات	از جماد و نبات و حیوانات
سب پہ تیری نظر ہے دن اور رات	سب کی ہے تیرے ہاتھ موت و حیات

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

معرفت تیری گرچہ ہے دشوار	کیونکہ فرما چکے ہیں یا الاحرار

ما عرفناک احمدؐ مختار — پر تو ہی دو جہان کا ہے کرتار

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

تیری قدرت کے ہم جو مصنوعات — دیکھتے یا برتتے ہین دن رات
سب بتاتے ہین تیرے بھید کی بات — کہتے ہین سب کہ ایک ہے تیری ذات

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

جس نے ہمکو دیے ہین یہ جوہر — عقل و ادراک و نطق و سمع و بصر
کیا نہین دیتے ہین وہ ہمکو خبر — ہے وہی ایک خالق اکبر

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

یہ نہین ہے نبیؐ کا فرمانا — کہ نہین مطلق اُس کو پہچانا
ہان کما حقہٗ نہین جانا — ورنہ کہتا ہے خلق کا یانا

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

جتنی چیزین جہان مین ہین موجود — سب دکھاتی ہین شان رب ودود
سب بتاتی ہین قدرت معبود — سب سے ثابت ہے یون خدا کا وجود

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

سب پہ ظاہر ہین حکمتین تیری — سب پہ روشن ہین نعمتین تیری
سب پہ نازل ہین رحمتین تیری — سب نے کھائی ہین نعمتین تیری

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

توُنے پیدا کیا زمانے کو
عیب پیدا کیے چھپانے کو

توُنے پنہان کیا خزانے کو
شان لطف و کرم دکھانے کو

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

تیری قدرت کے بھید وہ جانے
کر کے بخشین جہان کے سیانے

تجھ مین گم ہو وہ تجکو پہچانے
آخرش سب لگے یہی گانے

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

توُ ہے ہر شے مین اور کسی مین نہین
توُ ہے ہر نئے مین اور کسی مین نہین

توُ ہے ہر نئے مین اور کسی مین نہین
توُ ہے ہر جی مین اور کسی مین نہین

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا شریک الا ہو

تجھ سے قائم ہے آسمان و زمین
تیرے محتاج سب شریف و کمین

تجھ سے آباد کل مکان و مکین
کر دے حل مشکل ذبیح حزین

مالک الملک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

مناجات حسرت آیات ۱۹۱۴ء

شعر ۱۳	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	[illegible]

غرض اور نا سمجھ جس واسطے پیدا کیا توُنے
نہین وہ کام پھر کس واسطے بیجا کیا توُنے

وہ تھا کیا کام وہ تیری اطاعت تھی عبادت تھی
اگر ہم واقعی قادر نہیں ہیں اپنے فعلوں پر
مگر جب دیکھتے ہیں زور ہم تیری مشیت کا
تو ہم کٹھ پتلیوں کیطرح کچھ بھی کر نہیں سکتے
مگر با اینہمہ بے اختیاری ہم یہ کہتے ہیں
نہ ہوتے ہم برے تو کیوں یہاں آکر برے بنتے
معاذ اللہ برائی کا گمان اور ذات پر تیری
برے سب کچھ سہی ہم تو وہ لاکھ اچھوں کا اچھا ہے
فضیل ابن عیاض اک اپنے پیران طریقت ہیں
خداوندا تری قدرت نہیں محدود ہی ہرگز
مگر یہ شق کہ تو چاہے بھی بخشش ہمسے بندوں کی
بجز اسکے کہ روکر گڑگڑا کر ہم کریں توبہ
رہیں زاں بعد ہم ثابت قدم بھی اپنی توبہ پر
یہ جتنے کام ہیں سب منحصر ہیں تیری مرضی پر
خداوندا عمل جتنے ہیں نیک انکا ہی کیا کہنا
خداوندا ہمیں بھی کر عطا توفیق طاعت کی
مجھے آئے ہوئے اس ملک میں ستر برس گذرے
تلافی مجھ سے اب ستر برس کی ہو تو کیونکر ہو
سوا اسکے کہ میرے حال پر تو رحم فرمائے
نہیں ہے اور صورت کوئی میری رستگاری کی
خداوندا وسی اپنے حبیب پاک کا صدقہ

جیسے اکثر جگہ قرآن میں فرمادیا تونے
تو پھر کیوں حکم اطیعوا اللہ کا ہمکو دیا تونے
ہماری نیتوں پر جسکو غالب کردیا تونے
وہی کرتے ہیں جسکا حکم ہمکو دیا تونے
برا ہم نے کیا جو کچھ کیا اچھا کیا تونے
اگر اچھے ہیں ہم تو بیشک اچھا کردیا تونے
کیا جو کچھ ہمارے حق میں وہ اچھا کیا تونے
ہزاروں ہمسے بدکاروں کو اچھا کردیا تونے
وہ کیا تھے اور کیا دم بھر میں انکو کردیا تونے
جسے جس وقت چاہا اسکو اپنا کرلیا تونے
نہیں کوئی بھی اسکا اختیار انکو دیا تونے
وسیلہ بھی بڑا ساتھ اسکے کوئی سو دیا تونے
ڈگیں تل بھر نہ اس سمت سے جو بتلا دیا تونے
ہمارے ہاتھ تو اتنا رہا جتنا دیا تونے
مگر ہمسے جو ہیں بدکار انھیں کیوں تج دیا تونے
ہمارا بھی بھلا کردے بھلا سبکا کیا تونے
کیا میں نے خلاف ارشاد جو کچھ بھی کیا تونے
مجھے جو حوصلہ بھی اپنی طاعت کا دیا تونے
کہ خیر الراحمین بھی نام اپنا رکھ لیا تونے
نہیں رحمت سے اپنی کام اگر [illegible] لیا تونے
ذرا سا فضل مجھ پر بھی جو لاکھوں پر کیا تونے

خداوندا طفیلِ آل و اصحاب نبیؐ مجھ پر — کرم وہ کر جو اُن سب کے غلاموں پر کیا تو نے
خداوندا بحقِ انبیاؑ و اولیا مجھ سے — وہی لے کام جو خدام سے اُنکے لیا تو نے
خداوندا تصدق کربلا کے کل شہیدوں کا — مجھے بھی دے جو اُنکے قدردانوں کو دیا تو نے
خداوندا تصدق اپنے سارے نیک بندونکا — مجھے بھی کچھ اُسی مین سے جو اُن سب کو دیا تو نے
خداوندا وہ سودا اپنے بازار محبت کا — جسے خاص اپنے دیوانوں کا حصہ کر دیا تو نے
خداوندا وہ اپنے درد و غم کا پاک سرمایہ — جسے کل اپنے بیماروں کے دلمین بھر دیا تو نے
خداوندا وہ تیری غم کی عالم سوز چنگاری — جسے شیدا اپنے دل سوزوں کے دلمین کر دیا تو نے
دکھا دے مجکو بھی کچھ جھلک اُن نادر اشیا کی — یہ نعمت اور اک دیدے جہان سب کچھ دیا تو نے
ذبیح اللہ سے مین اور یہ فریاد و فغان تیری — مبارک ہو مبارک مجکو اپنا کر لیا تو نے

یہ نظم اُردو جولائی سنہ ۱۹۱۵ء مین نے لکھی تھی جسمین خدائے تعالےٰ اور اُس کے رسولِ مقبولؐ اور اُس کے خاص بندوں کے تعلقات کا بیان ہے اور نیز مہاراج مہراج سری رامچندرجی کے اوصافِ ذاتی اور گورنمنٹ انگلشیہ کے انتظام ملکی اور اُسکے ساتھ وفاداری کی تحریک کا ذکر ہے

بحر ۲۵ — فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن — شعر ۴۱

عبث تجکو بندے مری جستجو ہے — جو تو ہے وہ مین ہون جو مین ہون وہ تو ہی
نہین دیکھ کر بیت اولی کی صورت — نظر آئیگی ایک آئینے کی مورت
مگر تم نہ گھبرا اُٹھو اُسکو پڑھ کر — کرو غور تا ہم اگلے شعرون کو پڑھکر

شرف تم کو کل خلق پر ہے وہ دیکھو
فرشتوں کا مسجود تم کو کیا کیوں
نہ ہوتی خداداد تم میں شرافت
وہ سب سے بڑی بے بہا ایک نعمت
خدا نے کسی کو عنایت نہیں کی
نہ تھی اسکو انسان سے خاص نسبت
کوئی ذرہ دنیا میں ایسا نہیں ہے
تصرف تمھارا نباتات پر ہے
رہیں اب یہ حیوانوں کی لاکھوں قسمیں
یہاں سے پتہ چل رہا ہے برآمد
مثال اسکی دنیا میں ہے یہ عیاں تر
مگر بر حقیقت سے بڑھ جاتے ہیں ہم
کہ انسان کو اپنی صورت پہ پیدا
ہیں اس لفظ صورت کے معنی دشوار
کوئی اسنے بہتر سمجھتا تو کیونکر
ہے وہ فطرت محتاج حسن لطافت
ضرور اسپر اپنا سا تھا روپ پڑنا
ہے یہ بھی کہ اسکو یہ منظور ہو
سوا اسکے ہے سب پہ روشن یہ نکتہ
یہی ہیں وہ دو صورتیں بالضرورت
مگر عام انسان نہیں انکے قابل

خدا سے تمھیں قرب تر ہے وہ دیکھو
اجنہ کا محسود تم کو کیا کیوں
نہ ملتی یہ دنیا کی تم کو خلافت
وہ کیا عشق کی اپنی بھاری امانت
سمجھ بوجھ کر دی تو انسان کو دی
تو کیوں کی عطا اسکو اپنی محبت
کہ انسان کا جس پہ قبضا نہیں ہے
حکومت تمھاری جمادات پر ہے
تو ہے موت زیست انکی انسان کے بس میں
کہ مخلوق و خالق میں برزخ ہے انسان
کہ انسان و حیوان میں تھا یہ برزخ ہے بندر
نبی کا یہ فرمودہ جب پاتے ہیں ہم
کیا حق نے اللہ نے اسکا درجا
کہ سمجھے تھے جنکو نبی ہی ہمارے
وہ صورت انھوں نے تو دیکھی تھی جا کر
ہو منظور ان میں جنکے اعلیٰ شرافت
کہ تھا ذات میں اپنی وصل اسکو کرنا
کہ انسان کے قالب میں وہ جلوہ گر ہو
کہ ہے پاک بندوں کے دل میں گھر اسکا
ملی جس سے انسان کو خالق کی صورت
فقط وہ جنھیں کہیے انسان کامل

ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ

کمال انکا کیا ہے کمال عبادت ۔ زوال انکا کیا ہے زوال عبادت
مگر ناز اپنی عبادت پہ کرنا ۔ ہے شیطان کی پیروی پر ابھرنا
ہین مغرور بندون سے وہ بندے اچھے ۔ جو شرمندہ ہو کر ڈرین اپنے رب سے
بدرگاہ او یک سرشک ندامت ۔ بہ است از نود سالہ زہد و عبادت
ہزارون ہی انسان دنیا مین ہین ۔ جو جیتے جی اسوقت واصل بحق ہین
کہین انسے بڑھ کر ہین ہوتے امت ۔ جو رکھتے ہین ان زندون سے بڑھکے قدرت
وہ زیر زمین کرتے ہین بادشاہی ۔ ہے کام انکا خلقت کی حاجت روائی
وہ ابتک ہین سرگرم مشکل کشائی ۔ وہ ابتک ہین مصروف حاجت روائی
ہزارون کو اپنا بنا لیتے ہین وہ ۔ خدا سے پھر ان کو ملا دیتے ہین وہ
اگر اس سے میرا نہین ہے یہ مطلب ۔ کہ حاصل ہین انکو خدائی کے منصب
نہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ واسے ۔ ہین کر سکتے کچھ بے مشیت خدا کے
فقط دو مثالین ہین عرض سب کرونگا ۔ زیادہ نہین تمکو تکلیف دونگا
ہمارے خدا کا ہے یہ عام اعلان ۔ کہ پیدا ہوا ہے عبادت کو انسان
جو تن من سے کرتے ہین میری عبادت ۔ مین بنجاتا ہون انکی ہر حس کی طاقت
دماغ و دل و معدہ و گوش و امعا ۔ غرض مین ہی ہوتا ہون انکا سراپا
زبان انکی مین ہون اگر کچھ کہین وہ ۔ دو کان انکے مین ہون اگر کچھ سنین وہ
عبادت مین سب ہین وہ افعال شامل ۔ جو بندے کو زیبا ہین رب کے مقابل
ہے پیش خدا جسکو کہیئے عبادت ۔ مقابل مین مخلوق کے ہے وہ خدمت
ایاز اک غلام شہنشاہ غزنین ۔ شہنشاہ کی اسنے یہ خدمتین کین
سوا اسکے کوئی نہ مد نظر تھا ۔ وہی قوت دل وہ قوت جگر تھا
بجز وقت خواب ایک بھی تھا نہ لمحا ۔ کہ سلطان سے رہ سکے وہ علیحدا

طبیعت شناس شہنشہ تھا اتنا
سمجھنے لگے سارے دولت کے ارکان
فزود آنچنان عاقبت سازورازش
ہوئی اُنپہ وحدت پھراسدرجہ غالب
مزاجِ شہنشہ مین یہ دخل اُس کا
اثر تھا فقط حسن خدمت کا اُسکی
یہی اک مثال آپ کو ہوگی کافی
یہان سے چلو اُن بزرگونکی جانب
عبادت جو کرتے ہین تو انتہا کی
تعلق وہ دنیا سے رکھتے ہین اتنا
وہ یادِ الٰہی مین محویت اُنکی
وہ ہر سانس مین پاسِ انفاس اُنکا
وہ مخمورِ جامِ الست اُنکا رہنا
بہت نہین ایسے بھی ہین نفس نادر
وہ خاص اپنے یاد و سرے کے سبب سے
کسی نے اُنھین مین سے پوچھا یہ جاکر
کہا حق کی مرضی ہماری رضا ہے
بہت سے ہین ایسے بھی اُنہین دلاور
قضا تو قضا لوحِ محفوظ پر بھی
ہمارے شکر گنج بابا پر رحمت
بوقت طعام اک زن شصت سالہ

جو کرتا تھا ہوتا تھا وہ تمہ کا منشا
کہ حکم ایاز ست فرمان سلطان
سوالِ از شہنشہ جواب از ایاز ش
کہ خلقت لگی کہنے یک جان دو قالب
اگر تھا نتیجہ تو کس بات کا تھا
ثمر تھا تو سچی اطاعت کا اُسکی
کہ انسان کی خدمت کی کیا ہے تلافی
جو رہتے تھے دن رات اوہی سے مخاطب
سمائی نہین جسمین تل بھر ریا کی
مسافر کو مہمان سرا سے ہے جتنا
وہ دُنیا کی ہستی سے سہوئیت اُنکی
وہ ہر حس مین خالق کا احساس اُنکا
وہ مے شیشہ و بادہ مست اُنکا رہنا
جو مولیٰ کی مرضی پر رہتے ہین شاکر
دعا ہی نہین کرتے ہین اپنے رب سے
گذرتی ہے کسطرح کہئے برادر
جو ہم چاہتے ہین وہی ہو رہا ہے
قضا تابع حکم ہے جنکی اکثر
خدا نے عطا کی اُنھین چیرہ دستی
گئے یک جگہ وہ بامید بیعت
دکھلانے کو ہاتھ آئی منہ آفتابہ

وہ دھوتے تھے ہاتھ اور اُسے دیکھتے تھے | کبھی عرش پر وہ نظر پھینکتے تھے
ہوئی ختم اُنکی نہ بے اعتدالی | ہوا ظرف جبتک نہ پانی سے خالی
گئی پیرزن گھر سے پھر پانی لانے | تو پوچھا سبب ایک مردِ خدا نے
کہا آپ نے کیا یونہی میری حرکت | تمھاری نظر میں ہے گو وجہ خفت
مگر میں نے اس پیرزن کا جو لکھا | سرِ لوحِ محفوظ میں درج دیکھا
اُسے اپنے ہاتھوں کو پانی سے دھوکر | لیا دم خوش اُسکی تلافی سے ہوکر
وہ پیر اجل آپ تھے جنکے مہمان | ہوئے سُنکے یہ قصہ حد درجہ حیران
انھوں نے جو یہ کشف سے اپنے دیکھا | تو تھا حرف حرف اس حکایت کا سچا
ہمارے نبی اُمتی اُنکے ادنےٰ | خدا کے یہاں دخل اُنکا ہوا اتنا
پھر اس شاہ لولاک کے جاہ و منصب | رہیں آپ اس سے واقف کہ ہے آپکا رب
سمجھتے ہیں اُنکو جو جزو معطل | لگائیں وہ آنکھوں میں ہیرا یہ کاجل
عجب کیا ہے کھلجائے چشم حقیقت | عجب کیا ہے ملجائے راہ طریقت
ہمارے نبی وجہِ تکوین عالم | ہمارے نبی فخر اولادِ آدم
ہمارے نبی مالکِ حوض کوثر | ہمارے نبی شافع روز محشر
ہمارے نبی خازن کنز وحدت | ہمارے نبی ناظم الملک کثرت
ہمارے نبی نو گل الحدیثت | ہمارے نبی بلبل احمدیت
ہمارے نبی اپنے خالق کے پیارے | ہمارے نبی اپنے رب کے دُلارے
ہمارے نبی حق کی آنکھوں کے تارے | ہمارے نبی اُسکے گھر کے اُجیالے
ہمارے نبی عرش پر جنکے وہ لطف | گئے اور وہاں جھولے کرسی کا جھولا
ہمارے نبی لعل اس گودڑی کے | کہ جسمیں بہر سو ہیں اُتر سے پیوند اُسی کے
ہمارے ہمارے نبی کملی والے | ہمارے نبی حق کے نازوں کے پالے

ہمارے نبی تو حبیب خدا ہین
ازل سے ابد تک ہوا اور جو ہوگا
نہ تھا کچھ خدا کے سوا جب تو وہ تھے
ہوے آپ دنیا مین جب رونق افزا
وہ اب تک ہین دلسوز و غمخوار امت
کہاں ہم کہاں اقتدارات اونکے
سوا اون کے اور انبیا اولیا بھی
یہ سب جزو ہین ذات واحد وہ کل ہے
میرا قلب تو اس طرف بھی ہے مائل
یہ سب عابد و زاہد و پارسا تھے
انھون نے بھی کی ایسی ایسی ریاضت
ریاضتون مین اونکی یہ برقی اثر تھا
ہوا او نکے تابع وحوش او نکے لشکر
جسے بد دعا دی فنا ہوگیا وہ
یہان تک بڑھی اونکی ہر حس کی طاقت
نہین وہ خدا در حقیقت ذرا تھے
یہ کیا تھا اثر اون عبادت کا تھا
جو تکین بیٹھ کر کوہ و صحرا مین برسون
بس اک مرگ چھالا ہی بستر تھا اونکا
غلط ہے یہ کہنا کہ اغیار تھے یہ
کئے جگت انھون نے جو بھی سرزمین پر

خدا جانے وہ کیا تھے اور وہ اب کہاں ہین
وہ ہے آپ کی ذات اقدس کا صدقا
ہوئی خلق جب ماسوا سب تھے وہ تھے
ہوئی ظلمت کفر دنیا سے عنقا
وہ اب تک اس امت کے حق مین ہین حجت
کہاں ہم کہاں اختیارات اونکے
ہے واصل بذات خدا ذات اونکی
یہ سب پھر یان وہ شگفتہ گل ہے
جن اوتارون کے ہندو بھائی ہین قائل
مجاہد تھے مرتاض حد سے سوا تھے
ہوئی سلب جس سے اجنبی کی طاقت
ادھر ہوگیا جو ادھر منھ سے نکلا
اجل اونکے تیر اور قضا اونکے خنجر
ہوئے جس سے خوش عرش سے جا ملا تے
خدا اکھ ادھٹی اونکو اونکی جماعت
خدا کے تھے بندے مگر با خدا تھے
یہ کیا تھا ثمر اون ریاضات کا تھا
کھڑے ہوکے گنگا مین جمنا مین برسون
گذر یتون چھالون چھلون پر تھا اونکا
مقدس موحد کل اوتار تھے یہ
وہ ہر ایک ہے انسان کی طاقت سے باہر

کسی ملک و ملت کے آجائیں انسان — تمھاری عدالت میں ہوں سب وہ یکساں
تمھارا اگر آئے بن کر جو ملزم — کرو اوسمیں تقلید فاروق اعظم
یہ سب وصف اگر غور فرماؤگے تم — تو انگلش گورنمنٹ میں پاؤگے تم
کسی ملک میں یا کسی سلطنت میں — رعایا نہیں اسقدر عافیت میں
بس انگلش گورنمنٹ کی بھی اطاعت — خدا کی ہے طاعت خدا کی عبادت
رہو خیر خواہ اوس کے تم جان و دل سے — نہ بھولو کبھی اوسکے احسان دل سے
ہمارے خدا کا ہے یہ عام اعلان — بدل کوئی احسان کا ہی تو احسان
جو ہم ہندیوں پر ہیں احسان اوسکے — ملک ہیں فلک پر ثنا خوان اوسکے
نہیں تم میں احسان کرنے کی طاقت — کرو ترک اپنا نہ فرض رفاقت

ذبیح از رشتۂ وقت برگسستن ما
زجان و جہان است بگسستن ما

این نظم دلنواز در بیان حقیقت و آداب نماز و دیگر عبادات الٰہی و نعت رسالت پناہی و صفات جناب مرشدنا مدظلہ العالی مصنفہ ماہ جون سنہ ۱۹۲۵ء در شفاخانۂ فتحگڑھ [illegible] مرتب کردہ شد

نمبر ۳۶ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن — [illegible]

ذبیح اللہ اکبر مرتبہ اتنا بڑا تیرا — خدارا یہ بتادے ہوگیا کب سے خدا تیرا
خدا کے ڈھونڈھنے اور چاہنے والے ہزاروں ہیں — خدا کا ہوگیا تو کب خدا کب ہوگیا تیرا
خدا تو ہے خدا راہ خدا جوئی بھی مشکل ہے — تجھے میں دیکھتا ہوں تو خدا ہے رہنما تیرا
سبق دیتی ہے ہم کو اب تو یہ تیری خدائی — پکارتے ہیں اوسکو ہم مگر [illegible] تیرا خدا تیرا
مگر قرآن کہتا ہے خدا ہے ایک ہی سب کا — کہیں کہہ کر کوئی اور [illegible] ہے خدا تیرا

گدا تو کس کے در کا تھا ہوا تو بادشہ کیونکر
یہ چمکے چمکے کیون کر درجہ تنہا بڑھ گیا تیرا

تری عزت تری عظمت تری شوکت کا کیا کہنا
نبی کی آل تھا ہی تو خدا بھی ہو گیا تیرا

کوئی جادو کوئی منتر تو ہرگز ہو نہین سکتا
خدائے پاک پر تیر جو جا کر چل گیا تیرا

وہ طلسم ہے کوئی آلہ وہ ظاہر ہے کوئی نسخہ
جو اوس ذات منزہ سے محرک ہو گیا تیرا

چہ تدبیر است اے صیاد گو ہمراہ خود بردی
وزان این مرغ زرین بال را در دام آوردی

شہ وارث حسن چشتی ہے پیر رہنما تیرا
ترا والی ترا مولی رسول مجتبی تیرا

سوا ان کے بزرگان طریق صابری سارے
ہر اک اونمین مددگیر تیری ہر اک رہنما تیرا

پھر اوس پر فخر نسب سادات ہین تو سید رضوی
ائمہ تیرے مورث اونمین ہر اک متکا تیرا

رگون مین تیری لہو ہے شیر تر سہرا موجزن ابتک
وہ ہین ہے چشمہ فیض علیؑ مرتضی تیرا

ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ بادشہ تیرے
تیرے والی ہین نین آمین تو اک مشکل کشا تیرا

تیرے ابوین نے پائی شہادت تیرے بچپن مین
یہ دنیا اور عقبی مین ہے کیا کم مرتبا تیرا

نکلتی ہین جو تیرے منھ سے تیری نظم مین باتین
وہ کہتی ہین کہ ہے نزدیک تر تجھ سے خدا تیرا

تری نعت حبیب تیری نعت تیری منقبت کا صلہ
صلا کیا دین وہی دینگے ہے جن پہ آسرا تیرا

درین باب آنچہ در اردو ہم در فارسی گفتی
نہ گفتی بلکہ در ہر شعر درّ بے بہا سفتی

کہا مین نے مبارک تجھ کو شوق دلکشا تیرا
مبارک ہو تجھے بھی یہ خیال جانفزا تیرا

کہان مین اور کہان وہ ذات پاک قدسی اعلی
خدا او مصطفی کیا مین تو ہون اک خاک پا تیرا

وہ نور دیدۂ وحدت۔ یہ روح قالب کثرت
نبیؐ تیرا نبیؐ میرا۔ خدا میرا خدا تیرا

خدا کا کام دنیا رزق کا ہے اپنے بندون کو
عبادت اوس کی سچے دل سے کار خوشنما تیرا

عبادت سے جو تو غافل ہے یا بے محنت تو ہین
تو ہو گا حشر مین انجام بھی بیشک برا تیرا

خصوصیت خدا کو گو نہین ہے عام بندونسے
بڑھے پھر تو اُدھر جتنا اِدھر اوتنا خدا تیرا

یہانتک بڑھتے بڑھتے دونون جب آپسین ملجائین
کہ تجکو ڈھونڈھنے پہ بھی نہ ہاتھ آیئے پتا تیرا

فضول اب اوسکے آگے کی حقیقت کا ہے کھلوانا
یہی ہے مدعا اوس کا یہی تھا مدعا تیرا

بدریا ئے حقیقت قطرۂ خوشتر اگر ریزہ
جدا آن قطرہ نتوان شد بدریا چون بیامیزد

نہین کچھ کام آئیگا یہ اوٹھنا بیٹھنا تیرا
نمازون مین جو محویت نہین ہے خاصکر تیرا

پھر اسکے واسطے اک مرشد برحق کی حاجت ہے
جو ہو واصل بحق تا فرزدنیا مقتدا تیرا

خلاف اسکی ہدایت کے نزا اک بال بھر ہٹنا
یقین کرلے کہ کوسون ہٹ گیا تجھسے خدا تیرا

نمازین جو پڑھے حق کی دعائین جو کرے حق سے
سمجھ لینا ہر اک کا مدعا ہو مدعا تیرا

نہین ہر لفظ مین شامل اگر اخلاص دل کا ہے
نمازین وہ نہین ہین ہے تو اوٹھنا بیٹھنا تیرا

یہی حالت دعاؤن مین بھی صورت ہو قرآن مین
سمجھ کر دل مین پھر کہتا ہو مُنھ سے مدعا تیرا

نمازون کے جو رکن اکثر صفات حق پہ مبنی ہین
وہان اظہار تعظیم خدا ہو مدعا تیرا

دعاؤن کے مین تقنیے جلے اونمین گر گڑاہٹ ہو
جہان خوف و رجا ہو ہو وہان خوف و رجا تیرا

رکوعون مین ہو اظہار تمنا ئے قدم بوسی
مگر سجدہ نہین واسجد وا قترب سے سامنا تیرا

قعودون مین شب معراج کے کلمے جو داخل ہین
خدا ہو دا ہنی بائین پر رسولِ مجتبے تیرا

درودون اور دعاؤن مین تمنا ہو خشیت ہو
سلامون مین کراما کاتبین سے سامنا تیرا

وظیفون اور دعاؤ کی جگہ ممکن جہانتک ہو
نوافل مین ہو تر اید صرف وقت بے بہا تیرا

مصیبت جب کوئی آتی ہے سر پر تو ترے دل سے
نکلتا ہے کن اندازون سے ہر حرف دعا تیرا

اسی ڈھب سے ادا ارکان اگر ہون کل نمازون کے
تو پھر ہو جائیگا تو بھی خدا کا اور خدا تیرا

شریعت مین تو یون بھی پیروی سُنت کی واجب ہے
ہو بطریق طریقت بھی طریق مصطفےٰ تیرا

جہانتک ہو سکے یاد خدا مین ہو بسر تیری
جہان تک ہو وظیفہ ہو درود مصطفےٰ تیرا

نمازی گر ہمہ قدر نماز خویشتن داند
زرو سجود و اقترب بگزشتہ دایم با خدا ماند

لکھے گا کوئی کیا وصف اے رسول مصطفےٰ تیرا
خدا نے اپنے اور اپنے ملایک کی تشبیہ مین
اسی امید پہ ہم لوگ بھی کچھ لکھتے رہتے ہین
خدا نے جتنی کی مدحت سرائی تیری قرآن مین
خدا کا ساتھ تیرے لاڈ پیار اس درجہ ثابت ہے
یہ قرآن ضخیم اور اوسکی ساری آیتین اونکا
بہت آسان شمار اسکا بھی کر لینا ہے قرآن سے
اودھر اور انبیا آیا ہے جنکا ذکر قرآن مین
یہ قرآن جو ذخیرہ تیری ساری نعمتون کا ہے
یہ ہے راز اوس کے بیحد پیار اور گاڑھی محبت کا
نبی ہو یا رسول انکو خصوصیت یہی تجھ سے
اودھر تو ہے کہین قاف اور کہین طٰہٰ کہین یٰسین
ہوئی ہین بعض دیگر انبیا کو بھی جو معراجین
جو نسبت اونکی معراجون کو ہے معراج سے تیری
اَلَم نَشرَح الشرحیت سے مخاطب تجھ کو کرتا ہے
خبر کیا تھی مخاطب تو ہے لیکن دیکھ کر اوسکو
اَلَم تَسمَع اَلَم تَعلَم خدا نے کیون نہ فرمایا
پھر اچھی ہو گئی سکتا تجھے اس سے تو یون حاکما
رہا تجھ سے جدا وہ اور نہ تو اوس سے جدا ہر دم

خدا ہی سارے قرآن مین تو ہے جب مدحت سرا تیرا
دیا ہے ہم کو بھی اک تحفہ صل علیٰ تیرا
کہ تیری نعت پہ بھی خوش رہے ہم سے خدا تیرا
مومنین ہے اوس سے ثابت صرف اعلیٰ مرتبا تیرا
کہ قرآن مین لیا کم اوس نے نام مجتبیٰ تیرا
مخاطب سب سے شاید ہے وجود مصطفیٰ تیرا
کہ احمد یا محمد نام آیا کتنی جا تیرا
ہر اک کا بے تکلف نام لیتا ہے خدا تیرا
نظر آتا ہے کمتر کس لیے نام آشنا تیرا
دیا تو تجھکو سب کچھ نام لیکن کم لیا تیرا
کہ گویا کوئی دنیا مین نہ آیا دوسرا تیرا
یہ کثرت کا من تازی جسکے معنی تو ہے یا تیرا
مثلاً آئے یونس موسیٰ خلیل ابو العلا تیرا
ادب مانع ہے ورنہ شرح کر دیتا گدا تیرا
خصوصاً ایسے وقتون مین تھا جب کچھ بیان تیرا
بڑا ارمان تھا گرداب تحسیر مین گدا تیرا
ہر اک اوس واقعہ پہ جو نہ تھا دیکھا ہوا تیرا
کہ ہر وقت اور ہر حالت مین تھا ساتھی خدا تیرا
کہ ہے تو اوسکے ساتھ اور تیرے ساتھ ایک خدا تیرا

ذبیح آن عبد مطلوب کہ محبوب خدا باشد
شدن نتوان کہ یکدم از خدا کے خود جدا باشد

میرے مرشد مرے مولی نہین چلتا پتا تیرا
بتا دے تو ہی مجھکو مجھ پہ احسان اے خدا تیرا

یقین ہے مجھکو وہ ہونگے جہان ہے تو بھی وہان ہونگا
خدا کے فضل سے یہ بھی کرم ہے اے خدا تیرا

ہوا داخل اٹھارہ سال پہلے آج کے دن سے
غلامون مین اوسی کے یہ ذبیح بنوا تیرا

عجائب کشمکش اوسوقت بھی تھی حسن مانے نین
مجھے سودا ہوا اوسکا اوسے سودا بڑھا تیرا

مہینون وہ کبھی نیپال کے جنگل مین تھا پنہان
مہینون وہ لگاتا تھا پہاڑون پر پتا تیرا

مگر با این ہمہ بھولا نہ وہ مجھکو نہین اوسکو
ملا جب جب جہان بھی وہ مجھے شیدا ملا تیرا

وہ عالم علم قرآن کا ہے پابند اوسکے حکمونکا
ہین اوسکا بندہ اور وہ بندۂ فرمان روا تیرا

مجھے دے داد کیا اے میرے مرشد یہ گدا تیرا
خدا تیرا تجھے دے یا رسول مجتبی تیرا

ہدایت وہ ہو جسکو کفر اور الحاد کا دعوی
ذرا وہ دیکھ ہی لے آکے روے حق نما تیرا

شریعت وہ کہ ہے ہر حرف جسکا تیرے [illegible]
طریقت وہ کہ ہے ممنون علی مرتضی تیرا

نگاہون مین کبھی تھا وہ جلال صابری پنہان
جو لڑ جاتین فلک تجھ سے نہ پھر چلتا پتا تیرا

تحمل وہ کہ تاب قدرت خالق کہین جسکو
تحمل وہ کہ مانے مہر و مہ بھی دبدبا تیرا

اطاعت وہ کہ سوچی بھی جسکا رشک کرتے ہین
عبادت وہ کہ قدسی چاہتے ہین اقتدا تیرا

ترے منہ سے سنے وہ معنی وہ مطالب آیت آیت کے
بتا جاتا ہے خود آکر مگر تجھکو خدا تیرا

الٰہی رکھ اوسے تو تا ابد قائم سطح گیتی پر
کہ ہو سارے جہان مین دین حق جلوہ نما تیرا

مریدون کی ہے تعداد ایک لاکھ سے کچھ سوا ابتک
مدد کرتا کہ روشن نام ہو اس سے سوا تیرا

اثر کرتی نہ کیونکر مجھپہ تعلیم اونکی اور تلقین
لگا پانے مجھے بھی چلتے چلتے کچھ پتا تیرا

جوان وہ چشم بد دور اور مین اک پیر نا بالغ
اگر پہونچے ترے در تک تو کیونکر یہ گدا تیرا

ہین بیکار اوسکے اعضا اور جوارح ضعف پیری سے
کہان تو اور کہان یہ بندۂ بے دست و پا تیرا

مگر ہے تو بڑا قادر تجھے ہے سہل ہر مشکل
نہین کچھ دور اگر مجھ پر بڑھے دست سخا تیرا

فضیل ابن عیاض اک مرے پیران طریقت سے
پھرا دن پر پھرے مجھ پر بھی وہ دست عطا تیرا

مجھے تو دور لیکن تجھکو بیتا اقرب سے اقرب ہون
کہان تھے حضرت یونس کہان دست عطا تیرا

مجھے ممکن بھی ناممکن تجھے ممکن ہے ناممکن
وہ آتش وہ خلیل اللہ وہ باغ دلکشا تیرا

الٰہی تا کہ در دنیا کہ در عقبیٰ وطن باشد
بدست ما ہمہ یک دامن ارث حسن باشد

الٰہی تجھ سے پھر سائل ہے یہ مسکین گدا تیرا
جسے دنیا و عقبیٰ مین فقط ہے آسرا تیرا

پھر اوسکو پڑ گئی مشکل پھر اوسکی کردے حل مشکل
ترے فضل و کرم سے ناخن مشکلکشا تیرا

مقید فتح گڈھ کے وہ شفاخانہ مین ہے ابتک
برابر پندرہ دن سے ذبیح بینوا تیرا

یہان ہنوائی ہے آنکھ اپنے اک اہتمام سے اپنے
کہ وہ بھی ہے نمازی ایک بندہ خوش ادا تیرا

سول سرجن یہان کا ہے جو اسمٰعیل خان نامی
ذکی الطبع دریا دل عمید پارسا تیرا

کہون کیا اوس نے دل جیسی جو لی ہر کام مین میرے
سمجھتا ہون جسے مین فضل اے یار خدا تیرا

وہ الفت وہ توجہ وہ اخوت وہ کرم اوسکا
نہ کر سکتا ہے جس کا شکر ادا ہرگز گدا تیرا

کر اوسکو کامیاب اوسکے ارادون مین مرادون مین
رہے وہ اوس کا دنیا مین در جود و عطا تیرا

رہے محفوظ وہ یارب زمانے کے حوادث سے
جدا ہووا اوسکے دامن سے نہ اب دست سخا تیرا

فرزندن کر اوسکی توفیق اپنی طاعت مین عبادت مین
ہر اک آفت سے بچکر وہ رہے تو مبتلا تیرا

بہر کارے کہ او بندد کمر زود کامیاب آید
بہر خارے کہ در پایش خلد ہیچ عذاب آید

رہون دنیا مین یارب نام مین رٹتا ہوا تیرا
یہان سے جاؤن خوش خوش آئے جب حکم قضا تیرا

مجھے دنیا سے نفرت دے مجھے عقبیٰ سے رغبت دے
کہین بھی مین رہون لیکن رہون بنکر گدا تیرا

جدا جب اوس سے یہ دنیا کا کنبہ اوسکا پھر اپنا
ہوا اپنے برزخی کنبے سے ملکر خوش گدا تیرا

ہین جنمین باپ مان اولاد بھائی بہنیان شامل
وہ جن کو رکھ چکا ہے یہ ذبیح بینوا تیرا

الٰہی پھر یہ بھی سب معصوم بندے تھے مرے یا رب
جوان ہیں جب مرا پڑھتا ہوا کلمہ مرا تیرا

مرے انمیں جو بالغ سب وہ ان امراض میں مبتلا
شہادت کی خبر لایا رسولؐ مجتبےٰ تیرا

نہیں یہ کچھ بھی آخر یہ امت اوس نبی کی ہے
جو تھا اک بندۂ محبوب تیرا مصطفےٰ تیرا

ہے سب سے بڑھکے یہ رحمن بھی غفار بھی ہے تو
یہ عاصی ہیں تو ان پر بھی کھلے دست عطا تیرا

مرے جتنے عزیز اور آشنا دنیا میں تھے اور ہیں
رہے اون پر بھی فضل و رحم اے بار خدا تیرا

رہی یا جو رہے باقی مری اولاد میرے بعد
رہے اون پر بھی وراک گوشۂ چشم عطا تیرا

پھلیں پھولیں رہیں ممتاز سب دنیا و عقبیٰ میں
رہے تو ان سے خوش راضی رسول مجتبیٰ تیرا

تحائف انکے آپس میں کوئی بر پا ہو یا رب
توکل یہ کریں تجھ پر نہ چھوڑیں آسرا تیرا

اگر مجھ سے نہ ہو تو یہ مری نظمیں وہ چھپوا دیں
جو اب تک لکھ چکا یا اور لکھے یہ گدا تیرا

جو گذری اور گذرے سب رسول پاک کی امت
رہے سب پر بہتر فضل اے میرے بار خدا تیرا

میرے پیران اخوان الطریقت زندہ و مردہ
رہے سب پہ کرم تیرا کریں سب آنکا تیرا

ز آدمؑ تا بہ مہدیؑ جتنے مومن مرد یا زن ہوں
رہے باب کرم تا روز محشر سب پہ وا تیرا

مرے سرہیں جو ہے سودا اثر کل اوسکی قیمت میں
ملے مجکو وہ اک سب سے کھرا نقد لقا تیرا

ریاض الدین اور محبوب میری نظم کے کاتب
تری درگاہ سے انکو بھی ملجائے صلا تیرا

عطا کر وہ اثر اے رب الارباب ان دعاؤں میں
کہ نازاں حشر کے دن ہو ذبیح بینوا تیرا

ذبیح آن ہمہ دعا کزدل بہ آہ تیز برخیزد
اجابت ہم ز حق برروے درتسلیم مے ریزد

نظم در توحید و عشق الٰہی تصنیف ستمبر ۱۹۲۵ع

۲۷ | فاعلاتن فعلین - فاعیلن ۔ فاعیلن | شعر ۲۶

ایک پیر واقعہ پر سوختہ میں نے دیکھا
ہیں نہ زرک کرو ہیں اوس سبب اسکا پوچھا

وہ ہوا یو چھتے ہی اور زیادہ مضطر
جب دیا مین نے دلاسا تو پھر میری طرف
تم کو تو حق نے خلافت کا دیا ہے درجا
تمکو دی روز ازل حق نے وہ اعلی نعمت
اوسکی حسرت ہے جو اونکو کوئی اوسنے پوچھے
خلقتی حسنو نکا عشق اوسنے تو اورون کو دیا
تم کو دولت یہ عنایت جو خدا نے کی ہے
قدر اوسکی نہ کرو تم تو تمھاری قسمت
تم ہو مخلوق خدا کے مگر اعلی سب سے
ہم جو مخلوق ہین اوسکی تجھے بہت بے وقعت
تم ہوا اعلی تھین محبوب ملا اعلی اتر
گر نہیں اوسمین سمجھ ہے نہ ہے کچھ عقل و شعور
نہ ہے تمیز کچھ اوسکو نہ ہے کچھ اوسکو وقوف
ہو صحیح یا کہ غلط ہے گر اپنا یہ خیال
ورنہ وہ عشق بھی اوسکا نہیں ہمکو دیتا
ہم ہین جاندار دیا دلبر نے جان ہمکو
اپنے دلبر کی جو عزت ہے ہمارے دلمین
جان تک ہے چٹکلے کوئی شمع نہیں دیتا مین عزیز
تم نے دیکھی ہے ہماری وہ ہزارونکی قطار
حاصل عمر ہمارا نہیں اس سے بڑھکر
اتفاقانہ ملی ہم ہین جیسے یہ دولت

ہو بہو ماہی بے آب کی صورت بنکر
اور کہا تم کو تو ہے ساری خلایق پہ شرف
ساری دنیا پہ تمھاری ہے حکومت برپا
خاک مین جسنے فرشتونکی ملادی عزت
اوسکی حسرت ہے جو اونکو کوئی اوسنے پوچھے
حسن کا اپنے مگر عشق ہمین کو بخشا
حق تو یہ ہے کہ بڑی تم کو یہ عزت دی ہے
اوسپہ جان اپنی نہ دو تم تو تمھاری نکبت
ہم بھی خلقت مین ہین اوسکی مگر ادنی سب سے
دی ہمین روشنی شمع کی اوسنے الفت
ہم ہین ادنی اہمین معشوق ملا ادنی اتر
پر ہے قدر اوسکی تمھاری بھی نگاہ ہو نہین ضرور
عیش رانون کی تمھاری ہے ہرا وسپر موقوف
شمع بھی حق کی ہے اک جلوہ گر نور جمال
ملک الموت کا بھی کام نہ اوس سے لیتا
ہم کو ہے فخر ملا کوئی تو جانان ہمکو
کیا تمھارے کی بھی عزت ہے تمھارے دلمین
اپنے دلبر کے مقابل ہے وہ ہمکو ناچیز
کرتی ہے شمع کے گرد آگے جو جانون کو نثار
جان دین شمع کے سر پر جو تصدق ہوکر
ہم سمجھتے ہین اوسے اپنے یہان قسمت

دن مین ہم اس لیے گوشونسے نکلتے ہین نہین
اس طرح سے نہ تلف جان ہماری ہو جاے
اب ذرا میری مصیبت کی کہانی سن لو
شمع کے گرد پتنگون کا ہجوم اتنا تھا
مین بھی گھس بیٹھ کے جب شمع کے سر پر چھایا
کل سے مین اپنے نصیبونکو پڑا روتا ہون
کبھی روتا ہون کبھی خوب تڑپتا ہون مین
ہاے مٹی میری جلدی نے مری کردی خراب
یہ تو تھی میری کہانی اسے اب جانے دو
مین خطاوار مقر اپنی خطا کا ہون مین
تم تو اوس مالک کونین کا کچھ حال سناؤ
ساری مخلوق مین ہو اوسکے تمھین رکن رکین
ہین تمھارے جو رسول اونکے بڑے درجے ہین
نعمتین اونکے توسط سے جو تمنے پائین
تم جو کرتے ہو عبادت سے تلافی اون کی
پنجگانہ جو نمازین تم ادا کرتے رہو
اس سے بھولے نہین پہ مین سماتے ہو تم
خاک مین تم کو ملادے نہ تمھارا یہ غرور
تم پہ احسان ہین اوسکے وہ ہین خارج ز شمار
سو برس تک کی تمھین عمر بھی اوسنے بخشی
اس پہ بھی موت سے تم اپنی ڈرا کرتے ہو

کرم خورشید ہین جو پر ندے وہ نہ کھا جاین کہین
مبتذل عشق کی سب شان ہماری ہو جاے
کل پڑی بھیر طبین آیا مین فدا ہونیکو
سانس کی آمد و شد کا بھی نہین رستا تھا
اوس کی لو سے مرے پر جلگئے پرین نہ چلا
اپنا منھ اشک ندامت سے پڑا دھوتا ہون
ہوکے بیخود کبھی سر اپنا پٹکتا ہون مین
حشر کے دن بھی خدا کو تجھے دینا ہے جواب
میری حالت پہ نہ تم ہیچ نہ افسوس کرو
معترف بھی مگر اوسکی عطا کا ہون مین
اوس شہنشاہ حقیقی کے کچھ اسرار بتاؤ
تمکو قربت ہے جو اوس سے وہ کسیکو بھی نہین
کل ملایک تمھین محبوب جنھین اکثر ہین
دولتین اونکی بدولت جو تمھین ہاتھ آئین
کیا سمجھتے ہو تلافی ہے وہ کافی اونکی
روزہ رکھتے ہو زکاتین جو دیا کرتے ہو
جس کو دیکھو اوسے نا اہل بتاتے ہو تم
نیکیان ساری یہ اڑجاینگی شکر کا فور
تم پہ انعام ہین اوسکے وہ ہین بیحد و کنار
بادشاہی تمھین دنیا کی بھی اوسنے دیدی
کھا گئے بھی ہو مگر پھر بھی مرا کرتے ہو

ایک ہم ہیں کہ بنشا ے خداے اکبر
خود فدا ہوتے ہیں معشوق پر اپنے جاکر

جب یہ لابد ہے کہ ہے ہمکو مقرر مرنا
تو کسی اچھے کے سر ہوکے ہے بہتر مرنا

بیان ہم کرتے ہین جس شان سے جانان پہ نثار
تم کہو لاکھ مگر کر نہین سکتے زنہار

یون لغو لکھنے کو لکھے تم نے ہزارون دیوان
راستی کا ہے مگر نام کو اُن مین نہ نشان

شعر وہ شعر نہین جسمین نہ ہو جھوٹ سفید
نہ وہ مضمون ہے سچائی نہ ہو جسمین ناپید

عشق وہ عشق کہ اوس عشق سے بیدیجاے
حسن وہ حسن جو دوزخ نہین دنیا مین کھاے

ہین خواہش کی بلاؤن مین گرفتار کہین
گرم ہے پردہ لواطت کا ہے بازار کہین

جتنی چیزین ہین حلال اب ہین وہ سب تم پہ حرام
اور جتنی ہین حرام اونکے ہو تم عاشق تام

تم پہ اوسکے وہ کرم اور تمھارے یہ عمل
دین کا اوسکے کیا خوب ادا تمنے بدل

چاہیے تم کو کہ دم بھر بھی نہ اوسکو بھولو
اوس سے ڈرتے رہو کرنی پہ اپنی پھولو

یون تو غفار ہے وہ چاہے جسے کردے معاف
نہ بچے کوئی بھی دوزخ سے کرے جو انصاف

ہم بھی مخلوق اوسیکی ہین مگر خوار و ذلیل
عمر بھی ہم کو عطا کی تو نہایت ہی قلیل

تب بھی ہر دم اوسے ہم یاد کیا کرتے ہین
زندگی ہم نہین برباد کیا کرتے ہین

میرے ذہن منشکن تھی تمھاری عظمت
اس لیے مین نے ترطنے کی طرف کی رجعت

مین سمجھا تھا کہ کل خلق کے ہین سردار
یہ کہان اور کہان میری ملیتی گفتار

کتنے ہین بیٹھے ہین دن جین سے جنکی باتین
وہ بھلا کیڑے مکوڑون کی سنینگے باتین

آپ نے مجھکو ذرا سا وہ دلاسا جو دیا
اوس نے اس بے ادبی پر مجھے آمادہ کیا

خیر خواہی پہ ہے مبنی میری یہ لاف و گزاف
اسلیے میری خطائین بھی کرین آپ معاف

ہو گیا مین عرق شرم مین یہ بانجلاب
دیسکا اوسکی کسی بات کا بھی مین نہ جواب

نتھین وہ مرتے ہے کیا اوسکے یہ باتین بھلین
اوسکی باتین مری حقین تو کرا باتین تھین

اسے ذبیح آپ سے پر ورنہ کا باتین کرتا
ہے یہ سچ یا کہ دونکا نہین باتین کرنا

ہان یہ سچ ہین نہین یہ جھوٹ ذرا کیجے غور	ہے زبان حال کی اور او زبان قال کی اور

قوم کو اسکے بتر حال سے کرنا آگاہ
جھوٹ سمجھو تو غرض اس سے ہے ماشاءاللہ

غزل مشاعرہ فتحگڈھ منعقدہ ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۴ عیسوی در توحید و معرفت جناب باری تعالی شانہ

نمبر ۲۸ — شعر ۲۹

مفعول مفاعیل ۔ مفاعیل ۔ فعولن

نفس ایک نہین پاؤن پرانے جو کھڑا ہے
قایم ہے جو بالذات وہ اک ذات خدا ہے

اے پلئے طلب خضر کی حاجت تجھے کیا ہے
تجھکو تو مرا طائر دل قبلہ نما ہے

ایک اپنے ہی محبوب کو خالق نے دیا ہے
وہ سینہ جو آئینۂ اللہ نما ہے

یون تو ہر اک آفت کی دعا اور دوا ہے
بندہ وہی سچا ہے جو راضی برضا ہے

یہ رشتہ جنھین دینا ہے اونھین عیش کی جا ہے
لیکن ترے بندون کو تو یہ دام بلا ہے

آنکھون سے جو گر کر ترے قدمون پہ پڑا ہے
یہ تیرے جگر کا نہین ٹکڑا ہے تو کیا ہے

اے گلبدنون دیر سے پر تول رہا ہے
یہ رنگ رخ اک طائر ہم رنگ حنا ہے

اولٹی یہ سمجھ ہے کہ خدا ہم سے جدا ہے
رگ رگ مین ہماری جو بسا ہے وہ خدا ہے

کہنا ہے غلط یہ کہ خدا ہمسے جدا ہے
آنکھون مین خدا دل مین خدا لب پہ خدا ہے

اے طائر مجنون تری ہی فریاد و بکا ہے
یا تا قہ لیلے کی ہی بانگ صدی ہے

احمد کو ابھارتے شب معراج سر عرش
سورج سے قمر کو سبق کسب ضیا ہے

چھیڑو نہ مرے دل کو وہ فتنہ ہے یہ فتنہ
جس فتنے مین کل ساز قیامت کا دبا ہے

دیکھو تو ذرا پردہ کثرت تم اوٹھا کر
وہ شاہد وحدت ہی تو خود جلوہ نما ہے

مشکیزہ پہ چڑیا و جوانی کا ہے عالم
جبتک ہے بھری آتش نمو اسپہ ہوا ہے

فو تو ہے عبادت کا تو یہ عالم پیری
بے سجدہ بھی سر سجدۂ خالق میں جھکا ہے

دوزخ کا ہے کھٹکا نہ ہے جنت ہی کی پروا
یہ دل تو ز خود رفتہ امید لقا ہے

اے بیکی اجل دیکھ لے تو بھی کہ پس از مرگ
یہ دیدۂ نادیدہ سے نے دید کھلا ہے

کیا اوسکو خبر ہی نہیں اس سوختہ دل کی
جس شمع کی لو لگنے سے یہ خاک ہوا ہے

جنت کے نہ جانے پہ جو مچلا دل مشتاق
خدام ادب بولے کہ یہ خوف کی جا ہے

وہ صبح ازل جام الست اور کف ساقی
نقشہ مری آنکھوں میں وہی گھوم رہا ہے

نکلا تھا کبھی یہ تری ابرو کے مقابل
گردوں پہ ہلال آجتک انگشت نما ہے

رونا مری تنہائی پہ کیا اب دم رخصت
اے حضرت دل جائیے میرا بھی خدا ہے

یارب رخ توحید سے پردہ وہ اوٹھا دے
امریکہ و یوروپ کی جو آنکھوں پہ پڑا ہے

کیوں ہم پہ شیاطین نہ مسلط رہیں تا حشر
ہم سب کی خطا حضرت آدم کی خطا ہے

جتنی بڑھی عمر اوتنی ہی گھٹتی رہی طاقت
دلکش ہیں نہ رنگ لے نہ اب آہ رسا ہے

دینے کو بس اک جان حزیں اب ہے مرے پاس
لینے کو زبان پر فقط اک نام خدا ہے

تھے تا بچمن جیسے مرغان چمن کے
اب کنج قفس میں نہ وہ جوں ہے نہ چرا ہے

سمجھو نہ ذبیح جگر افگار کو مردہ
وہ زندۂ جاوید بامید لقا ہے

۱۹۲۳ء تصنیف

قطعہ در اثبات توحید و ترغیب عبادت جناب باریتعالیٰ عز اسمہ

۲۹ — مفعول - مفاعیل مفاعیلن فعولن — شعر ۳۵

رے غافلو شک ہمیں نہیں مجھکو ذرا ہے
ہر کام میں غفلت کا اثر ہے تو برا ہے

تم کو تو یہ دنیا ہے بس اک کھیل تماشا
اوس کی ہے خبر جس نے کہ یہ سوانگ رچا ہے

رونا ہے اون آنکھوں کو کہ یہ جلوۂ قدرت
جنہیں نہ سمایا ہے نہ جنہیں کھپیا ہے

آنکھیں تمھیں دین کان دیے عقل رسا دی
ہر شے پہ تصرف کی بھی طاقت تمھیں بخشی
وہ کون ہے حیوان جو نہین بس مین تمھارے
وہ کون ہین پتھر جو تراشے نہین تم نے
وہ کون ہے گوہر جسے تم نے نہین بیدھا
وہ کون ہے جسنے تمھین یہ نعمتین بخشین
وہ ایک ہے وہ ایک ہے وہ ایک ہے وہ ایک
وہ ایک ہے لیکن وہ ہے موجود ہر اک جا
وہ ایک ہے نظرون مین مگر اوسکے ہے ستار
وہ ایک ہے ہر دل کی مگر اوس کو خبر ہے
واقف ہے وہ ہر ایک کے ترتیب پہ ہے
روزی وہ ہر اک جیو کو دیتا ہے کم و بیش
ہاتھ اپنے ہی رکھی ہے مگر زندگی و موت
سامان معیشت کے لیے تم کو دیے دن
اسوجہ سے ہر اوسکی یہ تم پر ہے کہ تم نے
وہ بار سہے کیا اوس کا پریم اور محبت
جن لوگون کو اللہ کی الفت ہے انھون نے
اک ہم ہین کہ کرتے ہین مصیبت مین اوسے یاد
سوچو تو تمھارا اگر اک سنارہ پیدا ہو
یا تم مین شریک اور وہ کرے کوئی پیدا
رکھ سکے کبھی پھر اپنی غلامی مین تم اوسکو

دیکھو تو کہ کیا کیا رہا سمکت رہا ہے
تا یہ نہ کہو تم کہ خدا جانے یہ کیا ہے
وہ کیا جڑی بوٹی ہے جو تم پر نہ ذرا ہے
وہ کون ہے دریا جو نہین تم نے متھا ہے
وہ کون ہے تم سب مین جو بے تم طلا ہے
وہ کون ہے جس نے تمھین یہ درجہ دیا ہے
اوس ایک مین دوجے کی سمائی نہ ذرا ہے
وہ ایک ہے سنتا وہ مگر سب کی صدا ہے
وہ ایک ہے ہر گھٹ مین مگر بول رہا ہے
وہ ایک ہے ہر شے کو مگر دیکھ رہا ہے
عیبون پہ مگر پردہ یہان ڈال دیا ہے
فرق اس مین ذرا سا نہ کسی بات مین بھی کیا ہے
دخل اور کسی کا نہین اسمین بھی ذرا ہے
راتون کو پئے راحت و آرام دیا ہے
سر اپنے بڑا بار امانت بھی لیا ہے
جس نے تمھین کل خلق پہ اعزاز دیا ہے
اولاد کو اللہ پہ قربان کیا ہے
راحت مین ذرا ہمکو نہ پروائے خدا ہے
تم کو یہ نہ سمجھے کہ یہ آقا ہے کہ کیا ہے
یعنی کہ وہ دونون کا غلام آپ بنا ہے
در گئے کبھی اوسے آقا کا وسیلو جو دیا ہے

اب کریں قیاس اوسکی حلیمی پہ یہ تم نے — جو کچھ کہ کیا اوسکا جواب اُسنے دیا ہے
ہم کچھ کریں روزی نہیں کی اوسنے مگر بند — اولاد بھی دی مال بھی کیا کیا نہ دیا ہے
اوسکے سوا کرتے ہیں ہم جتنے بُرے کام — یہ کر کے یقین بھی کہ یہ ہر کام بُرا ہے
دنیا میں نہ کوئی عمل زشت کریں ہم — کر لیں جو یقین حاضر و ناظر وہ خدا ہے
ہم کرتے ہیں یا ہم نے کیا یا جو کرینگے — یہ خوب سمجھ لو کہ وہ سب دیکھ رہا ہے
ہم طاق پہ بھی رکھدیں جو کچھ دین کا مذہب — تب بھی یہ سمجھ لینگے کہ یہ کام بُرا ہے
دنیا میں گناہوں کی سزا پائیں نہ پائیں — پر سارے گناہوں سے خبردار خدا ہے
ہمیں نہ رہو روز جزا سے جو ہے سر پر — اب بھی کرو توبہ کہ در توبہ کھلا ہے
یارب عمل خیر کی توفیق عطا کر — دنیا ترے بندوں کے لیے دام بلا ہے
ہم سب ہیں گنہگار خطا کار و لیکن — تکیہ تری رحمت پہ ہمیں روز جزا ہے

خواہان معافی ہے ذبیح آپ کا جس نے
یہ وقت لیا آپ کا کیا چھین لیا ہے

مسدس مختصر در مخاطبہ جناب باریتعالی شانہ معروضہ ۱ر جون ۱۹۲۵ع

۳ح — فاعلاتن فعلن + فاعلتن + فاعلتن — شعر ۲

میں ہوں قطرہ تو مرے فیض کا دریا تو ہے — میں ہوں ذرہ تو مرے نور کا چشمہ تو ہے
میں جو بندہ ہوں تو بیشک مرا مولا تو ہے — میں جو مجنوں ہوں تو میرے لیے لیلی تو ہے

ایک میں کیا ہیں ستارے سر گردوں جتنے
اب بھی ہیں رہ گئے زمیں پر ترے مجنوں اتنے

میں وہ مجنوں ہوں کہ میرا دل عرفان آگاہ — خود بخود لوح زبان پر مری گاہ و بیگاہ
مشق کرتا ہے ترے نام کی اللہ اللہ — کوئی ملتا ہے ضرور اوسکو مزا خاطر خواہ

تجھ کو بے دیکھے ترے نام پہ وہ ہے قربان
بے کہے میرے ترے نام پہ دیتا ہے وہ جان

تو وہ لیلیٰ ہے کہ زلفیں تری شبہائے فراق
قتل عشاق میں ابرو ترے گو ہیں مشتاق
تیرے قامت پہ قیامت کا ہے پورا اطلاق
لیکن اونکو تو یونہی زیست کا یہ حال ہے شاق

پا کے روزی بھی تری وہ نہیں کھا سکتے ہیں
کیونکہ فرقت کے نہیں صدمے اوٹھا سکتے ہیں

تیرے عشاق میں وہ جنکے مدارج ہیں بلند
تیرے دلدادوں میں ادنیٰ جو ہیں میری مانند
اونکا کہنا ہی ہے کیا وہ تو ہیں سب سے صد چند
اونپہ بھی کیا در دولت ہے مری طرح سے بند

دستگیری ہے ضرور اونکی بھی میرے مولیٰ
اون کے صدقے میں جو ہم سب سے ہیں اعلیٰ اولیٰ

مجکو سبکی ہے خبر کیا مگر اپنی روداد
مجھسے جب جب کہ زمانے کی پڑی سخت افتاد
نہ کہوں تجھ سے تو کس سے کروں جا کر فریاد
میں نہ بھولا ہوں کبھی تجکو مرے رب عباد

نوجوان مر گئی اولاد کے پانچوں صدمے
تازیانے مرے افعال زبوں کے تھے مجھے

طے کیا پہلے تو وادیِ رشادت میں نے
پڑھ کے پھر اک سبق ابجدِ وحدت میں نے
سر کے بل سر کئے آداب سیادت میں نے
کیا کہوں پائی ہے کیا کیا نہیں دولت میں نے

زندگی کے مری ہر خبر کے ابد و شب صفات
مندرج ہیں مری نظموں میں بہ ترتیب اوقات

اب میں جس حال میں ہوں کیا میں بتاؤں تجکو
ہے عبث جیسے دل بھی جو دکھاؤں تجکو
عالم الغیب ہے تو کیا میں سناؤں تجکو
جس کو ارمان ہے کہ اب جلد میں پاؤں تجکو

کیا عجب ہے کہ تمنا مری پوری ہو جائے

جب لے تیرا دور مرا پردہ دوری ہو جائے

میں بظاہر ہوں اگر دور مگر دور نہیں
جس کو اب نام کی دوری بھی ہے منظور نہیں

ضد مرے دل کی مگر تجھ پہ یہ ہے مستور نہیں
ورنہ دنیا میں بھی رہنے سے میں معذور نہیں

آنکھ کھلتے ہی ترا جلوہ سما جاتا ہے
تو ہی تو مجھ کو ہر اک شے میں نظر آتا ہے

یہ ترا فضل اگر مجھ پہ نہیں تو کیا ہے
جتنی مخلوق ہے اس سب میں ترا جلوہ ہے

جس طرف دیکھوں ادھر تو ہی کرم فرمائے
میں مروں یا نہ مروں مجھکو نہیں پروا ہے

اے فصیح اب تو ہوئی دل کو بھی تیرے تسکین
میں بھی کہتا ہوں ترے ساتھ میں آمین آمین

نظم یکم جون سنہ ۱۹۱۳ء

شعر ۲۱ — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن — ۲۱

یا رب میں رات فکر کے دریا میں غوطہ زن
تھا اس قدر کہ جان کا غم تھا نہ خوف تن

وحدت کا شہر آ ہی چکا تھا نظر مجھے
کثرت کی موج میں کھینچ لیتی اگر مجھے

پھرتا تھا میں وحدت و کثرت کے درمیان
سنتا تھا گوش دل سے میں دونوں کی داستان

وحدت کی یہ ندا کہ وہ ہے واجب الوجود
کثرت کی یہ صدا کہ وہ ہے منبع الشہود

وحدت یہ کہتی تھی کہ وہ ہے کنز مخفیت
کثرت یہ کہتی تھی کہ وہ ہے گنج [illegible]

وحدت یہ کہہ رہی تھی کہ میں شمع طور ہوں
کثرت یہ کہتی تھی کہ سراپا میں نور ہوں

وحدت یہ کہہ رہی تھی کہ میں باغبان ہوں
کثرت یہ کہہ رہی تھی کہ میں بوستان ہوں

وحدت نے جب کہا کہ مرے ساتھ ہے بقا
کثرت نے یہ کہا کہ اسی میں ہے ہر فنا

وحدت کو ناز ہے کہ وہ اک اسم ذات ہے
کثرت کو فخر ہے کہ وہ اسم الصفات ہے

وحدت یہ کہتی تھی در مقصود ہون تو مین
کثرت پکارتی تھی ہم جود ہون تو مین

وحدت نے جب کہا کہ مین شمع خموش ہون
کثرت پکارتی ہین تو سراپا خروش ہون

وحدت جو کبر و ناز کے جلوے دکھاتی تھی
کثرت سر نیاز برابر جھکاتی تھی

کثرت نے جب کہا کہ ہے مجھسے تجھے فروغ
وحدت کا یہ جواب کہ بالکل غلط دروغ

تو کچھ نہین ہے جبکہ بقا ہی نہین تجھے
سب کچھ جو ہون سو مین کہ فنا ہی نہین مجھے

لازم زوال ہو جسے اوسکی نمود کیا
ناپائیدار چیز کی نابود و بود کیا

خلقت تری تجھے سبب فخر و ناز ہے
میری تو ذات پاک بڑی بے نیاز ہے

تجھکو یہ عرش و کرسی و گیتی و آسمان
معلوم ہو رہے ہین بڑے سے بڑے مکان

میری نظر مین اونکی یہ وقعت ہے اسقدر
چیونٹی کی تیری آنکھ مین ہوتی ہے جسقدر

دریا ہون کوہ ہون کہ ہون صحرا کہ مرغزار
میرے لیے نہین ہین وہ کچھ وجہ افتخار

یہ ساری چیزین جنکی وہ جائے ظہور ہین
اونکے لیے وہ باعث نازش ضرور ہین

حاجت مجھے کسی کی عبادت کی کچھ نہین
پروا مجھے کسی کی بغاوت کی کچھ نہین

تو کیا ہے۔ اور کیا یہ تری کائنات ہے
ایک ایک چیز جسکی عدیم الثبات ہے

پشہ سے تا بہ پیل کہ ذرہ سے تا بکوہ
بتلا تو کوئی چیز بھی دنیا مین ہے بشکوہ

ملک و سپاہ و مال و منال و قماش و زر
خیل و جیوش و جاہ و حشم نصرت و ظفر

ہین آج ملک زید تو کل ہین بکر کی ملک
پھر جاکے دیکھئے ہین تو وہ ہین عمر کی ملک

ہوتا نہین ہے ملک و حکومت کا انتقال
اِلّا بحکم قادر قیوم ذوالجلال

سلطان جسمین مادۂ سلطنت نہ ہو
اچھا ہے اوسکے ہاتھ اگر مملکت نہ ہو

ثابت ہے اس سے کہ یہ ساری کائنات
خود بے ثبات اونکی ہین چیزین بھی بے ثبات

ہوتے ہین چھوٹے جسم مگر جلد تر فنا
جتنے بڑے ہین جسم وہ ہوتے ہین دیر پا

وہ چھوٹے جسم خورد تر از پشہ و مگس
بعض ایسے ہین نہ زندہ رہتے ہین بس اک ہی نفس

نزدیک تیرے گرچہ بڑا سا ہے یہ نظام
کثرت نے شش جہات عوالم کو دیکھ کر
وحدت سے پھر بفرط ادب ڈرتے یہ کہا
اتنی بڑائی اتنی بڑی ہے یہ کائنات
مانا کہ کام یہ تجھے دشوار بھی نہ ہو
اجرام ہیں قوی سے قوی لو ذکا ذکر کیا
مہر و مہ و ثوابت و سیارہ و آسمان
کرنے کو سلب طاقتیں ان کی نہیں ہیں بس
کثرت کے منہ سے جب یہ سنا دلشکن کلام
وحدت میں ایک جوش قیامت کا آگیا

چھوٹا مری کرشمۂ قدرت کا ہے یہ کام
اجرام کے قوائے سنوالم کو دیکھ کر
تو نے جو کچھ کہا ہے وہ برحق ہے اور بجا
اسکا بگاڑنا بھی نہیں سہل سی ہے بات
تکلیف بھی تجھے نہ ہو اور بار بھی نہ ہو
چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہے بنتی ہے جب قضا
دریا و دشت و بیشہ و کوہ گران گران
دو تین چار سال نہیں سیکڑوں برس
پھر ہو سکی نہ شان جلالی کی روک تھام
جس میں تمام عالم کثرت سما گیا

محنت تری فصیح ہے بیکار اور فضول
کرلیں اگر نہ سید وارث حسن قبول

مناجات - ۷ - مارچ ۱۸۹۳ء

بحر ۳ — شعر ۹

مفاعلن فاعلات فعلن - مفاعلن فاعلات فعلن

بروز محشر کہاں مرا منہ کہ حاضر اون کی جناب میں ہوں
پڑے گی نبیوں کو نفسی نفسی تو میں بھلا کس حساب میں ہوں

نہ نقد طاعت گرہ میں اپنی نہ پاس سرمایۂ عبادت
فقیر مفلس غریب بیکس عجیب حال خراب میں ہوں

کیئے جو اعمال میں نے یارب خلاف احکام شرع تھے سب
شرارے رفتن نہ روے ماندن غضب کے میں پیچ و تاب میں ہوں

گلون کی صحبت مین خار تھا مین - بتون کے دل مین غبار تھا مین
زمین کے کاندھے پہ بار تھا مین - فلک پہ ہون تو عذاب مین ہون

کسی کو طاعت پہ اپنی تکیہ کسی کا حامی ہے زہد و تقوے
مجھے تو تنکے کا بھی سہارا نہین ہے اس اضطراب مین ہون

جنھون نے مجھ سے وطن چھوڑایا جنھون نے نیچا مجھے دکھایا
جنھون نے مجھکو برا بنایا - اونھین کے پھر احتساب مین ہون

مجھے ہوا اغیار سے گلہ کیا کہ آج میرے ہی حق سے کے اعضا
بنے ہین دشمن مرے خدایا - کہ مبتلا مین عذاب مین ہون

وہ کشمکش سے خروج جنت - وہ دار فانی کے رنج و زحمت
وہ قبر کی رات کی مصیبت پر آج روز حساب مین ہون

ذبیح کب سے جگا رہا ہے - پکڑ کے دامن اوٹھا رہا ہے
وہ آج کل کی سنا رہا ہے - مگر مین غفلت کی خواب مین ہون

غزل در ترغیب یاد الٰہی عز اسمہ تصنیف ۱۹۰۶ء

شعر ۱۳ | فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن - | ع ۳۲۶

کیجیے یون چھپ کے اپنا کام اوٹھتے بیٹھتے
لیجیے ہر دم خدا کا نام اوٹھتے بیٹھتے

اُف ری غفلت خدا کو بھی کا تو وعدہ کرے
ہم نہ لین دھوکے مین اوسکا نام اوٹھتے بیٹھتے

دیدہ و دل گرچہ بحر معصیت کے ہین حباب
پیتے ہین توحید ہی کا جام اوٹھتے بیٹھتے

آرزوے خلد مین زاہد جو پڑھتا ہے نماز
کیون بکاتا ہے خیال خام اوٹھتے بیٹھتے

خار صحراے جنون سے گر نہ ہوتا التیام
آبلے کرتے نہ یون بدنام اوٹھتے بیٹھتے

وحشت دل چلتے پھرتے کیا ستاتی ہے مجھے
ہان غبار خاطر ناکام اوٹھتے بیٹھتے

۱۲۶۴۱

بیٹھنے کی تمکو فرصت - دوڑنے کا مجکو زور
بٹ رہا ہے دوست کا انعام اٹھتے بیٹھتے

آمد و رفت نفس مین ذکر حق جاری رہے
کام کرتا رہے دل ناکام اوٹھتے بیٹھتے

بلبلے پانی کی ساحل پہ پہونچتے ہین مدام
ڈوب اوچھل کرتا ہے دل ناکام اٹھتے بیٹھتے

منزل مقصود پہ ہم بھی پہونچ ہی جائینگے
ایک دن اے گردش ایام اوٹھتے بیٹھتے

دل کے حجرہ مین رہینگے آپ کب تک معتکف
آکے آنکھون مین بصد آرام اوٹھتے بیٹھتے

نقش پر کرسی نشانہ انکو قدم زد در رہش
لین فرشتے کیون نہ اوسکا نام اوٹھتے بیٹھتے

دل کے خون ہین تیرے شہید و کلین جو دل ہو ذبیح
کیا کہینگے اوسکو خاص و عام اوٹھتے بیٹھتے

قطعہ در بیان توحید و عشق ذات جناب باریتعالی شانہ مصنفہ سنہ ۱۸۸۶ع

۱۲۴	مفعول - مفاعل مفاعیل - فعولن -	شعر ۲۰

مین اور سے پیرہم سخن نغمہ سرا ہون
کل کیا تھا خوشامد بسا آج مین کیا ہون

رکھتین گے معاف اہل معانی کہ سراپا
کج مج سخن و بیہدہ گو ہرزہ درا ہون

ناہین کوئی صاحب نہ برا میرے کہے کا
دیوانہ ہون وحشی ہون گرفتار بلا ہون

یون چور ہون مین بادہ وحدت کے نشے مین
خود کہہ نہین سکتا ہون کہ مین کون ہون کیا ہون

رندون مین اگر ساغر توحید کے سرمست
سو ہون کہ ہزار ایک مین انگشت نما ہون

دم مین ہے مرا پانون سر عرش برین پر
دم مین کس و ناکس کی مین خاک کف پا ہون

چکمین کرے چونکین وہ مرے شور و فغان سے
مین قافلے والون کے لیے بانگ درا ہون

وحشت مین بھی کہتا ہون ہر اک بات تہے کی
مین خازن گنجینہ اسرار خدا ہون

کسکو خم گیسو سے ہے زلف کا سودا
آپ اپنے ہی جنجال مین یارو مین پھنسا ہون

چشم و رخ و خال و لب دلدار کا بدل
تشبیہ کی عالم مین فقط مدح سرا ہون

ورنہ یہ گل نسترن ولالہ ونسرین
کا فر ہون لیکن نہ کرون قدر اگر اونکی
وہ گل کہ گل سرسبد باغ قدیم ہے
ظاہر مین ہون ہر ایک کے دروازہ کا سائل
بلبل ہون کہ پروانہ کہ ہون قیس کہ فرہاد
کہنے کو ہے ممدوح مرا کوئی سخن مین
فن شعر کا سے درستو یک فن ہے گرامی
دولت یہ خداداد ہے جوہر ہے یہ طبعی
ہے بدیے فیض اسکا وہی علیۂ عالی

دو دن کے تو مہمان ہین مین کیا کرم تنہا ہون
اوس گل کے پتے پہ انھین کلوچون سے چلا ہون
وہ گل کہ مین بلبل کی طرح جسپہ فدا ہون
باطن مین کسی اور کے کوچے کا گدا ہون
مین شمع وگل و لیلی و شیرین سے جدا ہون
در اصل کسی اور کا مین مدح سرا ہون
ہان مین بھی تو خاک کف پائے شعرا ہون
موزون نہ ہوا اک شعر اگر لاکھ مین چاہا ہون
مین روز ازل ہی سے جہان میں بیبا ہون

پڑھ پڑھ دو دو ورق اب وہ غزل جسکی غرض سے
تکلیف دہ بزم سخن خود مین ہوا ہون۔

در ذوق شوق عشق الٰہی مصنفہ ۱۸۸۹ء

بحر ۳۵	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن۔	شعر ۹

کہون قصۂ جور تو کس سے کہون۔ کوئی اور تو پیش نظر ہی نہین
کرون خواہش وصل تو کس سے کرون کہ دوئی کا تو اوس مین گذر ہی نہین
نہ ملا کی ملا نہ خلا کی خلش۔ نہ ہوس کی ہوا نہ دوا کی دوش
اوسے کیا کرے حشر کے دن کی تپش۔ جسے اپنی خبر کی خبر ہی نہین
وہ شراب خلوص کا دور کہان۔ انھین جال پہ اپنے وہ غور کہان
مجھے تاب تحمل جور کہان۔ کہ وہ دل ہی نہین وہ جگر ہی نہین
مجھے ایسی پلا ئے ہوش رُبا۔ کہ رہے نہ ذرا مری عقل بجا

کہوں آ کے انا بمقام فنا۔ مجھے اور کسی کا تو ڈر ہی نہیں
نہ ہے خواہش حور و قصور مجھے ؛ ہے ذوق شراب طہور مجھے
تری دید سے بڑھ کے ضرور مجھے۔ کوئی چیز ہے مد نظر ہی نہیں
وہ ودیعت خالق جل و علا۔ جو ملائکہ کو بھی ہوئی نہ عطا
یہ شرف جو ملا تو بشر کو ملا۔ جسے عشق نہیں وہ بشر ہی نہیں
کوئی گل نہیں جسمیں نہیں تری بو۔ کوئی بت نہیں جسمیں نہیں تری خو
کوئی جا نہیں جگ میں جہاں نہیں تو۔ مگر آنکھ میں اپنی نظر ہی نہیں
یہ ہی عشق میں نہ ہمیں فرق جلی۔ کہ ہے ایک شجر سے گت انکی ملی
کوئی شاخ بلا کی ہے پھولی پھلی۔ کوئی خشک کہ جسمیں ثمر ہی نہیں
نہ کسی کے سنے نہ کسی سے کہے۔ نہ کسی کی طرف نظر اوسکی اوٹھے
جو کرے کوئی کام تو کون کرے۔ کہ ذبیح کو اپنی خبر ہی نہیں۔

در بیان رجوع طبیعت بہ عشق الٰہی تصنیف ۱۸۹۲ء

۲۰

شعر

فاعلاتن۔ فعلن۔ فاعلاتن۔ فاعلتن۔

لیے چلا جوش جنوں پھر سوے صحرا مجھ کو
جلوۂ طور کا دین آ کے نہ دھوکا مجھ کو
حق نے بخشا نہیں گر دیدۂ بینا مجھ کو
ہوں سیہ بخت تو آنکھوں میں جگہ دیتی ہے
للّٰہ الحمد کہ ظلمت کدۂ مرقد میں
جیتے جی گیا طائر ادراک پھر اتنا اونچا
ہوں میں کوتہ نظر ونکی نظروں میں کوتاہ
تھپکیاں دینے لگا پھر دل شیدا مجھ کو
کہہ دو دھوکے سے نہ سمجھیں کہیں موسیٰ مجھ کو
کیوں دکھاتا ہے وہ قدرت کا تماشا مجھکو
مردم دیدہ سمجھ کر شب یلدا مجھ کو
بن گیا داغ جگر شمع تجلی مجھ کو
پست آتا ہے نظر عالم بالا مجھکو
ہوں میں دریا وہ سمجھتے ہیں قطرا مجھ کو

نشۂ بادۂ وحدت مین جھکا رہتا ہون / جام مے زہر کا ہے ایک پیالا مجھکو

دل کے بھلانے کو اک چال نجھا رکھا ہے / کون کہتا ہے کہ ہے زلف کا سودا مجھکو

دفع کرتا ہون اسی ڈھب سے طبیعت کا بخار / شاعری کا نہین دراصل ہے دعوا مجھکو

باغ فردوس مین کل تک تھا نشیمن اپنا / اے قضا آج کہان کھینچ کے ڈالا مجھکو

مین تو دانستہ تجاہل سے بنا ہون جاہل / حیف نادان کہین مردم دانا مجھکو

زندگی اوسکو ہے پیاری تو مجھے مرنا عزیز / چھوڑ دین تیری طبیعت پہ مسیحا مجھکو

مین وہ باجا ہون کہ سب راگ بھرے ہین مجھمین / چھیڑنے والے کی البتہ ہے پروا مجھکو

ہاتھ اور پاؤن زیادہ نہ نکال اور جنون / تنگ آتا ہے نظر دامن صحرا مجھکو

برہمن دیر پہ اور شیخ حرم پر نازان / تیری دیوار کی تکیہ پہ سہارا مجھکو

اور بھی راز کی باتین نہ کہین کردے فاش / ہے ذبیح جگر افگار سے کھٹکا مجھکو

۳۷ — الغیاث ذبیح معروضہ ۵ نومبر ۱۹۰۹ء — شعر ۱۰

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

مجکو تیجھ اتنے مین بنتا ہے عون یزدان الغیاث / مین ہون ظلمت مین گھرا اے نور عرفان الغیاث

ہوگیا دل تیرہ و دد سرکشی نفس سے / یا نبی یا شمع جمع دین و ایمان الغیاث

راہ صدق و راستی سے دور افتادہ ہون مین / یا ابوبکرؓ اے مرے صدیق دوران الغیاث

فرق کرسکتا نہین ہون کفر اور اسلام مین / یا عمرؓ یا فارق الکفر و ایمان الغیاث

بیحیائی بیوفائی بینوائی سے ہون تنگ / اے شہید نص قرآن میرے عثمانؓ الغیاث

مجکو ہین گھیرے ہوے اوہام و دہ حرص و ہوا / یا علیؓ یا شاہ مردان شیر یزدان الغیاث

حب حق حب نبی کی چاہ مین ہو جاؤن غرق / ہین بھی یا محبوبِ محبوب یزدان الغیاث

رنج و غم میں شکر کیسا صبر کرنا ہے محال
مجھکو یا خاتون کا رنج و باغ رضوان الغیاث
خطاب بحضرت فاطمہ زہرا ع

آپ کے خاتون کے غم پر صدقے میری جان بھی
اے شہ مسموم اے شاہِ شہیدان الغیاث
خطاب بحضرت امام حسن ع — خطاب بحضرت امام حسین ع

اے وفورِ اتحادِ آل و ازواج رسول
اے خلوصِ طبع کل اصحاب ذی شان الغیاث

اے گروہ انبیاء المرسلین و اولیا
اے امامانِ طریقِ دین و ایمان الغیاث

اے شہ وارث حسن اے میرے پیر دستگیر
اے مرے شاہنشہ ملکِ دل و جان الغیاث

گوشِ دل سے میری فریاد آپ اگر سن لیجیے
سب کے سب سُن لینگے پھر میری وہی آن الغیاث

جن بزرگوں کی طرف ہے رخ مری فریاد کا
سب وہ ہیں ایک اور سب سے میری یکساں الغیاث

۳۸	مژدہ باد اے مژدہ باد اے ذبیح نیکذات ہوگئی مقبول تیری یہ پر ارمان الغیاث	شعر ۱۱

نظم معطیہ حالت خاص مرتبہ سنہ ۱۸۹۹ء مخاطبہ بذات و تعالیٰ شانہ

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن مفاعیلن

اِدھر آ رقصِ بسمل کا تماشا دیکھنے والے
ذبیح اور خون کا مرا دسکے سہرا دیکھنے والے

نکل آ اوٹ سے او جلوہ اپنا دیکھنے والے
تجھے بھی دیکھ لیں تیرا کرشمہ دیکھنے والے

مجھے بھی دیکھ لے دنیا ہوا حیران اپنے قدموں پر
خود اپنی آنکھ سے اپنا تماشا دیکھنے والے

درِ اقدس سے ٹلنے کے نہیں یہ نقشِ جان ہرگز
تری برقِ تجلی کا ہیں جلوا دیکھنے والے

خدا نے دیکھنے کی ہمکو آنکھیں دیں نہ دیکھیں ہم
تو پھر کیونکر نہ دیکھیں ہمکو اندھا دیکھنے والے

کریں اے واعظوں کیا خاک ہم تہمتِ قیامت کی
شبِ تیرہ و زادسکے در پر حشر برپا دیکھنے والے

بصارت میری آنکھوں کی بھی ہو خورشید تو لے جا
محمد مصطفےٰ کا روز روضا دیکھنے والے

ہوئے بیہوش موسیٰ جنکی اک تھی سی تجلی سے
تجھے صد آفرین اُس کا سراپا دیکھنے والے

چھپاتے ہو نگہ کیا کیا ہو مجھ دا انتو آنکھ احد کے دن
ترے شیدا تری سالک ثریا دیکھنے والے

کہوں کس سے لگی تن کی سنے کون اب مرے دل کی
کہاں ہیں وہ مری شکل تمنا دیکھنے والے

تو کہا رے جا کرا ے شوق زیارت نہ آئینگے
تو دھو بیٹھیں گے ہاتھ آنکھو نسے دیکھنے والے

ذبیح اچھی طرح پہچان لین گے قدسیون کو بھی
تقدس سیدی وارث حسن کا دیکھنے والے

نمبر ۳۹ غزل دربیان تقرب الٰہی ۳ ر نومبر سنہ ۱۹۰۹ء اشعار ۱۰

مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن

رہے جو دل میں وہ آنکھوں سے دور ہی کیا ہے
جو دل سے دور ہے اُسے قرب حضور ہی کیا ہے

ہیں جتنے پست ہیں اونچی ہی دور ہیں نظرون پر
یہ ہم سے دور بلندی طور ہی کیا ہے

حقیقین ہے مایہ ناز اونکا زہد اور تقوے
او نکے لین ضرورت رب غفور ہی کیا ہے

بتون کی آبلہ فریبی کا عذر پیش خدا
خدا کی یاد بتون کے قصور ہی کیا ہے

دل آشنا نہین مضمون نحن اقرب سے
وگرنہ سیدرہ سے اپنی وہ دور ہی کیا ہے

ستارہا ہون ازل کی تبا بنا کے سیتے
عزیز وعقل مین میری فتور ہی کیا ہے

فضائے متصل عرش ہی تو یار کا گھر
ابھی چلے۔ ابھی پہونچے وہ دور ہی کیا ہے

گناہگارون کو شان کرم دکھاتا ہے
وگرنہ حاجت روز نشور ہی کیا ہے

مژہ سے گرکے ہوئے طفل اشک خاک آلود
خطا معاف ابھی انکو شعور ہی کیا ہے

ذبیح تجکو بت اوسی چھری سے ذبح کریں
پھرا دنکی تجکو شکایت ضرور ہی کیا ہے

شعر ۳۵

نمبر ۴۰

یہ مخمس مارچ سنہ ۱۸۹۶ء مین مین نے خود اپنی غزل پر تضمین کیا تھا جو توحید اور معرفت جناب باری تعالیٰ شانہ پر بھی ملتی ہے

فاعلاتن فعلن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن

صبحدم چاک اگر صبح کا داماں دیکھا — شام سے چرخ پہ انجم کو درخشاں دیکھا
جلوۂ مشتری و زہرہ و کیواں دیکھا — مہر دیکھا کہ فلک پر مہ تاباں دیکھا

دیکھنے والوں نے تیرے تجھے ایجاں دیکھا

چشم نرگس میں جو دیکھا تجھے حیراں دیکھا — زلف سنبل میں جو دیکھا تو پریشاں دیکھا
ہر جگہ اک نئے انداز کا ساماں دیکھا — ایک سو غنچہ تو اک سو گل خنداں دیکھا

تجھ کو پیدا کہیں دیکھا کہیں پنہاں دیکھا

تجھ کو ڈھونڈے نہ تو کیا کو کوئے قلقل سے غرض — یا د تیری ہے فقط نالۂ بلبل سے غرض
رنگ تیرا نہ ہو جس گل میں بھرا اس گل سے غرض — مجھ کو آشفتگی گیسوئے سنبل سے غرض

ہوں پریشاں کہ تجھے میں نے پریشاں دیکھا

آ چکی رت میں بارش ہوئی کچھ تھم تھم کے — بیٹھے یا قطرۂ شبنم رخ گل پر جم کے
میرے کس کام کے فقرے یہ مرے ہمدم کے — قطرے پانی کے رخ گل پہ کہیں شبنم کے

چہرۂ یار کو میں نے عرق افشاں دیکھا

اسمیں کچھ شک نہیں ہیں آپ کے اوصاف بڑے — نام سے آپ کے ہو جاتے ہیں بیمار اچھے
خون میرا جو بحل ہو تو کہوں بے کھٹکے — کیا اگر زندہ کئے آپ نے لاکھوں مردے

اپنے بیمار کو اے عیسیٰ دوراں دیکھا

نسبت عشق کسی طائر لایعقل سے — مدعی حسن کے ہوں کچھ پیدا کیجے بیٹھے
سب یہ تعلیم ہے حضرت انسان ہی سے — دیکھنے والے حقیقت کے بہت کم دیکھے

گل و بلبل کا زمانے کو ثنا خواں دیکھا

کیا وہ نشہ ہے جو چڑھتا نہ ہو بے شرب شراب — نغمہ کس کام کا محتاج نے و چنگ و رباب
جلوہ تیرا نہیں کس چیز میں اے عرش جناب — قطرۂ آب پہ ہم نے صفت بادۂ ناب

تیرے متوالوں کو مست مے عرفاں دیکھا

دوڑ کر کوچۂ قاتل میں وہ آنا میرا
خود تڑپ کر پئے پابوس وہ جانا میرا
پھر وہ مردانہ صفت جان کھپانا میرا
رقص بسمل پہ تو حیرت وہ دلانا میرا
اور کہنا وہ کسی کا کہ اجی ہاں دیکھا

راہ وہ کوچۂ قاتل میں بہ دقت پاتا
پیٹ بھرنے کے لیے بے مزہ کھانا کھاتا
خود ہی بڑھ بڑھ کے وہ تلوار کے منھ پر آنا
دہن زخم کا کھل کھل کے وہ رہ رہ جانا
یار کے ہاتھ میں خالی جو نمکدان دیکھا

عمر بھر دیتی رہی مجکو یہ دھوکے کیا کیا
مرتے دم ہو گئی بیگانہ صفت مجھ سے جدا
سبز باغ اوس نے دکھائے مجھے ہر صبح و مسا
میں نہ کہتا تھا کہ ہے اس سے غلط چشم وفا
زال دنیا کا فریب اے دل ناداں دیکھا

پھر لگا کھینچنے وہ گیسوؤں کا جال مجھے
پھر ہے لاحق وہی آشفتگی حال مجھے
پھر ہوے جی کے وبال اپنے پر و بال مجھے
آ گئے یاد وہ پھر بکھرے ہوے بال مجھے
دیکھو پھر میں نے وہی خواب پریشاں دیکھا

پہونچی جب صور سرافیل کی کانوں میں صدا
سرنگوں تھا کوئی خجلت زدہ تھا کوئی کھڑا
ہو گیا خوف مکافات سے اک شور بپا
ناز کرتا تھا مرے قتل پہ قاتل کیا کیا
حشر میں مجکو جو شرمندۂ احسان دیکھا

کہتی تھیں اوسکی نگاہیں باشارات صریح
آ گئی آڑے مگر شامت اعمال قبیح
کل گروہ شہدا پر ہے اسی کو ترجیح
ہاے قاتل کا یہ ارشاد دم فرق ذبیح
کوئی تجھ سا بھی نہ کمبخت گراں جاں دیکھا

[illegible] شعر ۲۱?

غزل جو توحید اور نعت پر بھی ہے بنا بر مشاعرہ فتحگڈھ منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۲۲ع?

فاعلاتن ۔ فعلن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلتن

کاش وہ روز ازل ہمکو نہ پیدا کرتے
اور کرتے تو قیامت کا نہ پیدا کرتے

ہم کو پوشیدہ وہ در رکھنے کہ وہ پیدا کرتے
ہان نہ پیدا یہ ہمارا دل شیدا کرتے

ہم ملین چھوڑا ہی تھا کیا تمنے جو ہم لا کرتے
اپنی الا سے نہ پھر ہمکو جو زندا کرتے

ہم سمجھتے کیا آپ کا حجاب انکی پو جا کرتے
آپ ہم پر نہ ہمارا رخ جو کرپا کرتے

جانتے کیا روز ازل حشر وہ برپا کرتے
ہم نہ کہتے تو ملائک ہمین سجدا کرتے

ہم تو جب وقعت اعجاز مسیحا کرتے
کشتۂ ناز تمھارا کوئی زندا کرتے

عمر گذری ہے جنھین طاعت شوالی کرتے
اونکا رونا کہ وہ دو دن مین بھلا کیا کرتے

مصطفےٰ کے لیے پھر خلق نہ پیدا کرتے
مشتہر کیون وہ شہ لولاک کا خطبا کرتے

کل رسولون سے جو شان انکی نہ اعلی کرتے
اونکو بھی محرم اسرار فا وحی کرتے

بالیقین ہم کو وہ در برزخ کا جو کندا کرتے
امت احمد مرسل مین نہ پیدا کرتے

جذبہ عشق جہان مین وہ نہ افشا کرتے
فاش کیون دامن یوسف کا وہ پردا کرتے

حشر کے دن وہ جو دیدار کا وعدا کرتے
زاہد و ان ہم تو جہنم مین سویرا کرتے

اے بتو تم جو خدائی کا نہ دعوی کرتے
سنگ اسود کی طرح ہم تمھین چوما کرتے

قید خلوت سے جو بالطبع ہوتے آزاد
اپنے محبوب سے معراج مین پردا کرتے

کون سنتا بھری محفل مین ہماری فریاد
حشر مین جا کے جو ہم حشر نہ برپا کرتے

کیا ہے فرد اے قیامت ہی تمھارا فردا
عمر گذری ہے تمھین وعدۂ فردا کرتے

نفس امارہ کے ہاتھون مین ہماری ہے لگام
اے بتون ورنہ تم اولٹا ہمین سجدہ کرتے

نقد جان بیکے وہین انکی بلائین لیتے
روز بازار ازل ہم تو یہ سودا کرتے

ڈالتا تو نہ قفس پوش جو ہم سے صیاد
ہم قفس ہی مین تجھے دور سے دیکھا کرتے

ہمکو ہوتا جو نہ درپیش سفر عقبی کا
ہم بھی آرائش و آسائش دنیا کرتے

ہم جو ور دل مفتون کی دوا کرتے فصیح

۴۲	رایگان کیون عبث او وفاتِ مسیحا کرتے	شعر ۹

قطعہ معہ رباعی بنا بر مشاعرہ منعقدہ ۹؍مارچ سنہ ۱۸۹۶ع بر دولتکدہ محبی شیخ ارادت اللہ صاحب مرحوم نائب پاستوا

مفعول مفاعلن فعولن فعلن

آنکھون مین لہو کا ڈبڈبانا کیسا	ہر بات پہ آنسوؤن کا آنا کیسا
کھایا ہے کہین ذبیح زخم کاری	بے وجہ یہ خون مین نہانا کیسا

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تیغ زبان مین پہلے تو یہ تیزیان نہ تھین
تابون مین تھا نہ شور قیامت کا ولولہ
آنسو نہ بات بات پہ باہر نکلتے تھے
راتون کو اسقدر نہ بدلتے تھے کروٹین
باتون مین یہ اثر نہ یہ جادو بیان مین تھا
رہتے تھے ہونٹھ خشک نہ چہرے کا رنگ زرد
دریاے غم مین جوش و خروش اسقدر نہ تھا
کیا تو ذبیح خنجر ناز و ادا نہ تھا

زلفِ سخن مین ایسی دل آویزیان نہ تھین
آہون مین اس بلا کی شرر ریزیان نہ تھین
شور و فغان مین اتنی شرانگیزیان نہ تھین
اُٹھتے تھے دن چڑھے یہ سحر خیزیان نہ تھین
شیر سخن مین ایسی شکر ریزیان نہ تھین
آنکھون مین خون سوزش مین یہ تیزیان نہ تھین
طوفان اشک مین یہ بلا خیزیان نہ تھین
کیا قاتلون مین آ گئے یہ خونریزیان نہ تھین

۴۳	بھرپور چڑھ گیا ہے مگر رنگ آپ کے یار ورنہ کلام مین یہ دلاویزیان نہ تھین	شعر ۲۹

یہ نظم سلیس لفظون مین مین نے اپنے ناخواندہ اور کم فہم مسلمان بھائیون کے لیے ۲۸؍اگست سنہ ۱۹۲۵ع کو مرتب کی

فعلن فعلن فعلن فع ۔ فعلن فعلن فعلن فع

آؤ بھائی مسلمانون کچھ دین کی باتین سنائین ہم
جسکی جڑ پتال مین ہے آکاس مین جسکے پھل ہین
نام ہے اوسکا للّٰہیت ۔ اپنے خدا کا راضی رکھنا
اچھے کامون سے وہ رہتی ناراض بُرے کامونسے ہے
چوری ۔ جھوٹ ۔ فریب زنا سب مین سمجھتے انکو برا
تم جو کام کیا چاہو ۔ اوسکی بھلائی برائی سمجھ لو
بھلا کام تمھارا کیا ہے اپنی خدا کی عبادت کرنا
روزہ نماز زکوٰۃ اور حج چار یہ فرض ہین بتیہ خدا کے
ان پڑھ لوگ نماز کے جملون کے معنی خوب سمجھ لین
پڑھے لکھون کو بھی چاہیے جتنے ہون سورے یاد انکو
ہون جو نماز مین ادا اس ڈھب سے دیگی مزا زیادہ سے
روزہ سب کچھ تمکو سناے غصہ پاس نہ آنے پائے
مال زکاتی پاس ہے جنکے اُنکے مال کا کیا کہنا
جن کو خدا نے دولت دی ۔ اور ساتھ ہی اچھی قسمت دی
دوسری شق ہے خلق کی خدمت اوسکی ہین کئی تا ہون وضاحت
سب سے بڑھ کر مان اور باپ کی خدمت تم پر واجب ہے
بعد اوسکے کعبہ کے بیکس بعدہٗ وہ جو یتیم ہین لڑکے
اسکے سوا ہے اور جو خلقت انسانی یا حیوانی
اس کا مطلب ہم یہ نہین کہ شکار حلال نہ مارو تم
یہ جو باتین حدیثین ہین نے یہ ہم نظاہر خلق کی خدمت

کس کا ہے بہت محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم
جس سے جتنے ہین ان پڑھ ہم سب ہین کورے او رتھتے
جو کام نہ اوسکی مرضی کا ہو اوسکے پاس نہ جا کے پھٹکنا
اور تم مین واقف بھی ہر اک اچھے برے کامونسے ہے
ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا اور نہایت بہت تک کا لڑکا
ہو جو بھلا اوسے جھٹ پٹ کرلو اور برے کے پاس نہ پھٹکو
دوجا کام تمھارا کیا ہے اوسکی خلق کی خدمت کرنا
وہ پہلے کب سے ہر شخص ادا ۔ دو تجھلے کرین دولت والے
تاکہ وہ جان مین مطلب اونکے اونکے بہترے جو عقلین کلمین
یا جو پڑھتے ہین وہ نماز دن مین اونکا مطلب انکے پڑھو
تمکو چھوڑا اونکی رنج و تعب جب ملیگی اپنے رب سے
افطار کے وقت خوشی منائے مزے پڑھ کے کھانا کھا
سنو پر ڈھائی روپے ہر سال اونکو زکوٰۃ کے دیکر رہنا
کرتے ہین حج کا فریضہ ادا اور کرتے ہین قدر اس نعمت کی
پرورش اہل عیال کی اپنے ۔ اوسکی پہلے ادا جسکی نوبت
پہنچو کر لی اچھی طرح سے ۔ تو جنت تمپر واجب ہے
بعد اپنے وطن کے مسکین پھر ہین مسافر باہر کے
کار ثواب ہے اونکی بھی خدمت دینا اونکو دانہ پانی
منہ ذی حیوان یا انسان اونکی مدد کردیا کرو تم
حکم ہے قرآن مین انکا اسلیے یہ بھی ہے حق کی عبادت

خدا کا خوف

یہ بھی سمجھ لو اچھی طرح سے حق ہی بڑا ہی دانا بینا
تمنے اپنے دشمن کو۔ زہر کھلانے کا قصد کیا
اوسکی موت نہ تھی اوس دم۔ تم اوسے زہر کھلا نسکے
ایسے گناہ سے جو تم کرو توبہ تو وہ بخش بھی دیتا ہے
دینگے گواہی حشر کے دن پھر یہ تمھارے سارے عضا
اسلیے واجب ہی ہم سب پر بھائی مسلمانون سن لو
کوئی تمھارا فعل نہ دیکھے۔ لیکن وہ تو دیکھ رہا ہے
یہ نکتہ بھائیون سب کے دل مین اچھی طرح جو سما جاے

اوس سے چھپا نہین بال برابر تم مین بھید کسیکے دلکا
حق نے تمھارے ارادے کو اپنے علم سے جان لیا
تب بھی اوسکے گناہ سے تم اپنی جان بچا نسکے
لیکن ہو گئے جب وہ صادر تو اونکا جو لکھا لکھا ہے
کوئی عذر تمھارا اوسکے آگے چل نہین سکتا چل نہین سکتا
جب کرو ایسے کام کی نیت اپنے خدا سے خوف کرو
اسلیے ہم وہ کام کرین کیون۔ جو بخلاف حکم خدا ہے
کوئی کام برا ہم سے سرزد پھر تو ہونے نہ پاے

تم پہ **ذبیح** ہو نازل ہر دم بدلے مین اسکے خدا کی رحمت
قوم کی خاطر جسنے اوٹھائی آگے بیان جو ہتھی زحمت

۴۴

در توحید و نعت وغیرہ۔ ۲۹/ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء

نمبر ۱۱

فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فاعلتن۔ فاعلتن

مہر نکلا کہ فلک پر مہ انور نکلا
جلوۂ یار ہر اک رنگ مین بہتر نکلا

پردۂ نور سے جب روئے پیمبر نکلا
بو سلے عیسی کہ افق سے شہ خاور نکلا

انبیا کا بہت اس راہ سے لشکر نکلا
کوئی انہین نہ محمدؐ سا پیمبر نکلا

یون تو اصحاب مین ایک ایک سے بڑھکر نکلا
یار غار اونمین فقط بوبکر دلاور نکلا

دولت و سلطنت داریں عمرؓ کو بخشی
ابن عفان حیا کا سر دفتر نکلا

جود بیجا جسکو اوسے بخشدیا دین کمال
علم مین کوئی علیؓ کے نہ برابر نکلا

جان شیرین لب شیرین پہ فدا کر پہلے
امتی امتی جن سے دم آخر نکلا

وقت تھا موسی عمران پہ وہی آپ پہ تھا
دران سعی یاں معنا منھ سے برابر نکلا

ختم تھی او سپہ رسالت تو وہی آخر کار
حامیِ روزِ جزا شافعِ محشر نکلا

نیک و بد کی ہوئی جب جانچ قیامت میں شروع
بدترین بندہ ترا لاکھوں سے بہتر نکلا

زندہ ہو جائے ذبیح آکے جو کوئی کہدے
کہ ترے ذبح کو پھر یار کا خنجر نکلا

۷۵ — در بیان ذکر الٰہی سنہ ۱۸۸۹ع — شعر ۱۰

مفعول مفاعیل مفاعیل - فعولن

لیتے ہو تو لو اپنے لیے نام خدا کا
بندوں پہ کوئی بند نہیں کام خدا کا

لیتے ہو دکھانے کو اگر نام خدا کا
گردن پہ تمھاری ہو یہ الزام خدا کا

ہیں شمس و قمر و طبق سیم و زر ان سے
ملتا ہے ہر اک آن میں انعام خدا کا

پوچھے کوئی جبریل سے بندوں کی حمایت
پہونچاتے تھے نبیوں کو جو پیغام خدا کا

ہم اوسکو پکارینگے وہ بولے کہ نہ بولے
یہ کام ہمارا ہے - تو وہ کام خدا کا

کیا فکر ہے تاثیر ہی سے ہم بات کرینگے
دنیا میں نہ دھوکے سے لیا نام خدا کا

فانی ہے جہان - اونکی اسباب جہاں کے
باقی جو رہیگا وہ فقط نام خدا کا

آرامِ دل و راحتِ جان ذکر الٰہی
تقویتِ تن قوتِ جگر نام خدا کا

کمتر ہیں وہ انسان جو چڑیوں کی طرح بھی
پڑھتے نہیں وظیفہ سحر و شام خدا کا

کر یاد ذبیح اوسکو بصد دل و جان سے
بجز نام نہ کر ہر جا نام خدا کا

در صفت ذات پاک خدا پاک تعالیٰ شانہ سنہ ۱۸۸۹ع

۷۶ — فاعلاتن - فعلن - فاعلتن - فاعلتن - — شعر ۱۵

چھپ گیا رنگ کہیں ہوکے کہیں بو ہوکر
ایک دن تو نہ ملا حیف مجھے تو ہوکر

تو کبھی پیرہن گل ہے کبھی پھولا بھی سماے
سر اوٹھاتا ہے کبھی سرو لب جو ہوکر

کہیں بلبل کے لیے بن کے فغان تو آیا
کہیں قمری کے لیے نعرۂ کوکو ہوکر

گل ہیں تو غنچہ میں تو برگ میں تو شاخ میں تو
جانے کس کس میں نکلتا ہے نہان تو ہوکر

شرق کیا غرب ہے کیا کیا ہے شمال اور جنوب
آئے آنے پہ تو آجائے تو ہر سو ہوکر

جاؤن صحرا کی طرف جو ترے سائے کے لیے
بھاگ اوٹھے مردمک دیدۂ آہو ہوکر

غم کونین سے تو پاک اگر کر دیتا
ڈھونڈھتا میں تجھے ہر چیز میں یکسو ہوکر

بشکل آئینہ مرے دل کو صفا آگین کر
تو کہے مجھ سے میں تجھ سے کہون برو ہوکر

وصل تیرا تیری خواہش ہے ہو تو ضرور
اپنے مطلوب کو ملتا ہے تو ہر سو ہوکر

ایک ذرہ بھی ترے نور کا اونکو نہ ملا
برسون بیٹھے ہیں مراقب جو دو زانو ہوکر

میں تو ایک بندۂ عاصی ہون مری کیا قدرت
تجھ سے مانگون جو ترا نور سپرد ہوکر

ہان مگر اتنی تمنا تو ہے بیشک دل میں
جان دون میں غم کونین سے یکسو ہوکر

آرزو ہے کہ مرے تن کا قفس جب ٹوٹے
روح پرواز کرے طائر یا ہو ہوکر

دل غمدیدہ سے پہلو مرا کچھ تھا آباد
بہ گیا چشم تمنا سے وہ آنسو ہوکر

شعر ۱۹

چرخ دوار ذبیح جگر افگار کو حیف
پیستا ہے ترے ہوتے ہوے کولھو ہوکر

۲۷

در حمد و ستایش جناب باریتعالی و اظہار خیالات مصنف یکم اپریل سنہ ۱۸۸

مفعول فاعلات مفاعیل - فاعلن -

ساقی پلا دے جام شراب طہور کا
لون نام جھوم جھوم کے رب غفور کا

مے دے کہ زور دے مجھے صدقہ حضور کا
پیاسا میں دیر کا ہون مسافر ہون دور کا

دل میں مرے ہجوم ہو سوز و سرور کا
آنکھوں میں نور نور میں جلوہ ہو طور کا

دشوار انتظار ہے روزِ نشور کا
جلوہ دکھا دے آج وہ عہد ہو دور کا

زاہد کے دل میں ولولہ حور و قصور کا
میرا تو مدعا ہے نظارہ حضور کا

کافر ہوں اگر مجھے غلمان کی چاہ ہو
توبہ مری ابھی سے جو طالب ہوں حور کا

تکیہ ہے مجھکو آیتِ حبل الورید پر
یکساں ہے مرحلہ مجھے نزدیک و دور کا

نمرود سرکشی کو اوٹھا تھا تو کتنی جلد
بیٹھا حباب اوس کے سر پر غرور کا

دیکھیں مجھے جو گرم فغان تیری یاد میں
پھر دم بھریں کبھی نہ سرافیل صور کا

میں دیکھتا ہوں ایک کی صورت ہزار میں
پیتا ہوں جام وحدتِ ربِ غفور کا

منظور ہے صفت جو خدائے بصیر کی
مضمون سوجھتا ہے مجھے دور دور کا

ہوتے نہ ہم جو عاصی و مذنب تو اے کریم
لیتا نہ تو خطاب رحیم و غفور کا

لیتا ثبوت جرم کا ہے کسلیے ضرور
بندہ تو معترف ہے خود اپنے قصور کا

مجکو قبول نار جہنم ہزار سال
پاؤں نشان اوس سے اگر تیرے نور کا

موقوف ہے جو دولت دیدار حشر پہ
کردے علاج تو ہی دلِ ناصبور کا

گردش ہے کسکے دیدۂ فتان کی غافلو
کہتے ہو انقلاب جسے تم دہور کا

اس درجہ بڑھ گئی ہیں سیہ کاریاں مری
ظلمت کدہ ہے دل جو خزانہ تھا نور کا

ان موشگافیوں کی مجھے داد یوں ملے
پاؤں پل صراط سے تمغہ مرور کا

بس اے ذبیح پاسِ ادب کر قلم کو روک
بڑھنا بھی حد سے کام نہیں ذی شعور کا

شعر ۲۳ | ۴۸

غزل بطور مناجات بجناب باری عز اسمہ تصنیف سنہ ۱۹۱۰ع

فاعلاتن فعلن - فاعلن - فاعلن

آئی پھر فصل جنون پھر بڑھی وحشت میری
لیجلی پھر سوئے صحرا مجھے عادت میری

دخت رز کرنے لگی پھر وہی چاہت میری
تازہ پھر پیر مغان سے ہوئی بیعت میری

تو عروسان سخن نے مجھے پھر آگھیرا
پھر بگڑنے لگی ایکایک یہ نیت میری

پھر اوٹھین گلے ترانونکی نید حتی صفِ دل مین
پھر وہی نغمے لگے کرنے بروی گت میری

پھر مرے طایر ادراک نے بازو کھولے
پھر چڑھی عالم بالا پہ طبیعت میری

آئین پھر غیب کی آوازین مری کانون مین
پھر خبر لینے لگی دھر کی سماعت میری

اوسکے جلوے مجھے ہر شے مین پھر آتے ہین نظر
انعام حق کھل گئی پھر چشم بصیرت میری

مہر تو مہر ہے ذرّون مین جو تجھ کو دیکھا
کھٹ گئی میری نظر بڑھ گئی حیرت میری

تیری توحید پہ بیشک تری خلقت ہے گواہ
وزن مین سب سے گران تر ہے شہادت میری

دیکھتا ہون مین ادھر پیرہن گل مین تجھے
تکتی رہتی ہین ادھر بلبلین صورت میری

کونپلین پھوٹین درختونسے کہ نکلین شاخین
اوٹھ کھڑی ہوتی ہے انگشت شہادت میری

عام ہے عام ہے انعام ترا خاص نہین
مین جو کہتا گون تیرے در سے تو یہ ثبات میری

تو کہان اور کہان جلوۂ قدرت تیرا
مین کہان اور کہان کی یہ بصارت میری

قدر تعالی الٰہی سے جو مین کرنے بیٹھا
اوس طرف سب تھین ادھر ایک یہ صحبت میری

اپنے منھ سے نہین بنتا ہون مین شیدا تیرا
گل و بلبل کی زبان پر ہے حکایت میری

یون تو دیکھا ہے ہر اک چیز مین تجکو مین نے
تو نے دیکھی ہے ہر اک وقت مین حالت میری

التجا اب ہے ذبیح جسگراونگا رکی یہہ
کاٹ دے یار خدا جلد مصیبت میری

شاق ہین شاق ہین دنیا کے یہ جھگڑے مجھپر
سخت ہے سخت ہے حیران طبیعت میری

غم روزی غم اعدا و غم اہل و عیال
کھائے جاتے ہین مجھے واہ ری قسمت میری

پھانسنا ہی تھا جو منظور بلاؤن مین مجھے
تو بناتا ہی نہ آزاد طبیعت میری

چشم حق بین سے حق کو دل حق دان سے فہمیے
رنگ وحدت مین ہر ڈوبی ہوئی کثرت میری

نام لیتے ہوئے تیرا جو میرا دم نکلے | غیرت زندگی خضر ہو میت میری

۴۹

راہ توحید میں تنہا مجھے دیکھا جو فریج
میرے احباب لگے کرنے معیت میری

شعر ۱۸

غزل در ذوق شوق عشق الٰہی

مفعول ۔ فاعلات ۔ مفاعیل ۔ فاعلن

مٹی وہ دل ہے جس میں تری آرزو نہیں
گویا زبان حال سے سرو ایک تو نہیں
انجم لو ہے کسی کی اگر جستجو نہیں
خورشید سے ہے ذرہ ناچیز کو فروغ
رحمت سے تیری ہو تو وہی ناامید ہو
کیوں ناسپاس بنکے کریں شکوہ فراق
انسان و جن و وحش و طیور و ملائکہ
پروانے غیر کیوں ترے در کے گدا کو ہو
ہوتا نہ آسرا جو دم تیغ یار کا

کانٹا وہ پھول جس میں ترا رنگ و بو نہیں
قمری کا کیا وظیفہ ہے حق سترہ نہیں
پھرتے وہ یوں چراغ بکف کو بکو نہیں
میں کچھ نہیں ہوں میری کمک پر جو تو نہیں
جس نے پڑھی ہے آیہ لاتقنطو نہیں
میں تجھ سے ہوں جدا کہ مرے پاس تو نہیں
وہ کون ہے کہ جسکو تری جستجو نہیں
محتاج آب سر و لب آب جو نہیں
کرتا یہ دوڑ دھوپ رگوں میں لہو نہیں

۵۰

کیا فرق اب فریج میں ہے تیغ یار سے
یہ سرخرو نہیں ہے کہ وہ سرخرو نہیں

شعر ۲۱

در اظہار شان الٰہی و مرتبہ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ ۱۹۲۱ء

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

اگر ہو مطلع خورشید کو زعم استقامت کا | سنے آکر بیاں میرا ہر اک مطلع قیامت کا

نمبر ۵۱ | ذبیح زمانہ پہ ہر مرحلہ روز قیامت کا | شعر ۱۳

غزل در اظہار توحید معرفت جناب باری ۶ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

مفعول - فاعلات مفاعیل - فاعلن

بیگانۂ زمانہ جو اپنا یگانہ تھا
تھی آج اوسی کی عید اوسی کا دوگانہ تھا

ہنگامۂ ازل بھی عجب صید خانہ تھا
جو چڑھ گیا نظر پہ وہ اونکا نشانہ تھا

جام مے الست اگر شتر زانہ تھا
رندون کے پاس اب نہین کیا اور کیا نہ تھا

اللہ وہ بھی ایک ہمارا زمانہ تھا
زلفون کا اونکی جب دل صد چاک شانہ تھا

اوس تیر بے نشان کے نشانہ بنے ہین ہم
دنیا مین کیا ازل مین بھی جس کا بیانہ تھا

ترچھی نگاہ ناز سے دونون کی لی خبر
تھا دل اگر ہدف تو جگر بھی نشانہ تھا

تھا وہ فساد خون جوانی کے جوش کا
پہلے ذرا جو رنگ سخن عاشقانہ تھا

جس شاخ پر کہ آتش گل اب ہے شعلہ بار
تقدیر سے اوسی پہ مرا آشیانہ تھا

تنگ آگئی تھی اس قفس عنصری سے روح
چھوٹی بلا سے موت کا تو اک بہانہ تھا

محشر مین بھی کچھ اوسنے ہماری نہ چل سکی
تھے ایک ہم ادھر تو ادھر اک زمانہ تھا

یارب جو مجھ پہ گذرے ہین دنیا مین حادثات
ہر ایک وہ غفلتون کا مری تازیانہ تھا

اے بیخودی وہ سامنے سے میرے جھک گئے
مجھ کو خبر نہ تھی کہ وہ تنہا سا تھ یا نہ تھا

دیکھی گئی عدو سے کبھی اوس کی بیکسی
تربت ذبیح کی تھی فلک شامیانہ تھا

نمبر ۵۲ | شعر ۱۴

شب ۲۵ صد اگست سنہ ۲۵ء

مفعول فعلات مفاعلن - فعلن

ازل مین کن فیکون کا تو اک بہانہ تھا
بدل بدل کے ہر اک روپ دکھلانا تھا

وہ قد کہ جس پہ لقد قامت اک زمانا تھا
وہ قربان کہ جنھین دار پہ چڑھانا تھا

ازل کی بزم مین مدعو تو اک زمانا تھا
کھری پر اپنے ہی متوالون کو پلانا تھا

پلا کے جام وہ ساقی کا مسکرانا تھا
کہ بجلیان صف عشاق پر گرانا تھا

وہ خال جس کا پرستار اک زمانا تھا
بلا کشان محبت کا آشیانا تھا

بنا کے رند پھر اون پر بلا بھی ڈھانا تھا
وہ بکھری زلفون مین ساقی کا منہ چھپانا تھا

ہمارے خسرو گل کا وہ آستانا تھا
جو گلبنون کی قلم کا نگارخانا تھا

وہ گل کہ بو سے بسا جسکی اک زمانہ تھا
اوسی کی شاخ پہ میرا بھی آشیانا تھا

کبھی چمن مین ہمارا بھی آشیانا تھا
طرح زمانے والو ہمارا بھی اک زمانا تھا

وہ شمع جس سے کہ پُرنور اک زمانا تھا
اوسی کی لو مین جلا کر مجھے مٹانا تھا

وہ دَور جب کہ فدا ہم پر اک زمانا تھا
اوسی زمانے کا ہمکو بھی آزمانا تھا

ضرر رسان سر دار اوسکو اک زمانا تھا
سپر اُدھر بس انا الحق کا اک ترانا تھا

تم ایک کیا ہین زمانے کا اب ہین سودائی
زمانہ بھر تھا مرا جب مرا زمانا تھا

وہ جس مین فکر و تردد کی بھی نہ گنجایش
ذبیح وہ بھی تمھارا کوئی ترانا تھا

در بیان عشق ذات جناب باری تعالی عز اسمہ تصنیف سنہ ۱۹۰۱ء

بحر ۵۳ — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات — شعر ۱۳

فرش سے تا عرش ناحق شور ہائے ہو ہے دوست
ہر نہان تیری تجلی ہی مین نشان کوے دوست

دل وہی دل ہے جو ہے آئینہ زانوے دوست
کیجئے اوس پہلو کو پہلو ہو جو ہم پہلوے دوست

کھینکتے ہین چرخ پر اوس کی گلی کی خاک ہم
جھوکتے ہین چشم دشمن مین غبار کوے دوست

خون کھینچتا ہے رگون سے خواہ کھینچی ہین رگین
کشمکش سے فائدہ ہم کھینچ رہے ہین سوے دوست

عقل کے دشمن نہین دیکھین جو فرق وصل و ہجر
دوست ہمسے جب کھینچیگا ہم کھینچینگے سوے دوست

آب کوثر سے وضو کر یون تیمم ڈور کر
ڈھل نہ جائے میرے چہرے سے جو خاک کوے دوست

آپنی اپنی راہ پر چلتے ہین شیخ و برہمن
دوست دشمن ایک ہو جائین جو آئین سوئے دوست

شیخ کو مسجد مبارک برہمن کو بت کدہ
مجھ کو محراب عبادت ہے خم ابروئے دوست

گردش چشم صنم ہے گردش لیل و نہار
جنبش ارض و سما ہے جنبش ابروئے دوست

لیلۃ القدر اپنی خوشبو مین ہے اپنا آپ ست
پڑ گیا تھا سایہ گیسوئے عنبر بوئے دوست

آسمان بھی ہے ہمارے قتل مین اونکا شریک
قوت دست عدو ہے قوت بازوئے دوست

ابتو یہ بھی زخم دل پہ مشک سا گھسنے لگا
لکھ دیا سنبل کو کس نے زلف عنبر بوئے دوست

مین گیا ہون آج چار دیدہ دشمن نہین
مین ازل سے ہون قتیل تیغ خنجر ابروئے دوست

۵۷ — **یہ نظم دلپسند اوس مضمون پر مبنی ہے جسکا استخراج مین نے مثنوی مولوی معنوی کی ایک حکایت سے کرکے اپنی حالت سے وضاحت کے ساتھ منطبق کیا ہے** — **شعر ۱۲۲**

مفعول ۔ مفاعلن ۔ فعولن

یارب مجھے دولت یقین دے
آنکھون کو نگاہ دوربین دے

عظمت ترے نام کی ہو دل مین
یا تیرے کلام کی ہو دل مین

قرآن کی مین پڑھون جو آیت
ہو مجھ کو وہ مایۂ ہدایت

سمجھون مین جسے محال و نادر
اوسے بھی مین سمجھون تجھ کو قادر

گو رات مین دن ہے غیر ممکن
تو دن جو کہے تو مین بڑا دن

تعمیل حکم ادھر ہے برحق
اودھر تو ہے اودھر قدیر مطلق

ہے سہل تجھے ہر ایک دشوار
دو جگ کا ہے اک تو ہی تو کرتار

دیکھون مین تجھے ہر ایک شے مین
پرکھون مین تجھے ہر ایک شے مین

اسفل مین بھی تجھ کو پاؤن اعلی
اعلےٰ مین تجھی کو سب سے بالا

دریا ہون کہ کوہ ہون کہ صحرا
سب مین نظر آئے جلوہ تیرا

ذرون سے سنون تری بڑائی
قطرون سے صلائے آشنائی

راحت ہو ذرا جو مجھ کو حاصل
سمجھون کہ کرم ترا ہے شامل

پھنس کر جو بلا مین ہو بتر حال
سمجھون مین اوسے سزائے اعمال

بس سکھ مین رہون کہ دکھ سہون مین
ہر حال مین شکر ادا کرون مین

دل مین ہو مرے تو ہو ترا ذوق
آنکھون مین جو ہو تو ہو ترا شوق

ہاتھون سے جو ہو تو کام تیرا
ہونٹھون پہ جو ہو تو نام تیرا

تارون سے بھری ہے رات تیری
ذرون مین ہے کائنات تیری

مین اپنی جو دیکھتا ہون ہستی
پاتا ہون ہر اک طرح کی پستی

پہلے تو تھا مین قطرۂ نمناک
ناقابل و نابکار و ناپاک

تھا پشت پدر مین ایک مدت
پھر مان کے شکم کی آئی نوبت

گذرا جو دم کہ دور اولی
تیار ہوا مرا ہیولی

یعنی بزبان دور ثانی
زندان مین بلائے زندگانی

زندان بھی وہ جسمین زندہ رہ کر
مشکل ہے گذر کسی کی دم بھر

جکڑے ہوئے سر سے پاؤن تک بند
منھ آنکھ زبان پلک پلک بند

جنبش کی نہین تھی ایک صورت
ہو لاکھ طرح کی گر ضرورت

گردن مین بھی طوق اک پڑا تھا
جس کا سر ناف سے ملا تھا

نالی تھی غذا کی بھی یہی تو
سانسون سے مین کھینچتا تھا جسکو

کیا عرض کرون کہ کیا غذا تھی
ناپاک و نجس ذرا ذرا تھی

کھانے کا ہوا اوسکے کس کو یارا
تھا ختم یہ جبکہ دور ثالث
آئی مجھے سنکے زار و مغموم
دیکھی مری قید کی جو حالت
بولی کہ ہے جس ستم کی یہ قید
ہر عضو بدن بندھا ہوا ہے
مین نے بھی ہین دیکھے چہ عالم
ترکیب غذا ابھی ہے نرالی
پھر اوس پہ صفت جو اوسکی مین دے
دیتی ہون مگر مین یہ بشارت
جو آج ہے کل کے دن نہ ہوگی
آثار عیان وہ سب کے سب ہین
تو صبر سے کام اور چندے
عسرت ہے جہان وہان ہے تسہیل
اب بند سے تم خلاص ہوگے
سب کنبہ کے لوگ چشم در راہ
ہاتھون ہاتھون لیے پھرینگے
پالینگے تمھین بناز و نعمت
نکلین گے تمھارے دانت جس دم
پڑھ لکھ کے جو ہوشیار ہوگے
پاؤگے وہ درجۂ خلافت

چھونا بھی ہے جس کا ناگوارا
آنے لگے پیش کچھ جو داشت
غمخواری کو روح مولوی روم
اور میری غذا کی وہ روائت
ہوگا کسی دام مین نہین صید
رونگٹا رونگٹا پھنسا ہوا ہے
لیکن نہین ایسی قید محکم
دنیا مین کہین نہ دیکھی بھالی
دونون ہاتھون سے سر کو دھن لے
ہے سب یہ گذرنے والی حالت
جو کل ہے وہ اگلے دن نہ ہوگی
اصلی جو نجات کے سبب ہین
کٹ جائینگے خود بخود یہ پھندے
عزت ہے جہان وہان ہے تذلیل
اب عام مین جا کے خاص ہوگے
کرتے ہین تمھاری یاد و بیشتر
سر پہ کوئی کاندھون پہ دھرینگے
ہر طرح کی وہ کرینگے خدمت
دینگے وہ مزے عجیب پیہم
خود صاحب اختیار ہوگے
قرآن نے جسکی دی بشارت

آزادی سے سیر دشت و گلزار　　تم کرتے پھروگے ہو کے مختار

بحر و بر و کوہ و باغ و صحرا　　ان سب پہ ملے گا تم کو قبضا

خلوت میں جو نازنین ہونگے　　صحبت میں بھی مہ جبین ہونگے

ہر شغل پہ تم کو ہوگی قدرت　　ہر کام کی تم کو ہوگی فرصت

ہوگا جو سفر کا کچھ ارادہ　　ہر جا پہ ہے ریل ایستادہ

دریا کا سفر اگر کروگے　　تو دودی جہاز پر چڑھوگے

ہوگی جو ہوا کی سیر مقصود　　ہاوی بھی جہاز اب ہیں موجود

مجھ پر نہ ہوئی ذرا بھی تاثیر　　گو میں نے سنی یہ دل سے تقریر

میں نے باادب کہا یہ اوس سے　　کچھ میری بھی عرض مجھ سے سُن لے

یہ تو نے جو داستان سنائی　　میرے تو سمجھ میں کچھ نہ آئی

جو بات سمجھ ہی میں نہ آئے　　کیا اوس پہ کوئی یقین لائے

باتیں جو سنی ہیں میں نے اب تک　　فطرت کے خلاف ہیں وہ یک بیک

جس ملک کا اب میں تاجور ہوں　　جس تخت پر اب میں جلوہ گر ہوں

جس بحر کا اب میں ہوں شناور　　جس چرخ کا اب ہوں شاہ خاور

اللہ کی مملکت یہی ہے　　دنیا یہی عاقبت یہی ہے

ہوتی ہے جو بات ہونیوالی　　ہوتی ہے کہیں وہ یوں نرالی

مجھ کو بھی گذر گیا زمانہ　　لایا ہے یہاں جب آب و دانہ

میں نے تو نہیں سنا ہے اصلا　　عالم کوئی اور اس سے اچھا

جاتے ہوں جہاں یہاں کے دلبند　　رہتے ہوں وہاں یہاں سے خورسند

بے فکری سے یوں بسر ہوا کی　　بے لوثی سے یوں گذر ہوا کی

مانا کہ پڑے ہیں قید میں ہم　　کرتے تو نہیں گنہ کم از کم

ان سے کوئی یہ تو جا کے پوچھے
قرض انکا نہین خدا کے ذمے

اوس نے جو یہ لاکھون نعمتین دین
دنیا کی نعمتین حکومتین دین

علم و خرد و فنون و اقبال
ملک و زر و سیم و آل و اموال

جاہ و حشم و جلال و سطوت
خیل و خدم و عیال و عشرت

پاکر انھین اتنے بھول جائین
منعم کو بھی اپنے بھول جائین

رکھین نہ ذرا بھی اوس سے یہ کام
لین اوسکا نہ صبح و شام بھی نام

پھر بھی نہ کرے وہ حشر برپا
دے بھی نہ اونھین کئے کا بدلا

رہتی ہے فقط یہ بات باقی
عالم کوئی آخرت کا ہے بھی

ہوگا کوئی حشر نشر کا دن
یا باتین یہ سب ہین غیر ممکن

کی جس نے یہ کائنات قائم
جو تھا جو ہے جو رہے گا دائم

دیتا ہے جو نیستون کو ہستی
دنیا کی بلندیون کو پستی

مُردون سے نکالتا ہے زندہ
زندون سے نکالتا ہے مُردہ

تخمون کو درخت کر دکھائے
اک تخم سے لاکھ پھل بنائے

تابع ارض و سما ہین جس کے
خادم آب و ہوا ہین جسکے

کیا اوس کے لیے ہے کوئی دشوار
محشر کا کرے جو گرم بازار

نیکون کو بدل دے نیکیون کے
بدکارون کو پھل برائیون کے

یہ سچ ہے کہ عالم مکافات
دیکھا ہے نہین اونھون نے بالذات

تجھ کو بھی نہین یقین دنیا
اونکو بھی نہین یقین عقبیٰ

لیکن نہین تجکو اون سے نسبت
تو بیخبر اور یہ اہل فطنت

تو تھا ابھی ایک مضغۂ بیجان
یہ جانتے بن رہے ہین انجان

تجھ کو نہین تجربہ جہان کا
راز اوسپہ کھلا ہوا نہان کا

چکھا نہین تو نے آب و دانہ — یہ چاٹے ہوئے ہین اک زمانہ

تجھ تک نہین پونہچے ہین پیمبر — ان تک صحف و پیمبر اکثر

ممکن ہے کہ تو کرے نہ باور — وہ جو نہ کرین تو ہین وہ اکفر

دنیا کے لیے خیال آ ستنے — تو نے جو بیان کیے ہین مجھے

بیشک بڑے خوف کا مکان ہے — دنیا نہین دار الامتحان ہے

سہنے کو ہین نعمتین ہزارون — ساتھ اونکے ہین زحمتین بھی لاکھون

مشکل ہے یہان سے پاک جانا — بے خطرہ و بیم و باک جانا

یہ کہہ کے وہ روح پاک بنیاد — رخصت ہوئی مجھ سے باد دل شاد

گذرا جو وہ تید کا زمانا — دنیا مین پڑا مجھے بھی آنا

دنیا مین فو ذبیح پر جو صدمے
گذرے وہ ہین فارسی مین لکھے

غزل در نعت جناب رسالت پناہی در ذوق شوق دیدار الٰہی در عرصات قیامت معروضہ سنہ ۱۹۳۲ء

شعر ۱۲	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	ع ۵۵

شب غم بھی اجر صرف اونکو لے آہ رسا دینا — کہا تھا کس نے جا کر عرش کے پایے ہلا دینا

ذبیح زار کا روز جزا یون خون بہا دینا — ذرا سا مسکرا کر گوہر دندان دکھا دینا

ہر اک صنعت کا ہے کام اپنے صانع کا پتا دینا — نگہ ہے کار حق چشم حقیقت آشنا دینا

در دولت سے ہم جانے ہین تم اونکو جتا دینا — جو کچھ تمام خدا دینا ہے اب پیش خدا دینا

محمدؐ کے سوا کس نے بتایا ہے بتا دینا — خدا کے نام کا لینا خدا کے نام کا دینا

بروز حشر احد احمد کی شانین کچھ دکھا دینا — دوئی کا درمیان سے پردہ اوسکے بعد اٹھا دینا

میری حرص تو ہی کر کے جمال اپنا دکھا دینا
پھر اوسکے بعد دیوانے کا دیوانہ بنا دینا

میں تیری ذات میں دیکھونگا تیری کل صفات اکجا
مجھے فرصت میں سب کے بعد انعام لقا دینا

وہی دیگا جو دیگا جس نے مجھکو یہ زبان دی ہے
فرشتوں تم نہ ہرگز مجھکو داد مرحبا دینا

فرشتوں پاس اوسی کے لیچلو جس نے بلایا ہے
مجھے دھوکا نہ تم لیجا کے بالا سے سما دینا

ہوس کچھ ہو دل مشتاق کی مجھکو دم آخر
کسی مہوش کے پردے میں جمال اپنا دکھا دینا

شروعِ فصل گل سے بڑھ چلی ہے شیخ جنیان اسکی
دمِ گلگشت نرگس کو ذرا آنکھیں دکھا دینا

ضرورت ہے یہ تم کو کار اکسیر شفا دے گی
ذبیح زار کی مٹی بھوکانے سے لگا دینا

ولہ

در معرفت الٰہی و نعت رسالت پناہی تصنیف سنہ ۱۹۳۱ء

۵۶ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن — شعر ۱۳

بروز حشر بھی کچھ نعت کچھ حمد و ثنا ہوگی
وہ نام مصطفٰے ہوگی تو یہ نام خدا ہوگی

تن خاکی سے میری روح یارو کیا جدا ہوگی
قفس سے بلبل باغ جنان گویا رہا ہوگی

پکار اس بندہ عاصی کی جب بے وزن بے اثر ہوگی
دل مشتاق کی حالت جو لبریز جفا ہوگی

وہ کل جب نعمت دیدار خاصوں کو عطا ہوگی
مقدم آنکھ وہ ہوگی جو صورت آشنا ہوگی

یقیں تھا یہی حق میں قبول اپنی دعا ہوگی
خبر کیا تھی کہ وہ بھی مدعی کا مدعا ہوگی

انھیں جس وقت حکم سجدۂ آدم ملا ہوگا
فرشتوں میں تلاطم کیا قیامت ہی بپا ہوگی

مری تر دامنی کا سایہ میرے واسطے بس ہے
مری گم کردہ رہی میرے حق میں رہنما ہوگی

جسے کعبے میں اسکے سر جھکتے تھے دیکھا ہے
صبا وہ ہو تو میری بھی آہ نارسا ہوگی

یہیں تک اسکی بنا دنیا میں سب فانی
لگی دل کی نہیں ہرگز نہیں ہرگز فنا ہوگی

جتنی تنگی میری جانب سے دلِ دشمن مین ہے
اوس سے بڑھ کر کیون ترے دیوار کے روزن مین ہے

اے زلیخا چاک جو یوسف کے پیراہن مین ہے
اوسکا دھبا اونکے دامن یا ترے دامن مین ہے

تاک مین صیاد دشمن باغبان مین مشیت پر
آتشِ گل ہر طرف بھڑکی ہوئی گلشن مین ہے

باغبان نے پھول لیے اچھے سارے چن لیے
بلبلِ نادان دھرا کیا تحفۂ گلشن مین ہے

تو ہے مالک کل کا چاہے سبکو دے یا چھین لے
ایک دانہ میرے خرمن مین دوسرا خرمن مین ہے

کام کوئی چل نہین سکتا ہے بے رنج و تعب
سر بریدہ ہے قلم سوراخ اگر سوزن مین ہے

میری ساری حرکتین ہین تابعِ امرِ قضا
مین وہ دھاگا ہون جو سفتہ روزنِ سوزن مین ہے

الامان اے نفسِ نادان فشارِ قبر سے
کیا یہ کچھ سختی ہین سختی ہے جو جان کندن مین ہے

اے عزیزون میرے ساتھ اور اتنے ارمانون کی فوج
میری گنجائش بہ دقت جب مرے مدفن مین ہے

اے مرے ساقی مجھے اوتنی تو دے بہرِ خدا
جتنی گنجائش مرے ٹوٹے ہوئے برتن مین ہے

ایک دو اوجھے ہوئن اونکو کوئی سلجھائے ذبیح
زلفِ پیچان کے ہین پھندے دل عجب اوجھن مین ہے

در تصوف مشاعرہ منعقدہ ۶/دسمبر ۱۹۲۵ء

شعر ۱۸	مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن	۵

کوئی پھر کھا کے پلٹا کیا مری تقدیر پھرتی ہے
مری آنکھون مین پھر اک اونکی تصویر پھرتی ہے

مرے سینہ مین ادعونی تری تکبیر پھرتی ہے
ترے در سے دعا میری جو بے تاثیر پھرتی ہے

مین مجبوری سے گو بیٹھا ہوا ہون کنجِ عزلت مین
مرے گرد اب بھی میری گردشِ تقدیر پھرتی ہے

نکالے تو گئے ہین قصرِ جنت سے ہم اے مولا
مگر آنکھون مین اپنی اب بھی وہ تعمیر پھرتی ہے

مٹانے سے نہین مٹتی کسی کی پاکدامانی
پھرانے سے نہین اب آیۂ تطہیر پھرتی ہے

شروعِ سال آجاتا ہے جب عشرہ محرم کا
مری آنکھون مین شکلِ حضرتِ شبیر پھرتی ہے

ہے اپنے ہاتھ اپنی آبرو کھو دی اگر ہم نے
نہ وہ عزت پھر آتی ہے نہ وہ توقیر پھرتی ہے

اثر یہ بھی محبت کا ہوا یہ مرگ مجنون پر
کہ لیلیٰ بن کے خود اب قیس کی تصویر پھرتی ہے

ادھر شیرین تلاش تیشۂ فرہاد مین گم ہے
تمنا مین ادھر شیرین کے جوے شیر پھرتی ہے

ہزارون چیزین جا کر لے اجل پھر آ ہی جاتی ہین
نہ تو پھر اور نہ تیری خواب کی تعبیر پھرتی ہے

ذبیح اب وقت وہ جاتا رہا پھر نے پھرانے کا
کہ تیرے ساتھ خواب مرگ کی تعبیر پھرتی ہے

غزل تصوف معہ ایک رباعی و دو قطعات بنا بر مشاعرہ نمایش گاہ مین پوری منعقدہ ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۲ء

۵۹ — شعر ۱۴

رباعی

اس بستی کا حال آ کے کیا مین نے جو تحقیق
کہنے لگے عامی کہ نہ اچھی نہ بُری ہے
کہتا ہے مگر خلق بیان کے رؤسا کا
انسانون کے رہنے کی جگہ مین پوری ہے

قطعہ

لکھنؤ مین تھا مین حاضر اپنے مرشد کے حضور
رات دن تھی فکر اپنی جہان اپنی بین کی
پہونچین تاکیدین مکرر جب یہان سے میرے پاس
ایک میرے دوست نے کیا بلکہ دو باتین کی
اک طرف تھی ان مرے احباب کی یاد آوری
ایک سوجھی قدردانی میر زین الدین کی
کھینچ لائے ہین مجھے یہ دونون جذبات اس طرح
جس طرح مصرعہ کو خواہش شعر کی تضمین کی
گوش دل سے مری فریاد آپ اب ہین سنیے
گو نہین وہ مستحق ہے داد یا تحسین کی

قطعہ

بھائیون ہے فیض روح حضرت مرزا داغ
کل سے اس بزم سخن مین جس کی یہ تنویر ہے

یون تو اسمین جس نے آکر جو پڑھا اچھا پڑھا ہر اک اپنے رنگ و بو مین قابل توقیر ہے

یادگار داغ مرحوم اس مین جتنے شریک اونکا ہر شعر آیۂ والنور کی تفسیر ہے

اسمین ہین اک وہ بھی آپ نظیر اپنی آپ ہین جن کی صورت اک مجسم نور کی تصویر ہے

تام کچھ ہو جانشین داغ اگر ہین نوح ہی بحث ہو کچھ گلفشان اونکی ہر اک تقریر ہے

کر عطا یارب ہمارے نوح کو بھی عمر نوح جو مطیع سائل اور جان ذبیح پیر ہے

ہان ذبیح اس ضلع کے حاکم کے حق مین بھی دعا
اس چمن مین جسکی سعی اک جوئبار شیر ہے

غزل مشاعرہ

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

کیون غم دوزخ مسلمانون کو دامنگیر ہے سو جہنم کا جواب اک نعرۂ تکبیر ہے

کس کے تیر ناز کا دم سازیہ نخچیر ہے ہر دہان زخم محو نعرۂ تکبیر ہے

بے سبب مجھ پر کرم فرماتے ہین وہ شریر ہے پیچھے پیچھے اوسکے میری آہ کی تاثیر ہے

روز عاشور اور نماز عصر کی تکبیر ہے محو قد قامت فقط اک قامت شبیر ہے

اپنا اپنا دور ہے اے حیرت دشت جنون قیس تھا جبتک تو تھا اب میری جاگیر ہے

بے گمان ذرہ کرین کیا خاک تیرا امتیاز دل نہین پہلو مین اپنے آہ بے تاثیر ہے

حضرت دل تا وہین آکر الجھ پڑنا تھا کل اب نکلنا گیسوے پرخم سے ٹیڑھی کھیر ہے

تیرے ماتھے آرہا ہے خون بہا فرہاد کا تجھ کو شیرین انتظار جوئبار شیر ہے

چشمۂ حیوان سے خضر اوسکی نہین بجھنے کی پیاس جو ازل سے تشنۂ آب دم شمشیر ہے

عقل بولی دیکھ کر ترکیب جسم عنصری [illegible]

برق خاطف سے نہین کم میری آہ صبح گاہ مشتعل جو آہ میرا نالۂ شبگیر ہے

زاہدون کم اور ہماری یہ صلوٰۃ العاشقین اس کے سب ارکان ہین [illegible] تکبیر ہے

مجھ کو تو مانع خیال انکی دل آزاری کا ہے
وہ سمجھتے ہیں کہ اوسکی آہ بے تاثیر ہے

اپنی اپنی شان سے دونوں ہیں میرے لستان
آپ اگر گویا تو خاموش آپ کی تصویر ہے

واعظوں پہلے قلمزد کردو پھر مجھ سے کہو
میرے ماتھے پہ جو یہ تقدیر کی تحریر ہے

دو ستون بسم اللہ اللہ لفضل ما یشاء
یہ ذبیح خنجر تسلیم کی تکبیر ہے

غزل مصنفہ ۲۸ اگست ۱۹۲۱ء بنا بر مشاعرہ سالانہ فرخ آباد بر دولتخانہ جناب منشی کنوری لعل صاحب قمر رئیس شہر فرخ آباد

شعر ۲۱ | مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن مفاعیلن | [illegible]

رباعی

الٰہی یہ ستم تیرے ذبیح زار بسمل پر
کہ مشکل ایک بڑھ جاتی ہے ہر روز ایک مشکل پر
قبہ تل یا الٰہی کل صعب یا حبیب لی
وگرنہ آ بنے گی جان پر اب تک جو ہے دل پر

اوٹھیں زلفوں نے بکھر کر ہیں جو سب اونچی منزل پر
کمندیں آج پھر پھینکیں مرے کاشانۂ دل پر

وہی آنکھیں ہیں جنکی نظریں ہر ذرہ پہ ہر تل پر
خود آ کر جم گئیں پھر آج میرے نقطۂ دل پر

وہی ابرو جو غالب تر ہیں ہر یک تیغ قاتل پر
کھنچ آ کر کھنچ گئے اپنے ذبیح نیم بسمل پر

نظر آتے ہیں تم کو جتنے جوہر تیغ قاتل پر
ہے میری شہ رگوں کا جال اوسکے سطح دل پر

ذبیح اللہ اکبر پڑھ دیا کیا تو نے قاتل پر
کہ ہے لوٹا اوسکی بسم اللہ بھی تیرے رقص بسمل پر

ذبیح تیغ تسلیم و رضا کے رقص بسمل پر
مزا آ جائے قاتل کو تو ہوں قربان قاتل پر

کریں ہم ناز کیا اس ہستی موہوم و باطل پر
چھپے ہے وقف اتفاق آپ یا دو آتش وگل پر

ہماری آہ کی مدِ ماہِ نو کی تدِ فاضل پر
جھپٹ کر اب چڑھائی کر رہی ہے ماہِ کامل پر

قمر کو اے فلک ہے ناز اگر قطعِ منازل پر
زمین پر ہم بھی ہیں آوارہ گرد اوسکے مقابل پر

رہیں محفوظ یا رب خلق کے کان اوسکے صدیوں سے
پڑیں چوٹوں پہ چوٹیں جو مرے ٹوٹے ہوئے دل پر

کیے ہیں پاش پاش ایسے گلوں کے کان کے پردے
کہ اب وہ صبر کر سکتے نہیں شورِ عنادل پر

ہمیں غم ہے تو پروانوں کے جلکر جان دینے کا
تجھے آتا ہے رونا حالِ زارِ شمعِ محفل پر

مدد اے ضعف تا حدِ نظر جانے پہ تجلی ہیں
نگاہیں قیس کی چھائیں ہوئیں لیلی کے محمل پر

یہ دشت نجد میں کیوں آج سناٹے کا عالم ہے
اوداسی ہے یہ کیوں چھائی ہوئی لیلی کے محمل پر

خدا را کیا ہے کچھ یہ عقدۂ لاینحل اے زاہد
تری حوریں بھی ہنستی ہیں ترے عقدِ انامل پر

ہوائے حور و غلمان ہیں تو بیپروا ز بے پر کے
لقائے جان جانان کا بھی ہے کوئی نشان دل پہ

وہ بے صبری پہ میری خندۂ دندان نما اونکا
یہ غنچوں کا تبسم بیقراری عنادل پر

تمنا ہے لٹے جب دولتِ دیدار محشر میں
کسی کا دل کہے پایا کا ہو میری آنکھ کے تل پر

ذبیح اطفالِ اشک ہر کاش اوسے جا کر چھپا آتے
جو اک دھبا ہے میرے خون کا دامانِ قاتل پر

غزل در توحید معرفت جناب باریتعالی شانہٗ منعقدہ سنہ ۱۹۱۷ء

۶۲ — فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن - — شعر ۵

مجھ گدا کو جب وہ کچھ نامِ خدا دینے لگے
یہ مرے دستِ دعا اونکو دعا دینے لگے

میں نے پوچھا جب چمن میں اوس گلِ تر کا نشان
گل تو گل پتے درختوں کے پتا دینے لگے

بات تو جب ہے تموزِ آفتابِ حشر میں
یہ مری تردامنی مجھ کو ہوا دینے لگے

یا محمد آپ کی امت اگر دوزخ میں جائے
نارِ دوزخ اونکو جنت کا مزا دینے لگے

دیکھ کر غش کردۂ ہیبت پیمبرِ حق مجھے
اپنے دامانِ شفاعت کی ہوا دینے لگے

دام میں پھنس کر ہوا حجرہ میں میں جسدم اسیر
ہم قفس چڑیاں مجھے سونے کی چڑیاں ہو گئیں

رخ تو تھا ہی زلف و چشم و ابرو و مژگانِ یار
میرے حق میں یہ بھی سب آیاتِ قرآن ہو گئیں

جل گیا وہ رکھ دیا جس نے میرے سینہ پہ ہاتھ
پسلیاں بھی میری کوہِ آتش افشاں ہو گئیں

حشر کے دن اسکو بخشوا دیا کے حق کی رحمتیں
رہیں شوقِ ذبیح تیغِ ارمان ہو گئیں

غزل در معرفت و عشق الٰہی جل شانہ بر طرح مشاعرہ کانپور

شعر ۱۵	منعقدہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء	۶۴
	فاعلاتن - فعلاتن - فاعلتن - فاعلن	

لائیں کس طرح سے تجھ تک ترے مستانے کو
تنگ ہے عرصۂ محشر ترے دیوانے کو

شمع رخ کی ہے فقط تو ترے پروانے کو
نور و نار ایک ہے ورنہ ترے دیوانے کو

وہی سمجھائے اوسے جا کے جو اوسکا ہو جواب (مطلع)
ان دنوں جوشِ جنون ہو ترے دیوانے کو

یوں تو مجنوں میں ہزاروں ہی مگر ایک ہی ہے
کرے آباد جو پھر قیس کے ویرانے کو

مرتے دم اہلِ بتاں پندار جو چھٹا ہے تو کیا
قلب میں دیکے جگہ ہم ترے بت خانے کو

دیتے اوروں کو بھی جذباتِ محبت لیکن
جان نثاری کا جو پروانہ تو پروانے کو

ہائے وہ جامِ الست اور وہ بلیٰ کا اقرار
توڑنا پھر اوسی پیمان کے پیمانے کو

تم کو مرنے کا ہے غم مجکو ہے جینے کا الم
دیکھ لو آنکھوں سے تم میرے عزا خانے کو

مرتبے عام تھے کل ہم بھی تھے محبوب بسرکار
آج آتے ہیں خوش اپنے کو نہ بیگانے کو

فرش تا عرش ہے نسبت ہے جو ظاہر ہے وہی
قیس کے قصہ سے نسبت مرے افسانے کو

کل نکالے گئے جنت سے بدولت جس کی
آج کھاتے ہیں برغبت ہم اوسی دانے کو

حضرت پیر مغاں چشم کرم ہے سب پر بھی
نقد دل لائے ہیں ہم آپکے نذرانے کو

ہے رکھنین کے تو پرونے کے لیئے رشتۂ جان — گرنہ بیرباد دُرِ اشک کے ہر دانے کو
موت سے بچنے کو طیار رون پہ کیا لائین گے — جرخ جا ئم سے مسیحا کے شفا خانے کو

وہ نہین اوسکے فرشتے تو کینیگے حق سے
کل ذبیح جگر افگار کے افسانے کو

مخمس قومی نظم بر طرح مشاعرہ منعقدہ ۱۵ر نومبر ۱۹۲۵ء در مسلم یتیم خانہ شہر کانپور از نتائج طبع الالفاظ مین مولوی محمد اسمعیل رضوی المتخلص بہ ذبیح چھپرا موی مصنف

محمس ۳۰ — ۶۵

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن

کیا کہون کیا درد اوٹھا قلب ذبیح زار مین — پڑھتے ہی یہ طرح کا مصرع کسی اخبار مین
قوم کی کشتی پڑی ہے آج کل منجدھار مین — مبتلا تھا دل اوسی تکلیف اوسی آزار مین

پائی اوس نے یہ نوید آخر نفس کے تار مین

بھائیون آؤ چلین سب اوس بڑی سرکار مین — جسکی اک شمہ ہے طاقت آپ و باد و نار مین
اک دوگانہ پڑھ کے ہو کر محو استغفار مین — نام کے مسلم نہین مسلم ہین کردار مین

پھر رہین بھی پختہ اپنے قول مین قرار مین

جو کرین ہم کام للہیت اوس کی ہو بنا — حب للہ بغض للہ سے نہ ہو کوئی جدا
صدق دل سے کل فرائض ہم کرین اپنے ادا — بالخصوص [illegible]

پہلے یہ سودا ہے گا حشر کے بازار مین

گرگٹے گھٹتے رہ گئے پھر ہم تو مسلم نام کے — بان ہمارے [illegible]

ہوگئے تھے گل مذاہب صید جنکے دام کے ‏ جب دکھائے جوہر اونکی تیغ نے اسلام کے

اب بھی ہے وہ کاٹ چھانٹ اسلام کی تلوار مین

پر وہ اپنے دست و بازو اپنے وہ قلب و جگر ‏ ہوگئے افسوس ایک اک نذر اعمال بتر
لیکن اس کا ہمکو ہے مطلق نہین خوف و خطر ‏ ہے وہی اللہ وہی ہم امت خیر البشر

ہم وہی ہین ایک توبہ ایک استغفار مین

کرلیا للہیت کو ہم نے جس دم اختیار ‏ جان کے جانے کا غم ہمکو نہ ہوگا زینہار
پھر تو دونون شکلون مین جیت اپنی ہے یون آشکار ‏ ہم رہے زندہ تو کہلائینگے غازی نامدار

ورنہ بک چھٹ جائینگے ہم خلد کے گلزار مین

گو نہین ہین اب وہ اپنے فاتحین سابقین ‏ کیا رگ و پے مین ہمارے خون بھی [illegible] نہین
منجمد کچھ ہوگیا ہے سرد ہم پیکار مین ‏ دوڑ اٹھیگا خود بخود ہر اک رگ و پے مین

نعرہ تکبیر و الا اللہ کی للکار مین

ہم تو اوس اللہ واحد کے پرستار یقین ہین ‏ وقت پر جسکے فرشتے اپنے غمخوار و معین ہین
ہم گدا ہین گل ہین اور تلوار و نگین ہین ‏ کونسی تلوار جسکے چرچے کفار و نگین ہین

کس بلا کا کاٹ تھا اسلام کی تلوار مین

ساتھ اسکے یہ بھی تمکو عرض کرنا ہے ضرور ‏ اپنی جانب سے نہو ان خلائق مین فتور
کار جائز سے جو روکین ہم کو آکر بے قصور ‏ ہو پولیس یا کوئی حاکم تم سے اقرب یا کہ دور

روک کر کام اطلاع اوسکی کرو سرکار مین

اور اگر آتے بھی وہ مجبور جائین تمسے خواہ مخواہ ‏ حفظ جانون کا کرو جب تک ملے تم کو پناہ
پھر نتیجہ گو برا حالانکہ تم تھے بیگناہ ‏ صبر کرنا چاہیئے اور صبر ہے توفیق اللہ

کل ملیگا اجر تم کو حشر کے دربار مین

جو کچھ تھے اپنے بھائیون کے بے خطر ‏ بالفعل ہو رہے ہین مسلمون کی جان پر

سنگھٹن کا اور شدھی کا ہے یہ پورا اثر
اس لیے ہمکو بھی لینا چاہیے اپنی خبر
ہمکو بھی مشاق ہونا چاہیے ہر کار مین

ہم سپاہی فطرتی ہین ہم کو اسکا غم نہین
خلق مین اسلام کی تلوار کا دم خم نہین
ماہران فن بھی ہین اپنے یہان کچھ کم نہین
ہم نے جسدم ٹھان لی اب وہ نہین یا ہم نہین
دیکھین کیا کرتی ہے آکر سنگھٹن پیکار مین

ہم کو لازم پہلے اپنے حفظ کا ہے انتظام
ہین مگر یہ صدقۂ تنظیم کے رکنون کے کام
بعد ازین اپنی ضروریات کا ہے اہتمام
جو کرین تجویز۔ وہ کل قوم کا ہو وہ نظام
تا کہ ہم محتاج غیرون کے نہون ہر کار مین

سنگھٹن کی جڑ جو ہین سکھ دیو پنڈت لوہی
ہتھیا مالنس کی ہے سب ہتھیاون سے بڑی
اونکی مین مانی جو ا چھپا تھی وہ پوری ہو گئی
سنگھٹن نے اونکے جن جن بیکسون کی جان لی
کیا ہے اجرح اونکے بھوگین پھل کسی سنسار مین

سوامی شردھانند شدھی کا کرین شدھ جلد تر
اوس کے شدھ کے دن کرین وہ سوار جا کر اوسکے گھر
تا کہ ما تا نایئڈو کے ستر کی بھی لین خبر
آ مرین گے جب تک اونکے اور دیک نامور
رہتے ہین کب تک وہ ان شدھیون ہی کے انکار مین

یہ جو حملے بیشتر اضلاع مین ہم پر ہوے
گھر ہمارے لٹ گئے یا جنمین ہم بے گھر ہوئے
جن مین ہم مارے گئے یا خون مین ہم تر ہوئے
پھر بھی ہند و اہل کارون کے ستم ہم پر ہوئے
یہ جفائین اب بھی ہین کیا پردۂ اسرار مین

اب تو اون مسلم نمایندون پہ حیرت ہے مجھے
وہ ہمارے تشنۂ خون جبکہ ثابت ہو چکے
اتحاد باہمی پر وہ جو بیٹھے ہین تلے
وہ ہماری مسجدون مین جا بجا جب گھس پڑے
تو بھی ہے تسلیم اونکی رشتۂ زنار مین

وہ چلائین ہم پہ لاٹھی ہم اونھین دین خیرباد
وہ چھری بھونکین ہما رے ہم پکارین اتحاد

وہ کریں برباد ہم کو ہم اُنہیں سے چاہیں داد ۔۔۔ وہ تو سمجھیں ہم کو دشمن ہم ملیں با قلب شاد
اس سے تو ہم ڈوب مرتے گر کے خود منجدھار میں

یہ امید اُن کی کہ اونکے ساتھ شیورا جی نہیں ۔۔۔ یہ امید انکی کہ اونکے ساتھ وہ سازش کریں
یہ امید اُنکی کہ اونکے ساتھ وہ مل کر رہیں ۔۔۔ یہ امید انکی کہ ساتھ اونکے حکومت سے لڑیں
تخم ریزی ہے زمین شور نا ہموار میں

ہاں اگر وہ آشتی کو خود ہی ہاتھ اپنا بڑھائیں ۔۔۔ اور آیندہ کو اپنی حرکتوں سے باز آئیں
مسجدوں کے سامنے آکر نہ وہ باجے بجائیں ۔۔۔ خاصتاً وقتِ نماز آکر نہ وہ اودھم مچائیں
ہم بھی سب ہیں متفق دفعیۂ تکرار میں

لیکن ایسی صلح کی امید ان سے گر نہیں ۔۔۔ سلطنت کا سایہ کیا ہم لوگوں کے سر پر نہیں
کیا وہ دیکھے گی ہماری حالتِ ابتر نہیں ۔۔۔ کیا وہ اوسکو دیکھ کر ہوگی ذرا مضطر نہیں
وہ کرے گی سخت قانون وضع اس معیار میں

گر نہ ہو یہ بھی تو ہم ہیں اور اونکا کشمکش ۔۔۔ سر بکف حاضر سروں پہ باندھ کر اپنے کفن
ہو نہ دست انداز لیکن سلطنت اور یہ سخن ۔۔۔ سے ہیں تینوں کے مقابل پہلے با طرزِ حسن
ہوں وہ دو گنے اور ہم یک چند اس پیکار میں

مصلحِ دنیا جو کرلیں فرض ہم گاندھی کی ذات ۔۔۔ نا سیدٹر و ما تا کو بھی ہم ہاں لیں کچھ خوش صفات
رکھیں موتی لعل نیڈت سے بھی چشمِ التفات ۔۔۔ لیکن اس پر تو نگاہیں ہیں سفتا ہے اونکی کون بات
اور ہیں بھی یہ سب ایک اس کشمکش بیچار میں

مسلمیں فاتحین تجربے اگر پاتے تھے وہ ۔۔۔ انتہا کی رنجشیں بھی اونکو سمجھاتے تھے وہ
مذہبی کام اونکے آزادی سے کرواتے تھے وہ ۔۔۔ سامنے آتے تو با اعزاز اونکو بٹھلاتے تھے وہ
فرق کرتے تھے نہیں وہ یار اور اغیار میں

پیٹ بھر کھلاتے نہ تھے اور نیند بھر سونے نہ دیتے ۔۔۔ موت سے ڈرتے نہ تھے بیمار وہ ہوتے نہ تھے

زندگی کا کوئی دم بیکار وہ کھوتے نہ تھے | غیر کے غم مین نڈھال اپنے بھی [illegible] رو نہ تھے

رکھتے تھے حق کی رضا پر وہ نظر ہر کار مین

جسم خاکی تھے یہی اونکے یہی تھے خط و خال | روز و شب اونکے یہی تھے اور یہی تھے ماہ و سال
خواب و خور مین تھے وہ کم تھا اونمین لیکن یہ کمال | ہاتھ اوٹھین کے ہر جگہہ رہتا تھا میدان قتال

تھا خدا کا ہاتھ اون کے ہاتھ کے ہمراہ مین

تھا یہ کیا اور کس لیے ساتھ اونکا دیتا تھا خدا | تھا خدا پر اونکو تکیہ تھا معین اونکا خدا
ہم خدا سے آج ہون ہے آج ہی اپنا خدا | ڈھونڈھنا جسکو پڑے اپنا نہین ایسا خدا

وہ رگ گردن سے اقرب ہے مرے پندار مین

بھائیون تم سب سے پھر میری یہی تحریک ہے | وقت ہے تنگ اور زمانہ ہم پہ یہ تاریک ہے
وقت اپنے امتحانون کا بہت نزدیک ہے | بات منھ کی ہے کوئی نکتہ نہین باریک ہے

پہلے ہم مسلم نہین پھر ایکن ہم [illegible] مین

اہل تنظیم اس ضرورت کو کرین محسوس اگر | پہلے اس کا انتظام انکے رہے پیش نظر
جس کا دنیا پہ ہو کم عقبیٰ پہ ہے پورا اثر | جائے دنیا بھاڑ مین عقبیٰ مین ہم ہون بہرہ ور

ہم بھی ہون شامل شریک اللہ کے دیدار مین

اے ذبیح نارسیدہ تیرا اگر سودا ہے خام | دل مین [illegible] کے کر گیا [illegible] کام
ہو گئی قیمت وصول آج اوسکی گویا دام دام | ہو سکا بد قسمتی سے گر نہ یہ مقبول عام

پورے دام اسکے ملینگے حشر کے بازار مین

غزل مشاعرہ بر دولت کدہ منشی بالا گوپال صاحب رئیس فتنگڈھ منعقدہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۲ء

شعر ۱۸	مفاعیلن مفاعیلن	بحر ۹۶

عروس فکر تو پھر آج قصر دل سے نکلیگی
مری لیلے پھر اپنے پردہ محمل سے نکلیگی

کوئی لیلی صبح حشر ادھر محمل سے نکلے گی
مری حسرت ادھر میرے حریم دل سے نکلیگی

فرشتون میری جان اور دم تیغ بسمل سے نکلیگی
مری حسرت جب آب خنجر قاتل سے نکلیگی

ذبیح اللہ جانے کب یہ حسرت دل سے نکلیگی
کمر سے تیغ بسم اللہ لب قاتل سے نکلیگی

طبیبون مجکو روحانی حرارت ہے نہ جسمانی
نہ یہ منضج سے ابھرے گی نہ یہ مسہل سے نکلیگی

ازل کی ہے ودیعت نوک مژگان کی خلش دل میں
نکلجائے گی جان اور یہ نہ ہرگز دل سے نکلیگی

مجھے شک ہے کہ تم آئینہ حیرت نہ بنجاؤ
صدائے غیب نکلیگی جو میرے دل سے نکلیگی

مری پیاس اور بتون کی تیغ کا پانی معاذ اللہ
مرے دل کی یہ حسرت میرے دریا دل سے نکلیگی

فرشتون حشر [illegible] ان ہم پہ ہنستے ہو کوئی دم مین
تمہاری پارسائی کبھی چہ بابل سے نکلیگی

سہرہ لوٹتا ہے آج قیس اسکا شگون یہ ہے
جھلک لیلی کی اسیر یہ [illegible] محمل سے نکلیگی

وہ جنت اہل جنت کے لیے دوزخ نہ ہو دیا ہے
لگی تن کی دہان بھی میرے آب و گل سے نکلیگی

سخن سازی تو ہے کام وزبان کا کار معمولی
مگر دل میں سما گئی وہی جو دل سے نکلیگی

وہ آئین اور نہ کوئی اسکے استقبال کو جائے
مری جان اسلیے کچھ پہلے مستقبل سے نکلیگی

تو [illegible] نعرہ بسم اللہ اللہ اکبر پہ
صدائے اللہ اللہ ہر رگ بسمل سے نکلیگی

ہماری [illegible] تمنا [illegible] کا یقین ہوگا نہ [illegible]
کبھی جب تک نہ تیغ ابروئے قاتل سے نکلیگی

بسترا با نمبر لیا تھی کل انسانی قوا [illegible]
کہ شمع روح تنہا آ[illegible] محفل سے نکلیگی

رحلی [illegible] مجھے لاکر [illegible] آزادی کا پروانہ
چمک کر تیغ [illegible] جان اس تیغ بسمل سے نکلیگی

ذبیح آتا ہے [illegible] کہ [illegible] مقتل
تری تحسین زبان خنجر قاتل سے نکلے گی

٦٧ — ولہ بر طرح ثانی مشاعرہ مذکور — ١٣ شعر

رہین وہ اور جتنا ہم سے اب بیزار رہتے ہین
ہم او تنا ہی یہان محو خیال یار رہتے ہین

ہم اونکی بادۂ الفت مین اب سرشار رہتے ہین
جو ہر دم جام بر کف بہر میخوار رہتے ہین

نہین دشت جنون مین ہم ذلیل و خوار رہتے ہین
ہمارے آبلے تاج سر ہر خار رہتے ہین

نہ ہم عریان نہ ہم بے جبہ و دستار رہتے ہین
کہ زیر سایۂ ہر زخم و امتدار رہتے ہین

ہم اپنی زندگی سے آپ ہی بیزار رہتے ہین
مسیحا کیون ہمارے در پے آزار رہتے ہین

کسی کے نرگس فتان اگر بیمار رہتے ہین
تو کیون ہر دم ہر اک سے برسر پیکار رہتے ہین

خدا جانے کہ ہم دونون کا اب انجام کیا ہوگا
ہم اونکے اور وہ اغیار کے بیمار رہتے ہین

اُدھر چکر مین ہے دن رات شیخ اپنے محور پر
ادھر گردش مین ہم بھی صورت پرکار رہتے ہین

ہم اپنے دل کے داغون سے ہم تیغ تن کے داغ نشیمہ
نظر آئین تمھین تجھ بھی مگر گلزار رہتے ہین

غذا کے واسطے ہین غنچۂ سربستہ ترکش مین
کھلے میرے لیے ہر دم لب سوفار رہتے ہین

مبارک زاہدو ہم کو ہماری معصیت کاری
بدولت جسکی ہر دم محو استغفار رہتے ہین

مین اوس فوج غم و اندوہ کا ادنیٰ سپاہی ہون
سردار ایک دو کیا جسکے کل سردار رہتے ہین

وقیح اونکو نہ سمجھو تم کہ یہ غافل ہمارے ہین
جو نظرون مین تمھاری ہیچ و بیکار رہتے ہین

غزل مشاعرہ فتحگڈھ بر طرح مختر عہ جناب نصرت علی صاحب قدوائی ڈپٹی کلکٹر فتحگڈھ ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

۹۸ — شعر ۱۴

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

کیا ذبیح جگر افگار تمھین یاد نہین
عرش تک لے گئی ہے جسکی کوئی فریاد نہین

زندگی ان سے سوا غیر کی برباد نہین
حسن کو اپنے وہ سوا عہد ازل یاد نہین

اے فلک تجھکو تو کچھ ستم ایجاد نہین
تجھ سے بڑھکر کوئی کیا بانی بیداد نہین

وہ ستم ہے کہ جسکی کہین فریاد نہین
داد ہو جس کی کسی جا یہ وہ بیداد نہین

ضبط غم نے مجھے پہونچا ہی دیا تا لب گور
اب تو کھلنے کے یہ میرے لب فریاد نہین

کہدو شیرین سے کہ یہ آلۂ جان کندن ہے
کوہ کن نام کو بھی تیشۂ فرہاد نہین

ہے نہ یہ دادۂ غیر اور نہ وہ دادۂ غیر
حسن کے ساتھ ہے کیا عشق خداداد نہین

مکتب عشق سے جب قیس حزین نکلا تھا
یاد لیلےٰ کے سوا تھا اسے کچھ یاد نہین

کون دل آکے رہا مطمئن اس دنیا مین
گو نہ سر ہے کہ پڑھی اوسپہ کچھ افتاد نہین

قصر ضحاک و فریدون گئے جم نہ رہے
اے جگر تیری تو ایسی کوئی بنیاد نہین

تیرے ابرو جو ہین مد نظر اہل نظر
تیری آنکھون پہ کن آنکھون نے کیا صاد نہین

سرمۂ چشم ملایک ہین کل اجزا میرے
ایک ذرہ بھی مری خاک کا برباد نہین

زاہدو تمکو جو دعوی ہے نکوکاری کا
تم مگر حضرت آدم کی بھی اولاد نہین

ہم صفیران چمن سے ہے محبت اب یاد ذبیح
تم رہو شاد اگر ایک وہ ناشاد نہین

غزلیات نامی مشاعرہ چھگڈھ باہتمام پنڈت بنواری لال صاحب المتخلص بہ فوٹوگرافر ساکن چھگڈھ زیر سرپرستی جناب رائے بہادر صاحب منشی پرشاد قائم مقام کلکٹر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فرخ آباد منعقدہ یکم اگست سنہ ۱۹۲۶ء

نمبر ۶۹ — شعلہ ۱۶

رباعی

ذبیح آیا ہے یہان سر کے بل بے دست و پا ہو کر
پڑھے گا اب جو کچھ وہ اپنی ہی دھن مین فنا ہو کر

لہذا اپنے ملکی بھائیون سے یہ گذارش ہے
سنین اوسکی ذرا اپنے خیالوں سے جدا ہو کر

نہ لیتا تو خبر ہر دم اگر میرا خدا ہوکر
نہ جیتا بندہ تیرا ایک دم تجھ سے جدا ہوکر

مری سانسین جو جاتی ہین مرے تن سے جدا ہوکر
دعا یہ ہے کہ نکلین سب کی سب نام خدا ہوکر

جدا بندون سے اپنے وہ نہین اونکا خدا ہوکر
کہ رہ سکتا نہین ہے گوشت سے ناخن جدا ہوکر

بھنور مین آج ہے دین رسول اللہ کی کشتی
کہین ہم کس سے اون سا ناخدا تجھسا خدا ہوکر

ہو کیونکر زادگان طبع کی پرداخت پیری مین
کرون کیا نوعروس فکر سے مین کتخدا ہوکر

بنو اوسکی طرح تم بھی کرو رحم اوسکے بندون پر
اگر رہنا ہے دنیا مین تمھین کچھ دن خدا ہوکر

مثال اک دی ہے دنیا مین محمود اور ایاز اونکے
جنھین تھا عبدیت پر ناز محبوب خدا ہوکر

خدا کا خوف جسکے دل مین ہے اوسکو خطر کس کا
نہو تابع کسی کا تابع حکم خدا ہوکر

ہر اک مذہب کا سارے پیشوا بندے خدا کے تھے
وہ رہبر ہوکر آئے تھے نہ آئے تھے خدا ہوکر

جو ختم المرسلین آئے تھے آخر سب کے دنیا مین
وہ آئے تھے صحیح آئینہ ذات خدا ہوکر

صفات ذات حق تھین اکثر اونکی ذات مین پنہان
کہ وہ آئے تھے قطعی حجت ذات خدا ہوکر

وفا و صدق و حلم و صبر و رفق و رحم و ہمدردی
فزون سب سے عبادت حق کی محبوب خدا ہوکر

خدائی کام بندون سے نہین ہوسکتے ہین ہرگز
نہ مانو دیکھ لو تم اپنے ہی گھر کے خدا ہوکر

ذبیح آئے ہو کچھ دن کو خدا کی اس خدائی مین
رہو جب تک رہو لیکن رہو مرد خدا ہوکر

نمبر ۷ — وله در نعت و منقبت مصنفہ ۲۵ رجولائی سنہ ۱۹۳۶ء — اشعار ۱۶

ہوئے کیا ہم حریف نغمۂ قالو بلیٰ ہوکر
نہ توڑا دم جو نعرۂ صل علیٰ ہوکر

محمدؐ نور مطلق سے جو نکلے مصطفیٰ ہوکر
تو بیت اللہ مین اترے علیؑ بھی مرتضیٰ ہوکر

بنے سے سر کی صورت کالبد تھا رسالت کا
نہ آتے وہ اگر دنیا مین راس الانبیا ہوکر

مکمل قالب اسلام کی ترتیب ہے جن سے
وہ ہین یہ چار و عنصر چار یہ باہم نوا ہوکر

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی ذاتون سے
بڑھا اسلام جبرا اور سرگرم تنا ہوکر

وہ نورِ احمدی قرآن میں ہے اب بھی ضو گستر
کہیں شمس الضحیٰ ہو کر کہیں بدر الدجیٰ ہو کر

خدا کے فضل سے ہم وہ نصیبے کے سکندر ہیں
بنی ہم کو ملا آئینۂ خالق نما ہو کر

خدا کو مو بمو ہم سب کو بھجوا گئے ہیں وہ
شبِ معراج پلٹے تھے جو صورت آشنا ہو کر

تن بے سایہ اوس کا وجہ استعجاب ہی کیا ہے
جو آیا ہو جہان میں سایۂ ذاتِ خدا ہو کر

مطلع ثانی

ستم دیکھو کہ کوئی تابعِ آلِ عبا ہو کر
انھیں پر جا کے ٹوٹے کربلا میں سر بلا ہو کر

بالآخر سب کے سب پابندِ تسلیم و رضا ہو کر
خدا پر ہو گئے قربان رضی بالقضا ہو کر

غمِ شبیر میں ٹپکے جو آنسو میری آنکھوں سے
بنے وہ دامنِ محشر میں دُرِ بے بہا ہو کر

بچے اک عابدِ بیمار صرف اعدا کے ہاتھوں سے
ہے لاکھوں آج جنکی ذریات آلِ عبا ہو کر

یہ وہ غم ہے کہ اونکے جد امجد ہوتے گر زندہ
خدا جانے کہ کیا کرتے بہ شانِ خدا ہو کر

تعجب ہے کہ تم کلمہ رسول اللہ کا پڑھ کر
بہا و چار آنسو بھی نہ میرے ہم نوا ہو کر

معاذ اللہ دب سکتا تھا دنیا کے حوادث سے
ذبیح آلِ بتول از نطفۂ شیرِ خدا ہو کر

۱۷	تصنیف ۷ دسمبر ۱۹۲۶ء	شعر ۱۶

مرا ہر شعر ہے عرشِ معلیٰ شان مولیٰ میں
مری ہر بیت بیت اللہ ہی ہے حق تعالیٰ میں

ملا ہے جو سبق مجھکو ازل کے درسِ اولیٰ میں
مکین ہے وہ میرے بیت الحمد کے قصرِ بالا میں

مگر میری ہر اک رگ میں ہر اک پے میں وہی ساری
اوسکی ہے حکومت میرے تن کے سارے عضا میں

میں اُس دریا کا قطرہ ہوں کہ موجِ اولین جس کی
کبھی ہوگی نہ ملکر ختم اوسکی موجِ اخریٰ میں

میں ذرہ ہوں تو اوس خورشیدِ تاباں کا ضیا جسکی
رہیگی یہ تو انگن مجھ پہ دنیا اور عقبیٰ میں

یہ میری ہیچ سی ہستی خبر اوس مبتدا کی ہے
نہیں انتہا ہے جسکی ابتدا انتہا میں بلا میں

میری فطرت کی یہ پستی ہے بجز اوس بلندی کی ۔ نہین ہے نام کو جسکا نشان عرش معلےٰ مین
کہان عرش اور کہان وہ ذات پاک اشرف ارفع ۔ جو ہے لا یدرکہ الابصار کے مشکوٰۃ اقصیٰ مین
نہ ہون مین پست و دور اتنا تو وہ نسبت ہی غلط ہی ۔ جو ہونا چاہیئے عقلاً خلیج اعلےٰ و ادنےٰ مین
مری تخلیق ہے اس دور آخر مین مری حجت ۔ جب آثار قیامت ہین نمایان ساری دنیا مین
کوئی مانے نہ مانے مجکو لیکن ناز ہے اس پہ ۔ کہ مین ہون امت خیرالورٰی کے صنف ادنیٰ مین
اعالی سے نہین دعویٰ ادانی سے ہے یہ میرا ۔ کہ مین اک بندۂ حق سب سے ادنیٰ تر ہون دنیا مین
بروز حشر یہ دعویٰ مرا اگر ہو گیا ثابت ۔ کہ مجھ سا کمترین بندہ نہین ہے کوئی عقبیٰ مین
نہین ہے کچھ بعید اس سے کہ کاف تری میرا ۔ بدل دے ہیم سے اپنے کرم کے دور آخری مین
مگر مجھکو نہین ہے اے ذبیح اسکی بھی کچھ پرواہ ۔ مری تو وہ تمنا ہو مرا ہون جس تمنا مین

کہ مین پا جا رہون نعمت لقاے رب اکبر کی
رہون دوزخ مین یا جنت مین یا اعراف وسطیٰ مین

باب اول فصل دوم - در زبان فارسی در توحید و معرفت جناب باری تعالیٰ شانہ

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات معہ شجرۂ طیبہ صابریہ باستطلب ذوق عبادت بعد دو سال از حصول بیعت معروضہ ۱۹ء بواسطہ بزرگان دین علیہم السلام معہ شجرۂ طیبہ چشتیہ صابریہ

شعر ۹۹	فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات	۴۲

اے خدا اے کارساز بے نیاز ۔ با ذبیح زار خود ستے بساز

رحم کن بر حال زار بیکسے ‌ ‌ اے بفریادِ گنہگاران رسے

من نمے خواہم ز دنیا سلطنت ‌ ‌ من نمی خواہم ز عروج آخرت

من نمی خواہم کہ بخشی جنتم ‌ ‌ حور و غلمان آوری در خدمتم

من نمی خواہم کہ سردارم کنی ‌ ‌ روز محشر گرم بازارم کنی

انبیاؤ اولیاء انہمہ ‌ ‌ اتقیاؤ اصفیاء انہمہ

منکہ باشم بندۂ آوارۂ ‌ ‌ ناسزائے ناکسے ناکارۂ

من کجا وان نعمت عظمی کجا ‌ ‌ من کجا وان راحت عقبی کجا

عمر در حرص و ہوا فرسودۂ ‌ ‌ راہ ہر جرم و خطا پیمودۂ

سالہا در خواب غفلت ماندۂ ‌ ‌ دامن از یادِ خدا افشاندۂ

تیرہ قلب و تیرہ صدر و تیرہ رو ‌ ‌ تیرہ چشم و تیرہ کار و تیرہ گو

از تو مے خواہم بصد عجز و نیاز ‌ ‌ ذرۂ دردِ دل اے بندہ نواز

آنکہ تابد چو آتش خاک من ‌ ‌ وانکہ سوزاند خس و خاشاک من

زانکہ تفتد دل بشوق بندگی ‌ ‌ وانکہ بخشد ذوق سر افگندگی

آنکہ دل را رغبتِ طاعت دہد ‌ ‌ وانکہ جان را قوت و راحت دہد

آن کہ شانِ عبدیت ظاہر کند ‌ ‌ از خدا و از خودی ماہر کند

آنکہ سوزد خرمن جانم چو برق ‌ ‌ در زند آتش ز پا یم تا بفرق

آنکہ سازد سینہ‌ام را داغ داغ ‌ ‌ آنکہ افروزد بہ یک دل صد چراغ

آنکہ در دل کرب سیماب آورد ‌ ‌ وانکہ جان را در تب و تاب آورد

تا ز مردہاتِ دنیا وارہم ‌ ‌ تا بسودائے تو خوش خوش جان دہم

تا رہم از صحبت ناسوتیان ‌ ‌ تا بگیرم دامن لاہوتیان

مدتے شد کز درت بگریختم ‌ ‌ دل بہ بینائے دلی آویختم

هر چه کردم کرده ام ناکردنی — هر چه خوردم خورده ام ناخوردنی

هر چه گفتم گفته ام ناگفتنی — هر چه خفتم خفته ام ناخفتنی

بوده ام یارب بنه اعمال تباه — هم بدین و هم بدنیار و سیاه

سنگ بر سنگ از حوادث خورده ام — تا بدرگاهِ تو رو آورده ام

گو سزاوار معافی نیستم — لایق عفو معاصی نیستم

رحم کن رحم اے خداوند کریم — زانکه نام تست رحمن الرحیم

سوئے من منگر بسوئے خود نگر — روئے من منگر بروئے خود نگر

اے فدا جانم بنام پاک تو — ولے سر من بسته فتراکِ تو

بین که اینک بر درت افتاده ام — دل بشوق نبدکیت داده ام

انت مولائی مرا از در مران — انت آقائی مرا از در مران

من نگویم بهترین جایم بده — بلکه در پائین هر پایم بده

تا کسم دور از کسان خویش دار — لیکه گرد آستان خویش دار

تا کشد هر دم و با غم بوئے تو — گرچه باشم از سگانِ کوئے تو

اے خوشا وقتیکه سازد با کیان — چون مینے رابر درت با ذوالجلال

اے خوشا وقتیکه بینم خویش را — از حضور دل براهت جبه سا

از برائے ذاتِ پاک مصطفیٰ — آنکه لاریب است محبوب خدا

آنکه لولاک آمده در شانِ او — وانکه قرآن دفتر احسان او

آنکه آمد رحمة للعالمین — وانکه خوانندش شفیع المذنبین

آنکه از صد جان نثارم در رهش — سرمه چشمم غبار درگهش

از برائے چار یار متقبلین — هر یکے ذات العمادِ قصر دین

اول ابوبکرؓ با صدق و صفا — جان نثار و یار غارِ مصطفیٰ

وان عمر فاروق رض مرد عدل وجود
فارق فی الکفر و ایمان بالشهود

ثم ذی النورین عثمان رض غنی
آنکه بد پشتش بدنیای دنی

وان علی مقتدای صوفیان
علم حق با طالبان حق رسان

انه برای امهات المومنین
یعنی کل ازواج ختم المرسلین

آمد آیاتی که در تطهیر شان
المضاعف گشته زان توقیر شان

بالخصوص از بهر بی بی عائشه رض
آنکه بود آن مهر دین را همچو مه

از برای حرمت بنت رسول صلعم
فاطمه رض زهرا ملقب با بتول

آنکه بر بیت نبوت را چراغ
باغ فردوس از قدومش باغ باغ

در طفیل آن امام المتقین
کش بستم کشتند ناحق اہل کین

نور چشم مصطفی نامش حسن
جان اہل بیت و قلب پنجتن

در طفیل آن امام تشنه کام
کاسمان در ماتمش شد تیره فام

مصطفی و مرتضی را نور عین
سر فروش کربلا نامش حسین رض

از پی صبر امام الساجدین
عابد مرتاض زین العابدین رض

بهر مظلومان دشت کربلا
ز اہل بیت و بهر آن باصفا

بهر آن سرکردهٔ آل عبا
حضرت باقر امام پیشوا

بالا امام جعفر عالی جناب
آن ز آل پاک فرد انتخاب

بالا امام موسی کاظم لقب
در تقدس افضل از اہل عرب

بالا امام حضرت موسی رضا
آنکه در اولاد او هست این گدا

در طفیل آن امام متقی
آنکه بد نامش محمد بالتقی

بالا امام ذی شرف حضرت نقی
رهنمای هر تقی و هر شقی

بالا امام عسکری پیشوا
بالا امام مهدی صاحب لوا

باجمیع الانبیاء والمرسلین | بالتمامی اولیاء والمقبلین
بہر ارباب طریق نقشبند | قادری و سہروردی حق پسند
بالطفیل زمرۂ اصحاب چشت | آنکہ بر اسماے شان نازد بہشت
خاص از ایشان چشتیان صابری | انجم رخشان سپہر برتری
ہر یک از بحر حقیقت آشنا | ہر یکے حق بین و ہر یک حق نما
شجرۂ شان نذر خویشان مے کنم | ذکر سر از پائے ایشان مے کنم
بہر پیر دستگیرم یا الٰہ | سیدی وارث حسن عرفان پناہ
بہر مولانا رشید احمد فقیہ | شیخ امداد اللہ لاریب فیہ
از پئے نور محمد جی کریم | واز برائے حاجی عبد الرحیم
بہر عبد الباری عرفان پناہ | بہر عبد الہادی ذی دستگاہ
بہر عضد الدین متوکل صفی | ہم محمد عابد مکی ولی
بہر باہم محمد و محمدی | ہم محب اللہ پیر و مرشدی
بہر شاہ بو سعید نامدار | ہم نظام الدین بلخی ذی وقار
ہم جلال الدین حق تھانیسری | قطب عالم عبد قدوس ولی
ہم محمد عارف عالیجناب | ہم احمد عارف والا خطاب
ہم عبد الحق ولی ذو المنن | ہم جلال الدین پانی پت وطن
ہم شمس الدین ترک پانی پتی | آنکہ شد از فیض مرشد جنتی
ہم بحق طالب و مطلوب رب | آن علی احمد صابر لقب
از پئے بابا فرید ذی وقار | ہم قطب الدین کاکی بختیار
پس بحق قطب اقطاب جہان | آن معین الدین شہ ہندوستان
از پئے عثمان ہارونی غنی | واز پئے سید شریف زندنی

خواجہ مودود فرد انتخاب | ناصر الدین ابو یوسف خطاب

بو محمد محترم زاہد لقب | ہم پئے بو احمد ابدال النسب

شاہ ابو اسحاق شامی ولی | پس کریم الدین ممشاد علی

آن امین الدین ہبیرہ بصروی | وان سدید الدین حذیفہ مرعشی

ہم ابراہیم ادہم ذی ریاض | ہم جمال الدین فضیل ابن عیاض

از پئے بو الواحد عالی مقام | وز پئے خواجہ حسن بصری امام

پس بحق سر گروہ اولیا | رہنمائے حق علی مرتضی

آن شفیع المذنبین عالم پناہ | احمد ذیجاہ محبوب الہ

بود آنجا نغمہ قالوا بلے | ہست اینجا نعرہ صل علے

بعد این شعر مدح مصنف بلغ العلی الی آخرہ میخواہد

صدقہ سرہائے پاک اینہمہ | نے بقبض پاک خاک اینہمہ

عفو کن عصیانم اے رب کریم | انت ربی انت تواب الرحیم

رحم فرما بر ذبیح زار خویش | در طفیل احمد مختار خویش

ہم بحق مرشدی وارث حسن | آن ترا خوش بندہ مولائے من

بارک اللہ اے ذبیح نیکنام
بر تو ز اخوان الطریقت والسلام

قصیدہ حمیدہ در تصوف و اظہار طریق معرفت و حالت موجودہ خویش
تصنیف ۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۵ء

کل ۴۳ | مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن | شعر ۳۸

سرم سریست از وحدت دل من شرح پنہانش | الہم قفل زبان من کلید باب عرفانش

غالب

دلم وادی عشق و عرصهٔ حشر است دالانش
شعاع آفتاب حشر هر خار مغیلانش

فنا کن تیر عالم سوز و برق آه پیکانش
کمانش قامت پرخم زه او هر رگ جانش

مرا یاریست لاثانی که در چاه زنخدانش
بهر آویزه آویزان هزاران ماه کنعانش

بدریا نیکه مارا کشتی دل لنگر انداز است
نباشد بحر عمان قطرهٔ از موج طوفانش

درون ما را چه تشبیهی بآتش خانهٔ گبران
شرارے دام بگرفت است دوزخ از حریقانش

شگفته لاله زارے دارم اندر سینهٔ نفتم
که شد داغ دل خورشید یک یک داغ سوزانش

بهشتی کو مرا در گوشهٔ خاطر نیاد آوند
نیرزد باغ رضوان با گلے افتاده زعصیانش

ندارم رغبتی با گل نخواهم صحبت بلبل
مرا کاریست با این پرده اے صد داغ حرمانش

وے کان بار اعظم را که خلقی بود ازان عاجز
بسر بنهاد چون تاج سبک با عزت شانش

وے کز فعل خود شد چون ظلوم و هم جهول انسان
بظلم و جهل او دیدند چون ملاؤس بر قصانش

وے در نشهٔ جام الست از خویشتن رفته
وے قلادهٔ قالوا بلیٰ در گردن جانش

وے از تخم بر برگ و ثمر دار فتهٔ قدرت
وے از قطرهٔ نیسان نظر بر گوهر غلطانش

وے کز صورت خوبان به بیند روی صورتگر
وے کز سنگ خارا مستنیر از لعل بدخشانش

وے نادیده روی شاهد مقصود تا اینیدم
که منها سال شد آخر درین خواب پریشانش

مگر با اینهمه نومیدی و حرمان ناکامی
بحمد الله که هست اندر ترقی لهر عرفانش

ازین ست اینکه شیر فاطمی اندر گلو دارد
ازین است اینکه بر پشتی ست پشت شاه مردانش

هم او فرموده عرفان خدا فسخ العزائم را
هم آخر شد بعهد عشرت حیات پرعهد رانش

اجابت باد عالیش بر ستیز آماده تا اینیدم
فراغت در گریز استاده از حال پریشانش

نعمی از عسرت دنیا بگیرد دم بهم نمیگردد
که حق فرموده است از لا تطیری بر منع آسایش

خوشم با اینکه چشم حق نگر در گلشن عالم
کسی با یک گلے خالی ز رنگ و بوی لوانش

خوشم با اینکه در هر ذره نور اوست عکس گستر
خوشم با اینکه در هر قطره موج اوست سیلانش

نیاید ذره نور از خورشید بر زمین هرگز ... نبارد ابر اگر باشد بجای قطره فقدانش
خوشم با اینکه از چشم حقیقت بین چو می نگرم ... به هر نیک و بدی می بینم از هر یک جدا شانش
یک آن ابریکه سیراب سازد زمین مرده را زنده ... یک آن برقیکه سوزد بشرار قهر دامانش
گهی آن ابر کانرا رحمت حق میتوان گفتن ... چنان بارد که آرد زحمتی بر خلق طوفانش
همان نسبت که این اجرام سفلی راست با علوی ... همان اجرام علوی را بذات فیض بنیانش
عذاب دنیوی بر منکران حق که می آمد ... نزول رحمة للعالمین برکند بنیانش
کنون فرعونیت هرگه در ایشان پدید آید ... بهم پیچند و میریزند خون همه عصیانش
بلای کبر و نخوت هم بلای هست بی درمان ... که برانگیخت جرمن را بجد او قتل اخوانش
ز آتش یا ند یک اخگری در خرمن جرمن ... نماند دانه از عقل و دانش هرچه بود آنش
برد آنجا سوی جحیم و خاکستر کند او را ... در آنجا پرشود کل یورپ از دود پریشانش
فغان از جان چندین لک انسان بیکس ... فغان از بیوگان و نیز فریاد از یتیمانش
بروز حشر چون پرسند ازین خونریزی ناحق ... چه بتوان شد جواب از جرمن و انصار و اعوانش
بحمدالله که هست اینک صدا قیصر جرمن ... که تا اکنون بر آینده نهست این جنگ و سامانش
نگاه ماست سوی جارج پنجم قیصر خود ما ... که باشد بر سر ما تا قیامت ظل احسانش
به نظم و نسق و فضل و بذل و هم عدل و جهان بانی ... نباشد در جهان هم مقابل هیچ سلطانش

فتح است این دعا از حق بزعم خواهش جرمن
که بادا هندیان را او نگهبان حق نگهبانش

قصیده پسندیده در بیان نعمای الٰهی و ترغیب شکرانه آنها مصنفه اگست ۱۹۱۵ع در فتح گڈھ

شعر ۳۷	مفعول - مفاعیل - مفاعیل - فعولن	ع ۴۷

حمد است سزاوار خداوندِ نعم را
خلاقِ جہان رازقِ ذوالجود و کرم را

ستّارِ عیوبے کہ ہمہ او داند و یامن
غفارِ ذنوبے کہ جحیم است تہم را

علمش کہ بسیط است بہر شے کہ توان بود
حکمش کہ محیط است بدر او عدم را

از دفترِ امرش کہ بود کن فیکون حرف
حرف آنکہ بحیرت فگند لوح و قلم را

فیضے کہ رسد از کفِ جودش بسر عرش
ہم میرسد آن فیض و جوش تہِ یم را

آن قادرِ مطلق کہ ز یک قطرۂ آبے
ہم دُر بکند ہم بدہد تجسیم شکم را

آنجملہ مقادیر کہ در روزِ ازل بست
دخل است دران تغیر و تنقیص نہ کم را

تابے نہ بخورشید کہ بر وقتِ معین
پرِ نورِ نماید نہ مقامات ظلم را

دارد نہ توان حضرتِ میکال کہ دارد
از رزق تہی در ذوی الارواح شکم را

ہرگز نہ بود تاب و توانِ ملک الموت
در کارِ اجل وقفہ کند یک دو سہ دم را

آن ربِّ کریمے کہ بہنگامِ مکافات
بر قہر و غضب غلبہ دہد رحم و کرم را

لطفش چو کند بذل نہ مانع بودش ہیچ
قہرش چو زند شعلہ بسوزد تہِ یم را

ہرگز شکِ نسیان و خطائیت بکارش
دخل است بہ قولش نہ دروغ و نہ ستم را

آن قادرِ قیوم کہ از پشۂ لنگے
معدوم کند ہستی نمرود دژم را

آن قاہرِ برحق کہ بحکمش ذرۂ آب
فرعون مع الخیل رود ملکِ عدم را

ہر خوردۂ سنگے ز ابابیل تفنگے
گرد آید ہمہ محصور ز پیلان چو حرم را

آن رازقِ برحق کہ بیارد با شرار
یکسان بکشاد دست در رزقِ امم را

آن ربِّ کریمے کہ بارِ بابِ کرامت
آمادہ بہر دم بود او بذل کرم را

العظمۃ للہ کہ مرغانِ ہوائی
سازند پُر از ماہی جاندار شکم را

حیوان و نباتات پئے رزق کہ وقف اند
محض از پئے انسان نگر این خاص کرم را

البان و لحوم از شقِ اوّل خورد و شیر
ز اثمار و برِ دوم آسودہ شکم را

لبن البقر و لحم خروس از ثمر انبہ | گندم ز بر و را ابینہ را اسند نعم را
بر سفرۂ گیتی جز ازین نعمت الوان | بسیار مہیاست با شرب و طعم را
در گرسنگی بد مزہ ہم ہر شے ماکول | بسیار خوش آید دہن و حلق و شکم را
از اکل و ہم از شرب بسے نعمت الوان | انعام خدا ایست مرین نوع اہم را
چشیدا از آن ہمہ الطاف خداوند | بینید بغور آن ہمہ نعمائے اتم را
چشم و دہن و گوش و زبان و لب و دندان | حلق و مری و معدہ و امعا و شکم را
نطق و بصر و مدرکہ و حافظہ و لمس | ہوش و خرد و ذائقہ و قوت شم را
بحر و بر و کوہ و چمن و بلدہ و صحرا | دام و دد و مرغان و وحوش تہ یم را
علم و ہنر و صنعت و ہم زرع و تجارت | خلق حسن و لطف و مدارات کرم را
و نہاست بسے کان بوجود تو اسیر اند | بسیار از انہا کہ باشند خدم را
آنکس کہ بہ بخشید ترا اینہمہ نعما | بکشاد چنان بر تو در فضل و کرم را
خواہد نہ کہ اسے بدہی در عوض او | خواہد نہ کہ بستند ز تو دینار و درم را
اقرار اگر ہست خودی طلبد نیز | تصدیق ہمی بودن سلطان امم را
وا ای شد کہ ہست از عمل سرور عالم | بودند چرا احکام خدا دیگر امم را
صد حیف کہ با اینہمہ انعام الٰہی | مسلم نہ کنید سجدۂ خداوند نعم را

فریاد ذبیح از تو کہ با اینہمہ اداش
خود می نہ کنی آنچہ سپاری تو دلی را

مثنوی در حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی و ترغیب عبادت با مسلمین و مخالفت موجودہ اثنای وطن و تدبیر آن و ضروری ہدایات
بارگاہ [illegible] نوشتہ ام سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء

فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلن

قطعہ تاریخ تصنیف مثنوی ہذا طبع زاد سید محمد ایوب مد اللہ عمرہٗ پسر ثالث مصنف و ہو ہذا قطعہ

والدِ ماجدم بہ طرز نوین ... چون نوشت این صحیفۂ مرغوب

برکاتِ ذبیح ـ از سر فکر ... نام تاریخیش نہاد ایوب

ایکہ در ملکِ ہم ہر استخوانم را ثبت ... ہر رگ و ہر ریشہ و ہر پے نمایان ثبت

ہر سر مویم زبانے در ثنایت تر زبان ... بر مُصلّا یکہ ہست از پوست بر ہر استخوان

موئے سر موئے مژہ موئے بروت موئے ریش ... موئے پشت و موئے صدر و موئے دست و پائے خویش

این ہمہ در وضع خود ہا ہر چہ دارند اختلاف ... ہیشا پدرا ز ندرت کاریت را و اشگاف

از سر و از چہرہ و از صدر و پشت و دست و پا ... دادہ ما را چہ حسنِ دلفریب و خوشنما

اندرون سر ـ دماغ و نطق و ہم سمع و بصر ... و اندرونِ تن ششش و ہم معدہ و قلب و جگر

روز و شب ساعت بساعت کار خود ہا میکنند ... گرچہ ہر دم بہر ما یاد ار خود ہا میکنند

تحتِ اینہا از عروق و عصبہ ہائے بیشمار ... کارسازِ ما نمودی کارکن مصروف کار

در بطون اینہمہ دم کردہ روح روان ... جلوہ گر فرمودہ یا یوسفے در کاروان

در لطافت آنکہ در دنیا ندارد جواب ... در شرافت از ازل ز افراد فردِ انتخاب

خطاب بروح

مرحبا صد مرحبا اے بلبلِ گلزار قدس ... مرحبا اے عمدہ ترا نموذج بازار قدس

مرحبا اے طرّۂ فرخندہ پے از کردگار ... مرحبا اے طایرے از گلشن پروردگار

مرحبا اے تا کنون سرشار از جام الست ... مرحبا اے تا کنون از بادۂ توحید مست

مرحبا اے ہم کلام حضرت رب العُلےٰ ... مرحبا اے ہم نوائے نغمۂ قالوا بلےٰ

السلام ای آنکه چیدی گل بگلزار جمال — السلام ای آنکه دیدی چهرهٔ رب ذوالجلال
در حرم چنیده گلهای نظاره توئی — مجرم از کید و مکر نفس اماره توئی
السلام ای آنکه در دنیا توئی ما را رفیق — السلام ای آنکه در عقبی توئی ما را شفیق
السلام ای آنکه مسجود ملایک بوده — السلام ای آنکه ما را راه حق بنموده
السلام ای آنکه تنها یک توئی غمخوار من — شو بوقت مشکلات آخرت هم یار من
گر نداری همت یاری من روز جزا — کن بوقت واپسین یاری من بهر خدا
آیدت زین خانهٔ تاریک چون وقت سفر — کن بمن بالای صد احسان یک احسان دگر
قبل از آن گردان مرا نوک زبان ورد زبان — اسم ذات پاک اعلی حضرت کون و مکان
تو مرا روحی و جسم زار من پیشت پشیز — نیست در دنیا عزیزی افزون ترا زجان عزیز
حیف در عهد جوانی قدر تو نشناختم — حیف در لهو و لعب عمر گرامی باختم
یاد دارم که می جستم پی بام فلک — می شمردم کار آسان جنگ با جن و ملک
بارها در فصل گرما سیر دشت و مرغزار — با پیاده بالتواتر کرده ام بهر شکار
عمر من اکنون که بگذشت از سن هفتاد و هفت — چون کنم کاری که اینک طاقت کارم از دست رفت
بالخصوص آن کار کان را کار عقبی گفته اند — تا تمام از عابدان کانها بشب ناخفته اند
من کجا و آن جوان مردان راه حق کجا — کرده کانان ترک خواب و خور پی یاد خدا
نیست در دستم پشیز از زاد راه عاقبت — کو من ناکاره و کو کارگاه عاقبت

حوادث دنیا

غیر ازین بشنو تمامی نیست کان در حادثات — بالتواتر کرده ام صبر از پی عفو و نجات
سه پسر از شصت تا سی ساله لایق خوش جمال — هم دو منکوحه نباشد و دو برادر ذی کمال
پیش ازین ده بچگان خورد با سه ام شان — کرده ام از دست خود در زیر خاکستر نهان
اندرین هر جا دلم شکرش بجا آورده ام — زانکه از توفیق حق صبر و تحمل کرده ام

من کجا و طاقتِ برداشت این صدمات کو
گر عطا کردے نہ توفیق تحمل لطفِ او

شد گر این صبر جمیلم در جنابش مستجاب
غیر ممکن تھے کہ یابم رستگاری از عذاب

ورنہ من کردم عباداتے کہ اکنون مستنیم
من بران لافِ عبادت گر زنم کاذب منم

صفت عبادت

بے حضورِ دل عبادت پیشِ حق منظور نیست
صد ہزاران بار بنیش ۔ صد ہزاران بار نیست

آن عبادت بُد کہ تیر از ہر دو جانب رو نما
برکشیدند از کفِ پائے علیؑ مرتضیٰ

وان مصلیٰ را خبر زین جز رو مدہ ہرگز نبود
تیر از پایش کہ بکشید و چہ سان بیرون ربود

وائے بر ما کاین سر و پشت و سرین و دست پا
در نماز اند و مگر ما دور ہستیم از خدائے

حیف بر فخرے کہ بنمائیم ما بر این نماز
تف بران نازے کہ فرمائیم ما بر این نماز

زین نماز پنجگانہ کارِ دنیا شد سیاہ
زین نماز پنجگانہ کارِ عقبیٰ شد سیاہ

ہست فرمانِ نبیؐ حق را ببین اندر نماز
ورنہ بینی ۔ وان ۔ کہ می بیند ترا آن بے نیاز

آید وقتِ نماز از شوق بر چہ وَاضطرب
زانکہ حق فرمود در قرآن کہ اسجُد وَاقترب

قربِ حق حاصل ترا اندر نماز است و نماز
گر بدانی کانکہ حاضر پیشِ بے نیاز

کن برون از قلب خود وہم و خیال دیگرے
زانکہ تو استادہ پیش خدائے برترے

آنکہ از رازِ دلِ تو مو بمو دارد خبر
نے خیال و نیت و وہم تو بر وے مستتر

پس نمازِ بے حضورِ قلب اگر کردی ادا
این نماز اندر حضورش ہست بدتر از قضا

مثال

پیشِ ما آید یکے و گفت غمخوارت منم
از دل و از جان خود یار وفادارت منم

یا باقرارِ زبانش بینمائیم اتفاق
گرچہ گفت است او بما ہر حرف از روی نفاق

لیکن آنگہ ہست واقف از بطون ہر کسے
اعتمادش نے تواں کردن بقدر یک نخیے

پس نمازِ بے حضورِ قلب را باشد چہ قدر
در حضور آنکہ میدارد خبر ز اسرار صدر

میدہم انصاف در دست تو ای مرد خدا
این نماز اندر نگاہت شد ادا یا شد قضا

من درین باب آنچہ بنوشتم ز خود بنوشتہ ام
نے کتابے دیدہ ام نے از کسے بشنفتہ ام

بودم آگہ بسکہ من از حالِ زارِ خویشتن
آنچہ بنوشتم پئے اصلاحِ کارِ خویشتن

نے برائے دیگران بر اعتبارِ خویشتن
زانکہ ہر یک راست خفتن در مزارِ خویشتن

ہر کہ بیند نکتہ چیند یا کہ بستاید ورا
نے شکایت زان مرا نے حکایت زین مرا

باز رجوع بہ ترکیب انسانی

خاص آن موزونیت کاندر تن و ابیات ہاست
ہر دو مصرعہ جان یکدیگر اگر گویم رواست

ہر دو زلف و ابرو و چشم و رخ و لب پا و دست
بہ ہمہ با یکدگر موزون چہ سان افتادہ است

فن شعر اندر جہان ہر گہ کہ آمد در کتاب
از ہمین موزونیت ہا کردہ باشند اکتساب

لیکن این ابیاتِ شعری کو - کجا ابیاتِ تن
این ز مخلوقاتِ فانی - آن ز خلاقِ زمن

شاعران در وصف انہا گو غلو ہا کردہ اند
در سراپائے کس و ناکس چو رخ آوردہ اند

لیکن ایشان را دران خبط الحواسی این چہ کا
این لطائف ہست در وی دائمی یا مستعار

این نوادر ہست اگر از دستکاری دگر
آنکہ دارد قدرتے بر سلب انہا بیشتر

پس ستایش کردن او مقتضای ابلہی ست
ہم دل و جان بہر او دادن نشان گمرہیست

مستحق جان نثاری ہست اگر صناع اوست
ہر کہ دل او را دہد نے در جہان مناع اوست

در خلا و در ملا ہر جا کہ خواہی پیش تست
چون ہمہ خویشان شوند اغیار تو او خویش تست

آنکہ در ہر نغمۂ سوز است ازان و ساز ازان
و آنکہ در ہر عشوۂ و غمزہ ازان و ناز ازان

آنکہ در ہر پردۂ صوت خوش آہنگی دہد
و آنکہ در ہر گلشنے گلہا تنگ یکرنگی دہد

آنکہ جسّان ہر کسے در قبضۂ تقدیر اوست
و آنکہ قلب عاشقان مہمان نواز نیز اوست

تقاضاے انسانی

این توازن این تناسب انہمہ حسن و جمال
ہست در مخلوق دیگر ہم بہ حدِ اعتدال

لیکن انسان را چو دادست او شرف بر دیگران
از تلطف داد نعمای دگر هم بیکران

پیش ازان دادش بهر شی اختیار و اقتدار
از جماد و از نبات و هم ز حیوان بیشمار

هم ز بحر و بر و کوه و جمله طبقات زمین
هم ز خاک و آب و نار و باد تا چرخ برین

تا که هر یک شی بکار خویش در کار آورد
یا بجلب منفعت او را بیازار آورد

حاصلش این کاین تمامی عالم نادر وجود
از برای حضرت انسان بیامد در شهود

هان نه بودی بود این عالم اگر نابودنی
هان بنودی عمر هر نو عمر اگر فرسودنی

دیگر از من نشنوی مگر این آدمی
از تفاخر پا نمی بگذاشت بر روی زمی

این زمین را هر گز او بر حال او نگذاشتی
رایت خود بلکه بالای فلک افراشتی

هست حد عمر انسان گر چه تا هشتاد سال
لیکه تا اینجا رسیدن هست یک امر محال

جمع ست اسباب صحت گر چه بسیار این زمان
در طفیل جارج پنجم قیصر هندوستان

تا هم اینجا هست بیشی و کمی در فوت نیست
زانکه در دست سلاطین هم دوای موت نیست

یک وبائی تازه امسال ست دایر در عوام
اندکی خون آمده از حلق و شد کارش تمام

از جنوب و هم شمال هند طوفان خاست ست
هر چه در راهش فتاد آن شهر هم بگذشت ست

موت هر کس گر چه امروز ست بر دوشش سوار
لیکن از یاد الٰهی هیچکس دارد نه کار

نزاعات هندوستان

از دو یکسال آتش کین باز بگرفت اشتعال
در میان هندو و مسلم جدال است و قتال

اولاً مقتول و مجروح از دو جانب میشوند
بعد ازان بردار و هم در جیل آنها میبرند

هندوان آماده بر اخراج مسلم بوده اند
مسلمان هم زور خود ها جا بجا بنموده اند

عشره و عید الضحیٰ و رام لیلا راست نام
هندوان در اصل میخواهند از ایشان انتقام

زین مفاسد سلطنت در پیچ و خم افتاده است
در حقیقت بر سر این تازه غم افتاده است

دیده باید چون شود انجام این کار سترگ
زانکه هست از مرگ گرم این تازه بازار گرگ

تا کجا در دفع این شر بر بخیز و سلطنت | در بخیز و تا کجا خونها بریزد سلطنت

الغرض گرم است بازار اجل از هر طریق | عقل ما یان لیکن افتا دست در غار عمیق

او نمی بیند که این پاداش و اعمال من است | او نمی داند (بجنبے انسان) که این آورده افعال من است

دیگران را چون تو الم گفت چون ما مسلمان | از حد اسلام دور اند وکم از کم بر گران

آمد است اندر جهان بهر عبادت آدمی | آمد است اندر جهان بهر اطاعت آدمی

نیست معبودش بجز ذات خدائے ذوالجلال | نیست مسجودش جز آن یک فرد بے ند و مثال

هست در اسلام بعد از حکم حق حکم رسول | طاعت این هر دو فرض آمد بر ارباب عقول

بعد از ان دان حکم آن کو هست بر ما حکمران | گر نباشد بر خلاف حکم از بینیشلینا ن

هر سه این احکام قرآن را بقرآن دیدنی ست | بعد از ان اطوار هر فرد مسلمان دیدنی ست

از شریف مکه تا اعرابیان آن دیار | بنگر اطوارے که امسال آمده بر روی کار

واے بر دو سه هزاران حاجیان دردناک | کالعطش گویان شدند از ظلم شان ناحق هلاک

همچنین حال تمامی مسلمانان دهر بین | قهر از مسلم بمسلم از خدا این قهر بین

غیر مسلم نیز اگر بر ما جفا ها می کنند | مستحق را حق رسانند و وفا ها می کنند

بعض از ما دعوے اصلاح قوم انگیختند | آبروے قوم از چشم حکومت ریختند

بانی آن آبروے بُد سید مرحوم ما | بانی آن آبرو دشتند این گروه مشئوم ما

آن حکومت کوست مبنی بر اصول معدلت | آن حکومت کوست یکتا در نظام سلطنت

مسلمے کز غیر مسلم چشم نیکی داشت است | در زمین شوره تخم مدعا را کاشت است

حیف بر مسجد که از اغیار شد مندر نما | حیف بر مندر که شد از اسلامیان رو منتکا

حاصل این اتفاق باهمی بنگر که اوست | آنچه در دهلی ست بر پا و هم او در لکهنو ست

در الہ آباد و هم قهر الهی نازل است | اتفاق باهمی و در افتراق کامل ست

باش تا در اندکے بینی که در هندوستان | در مقامے هم نه از ان دانان یابی نشان

رہبری قوم مظلوم اندرین مشکل کنند — از گورنمنٹ استعانت بہر او حاصل کنند
زانکہ در زور و زر این بس کمتر است از دیگران — در وفاداری مگر بس برتر است از دیگران
سلطنت را انسداد این مظالم لازم است — بہر حفظ مسلمان بذل مکارم لازم است
چشم بد بین گر تو باشی برز دانش پاش پاش — تا ترا سازد بہین اسلام زودک پاش پاش
عمر اسلام اندرین دنیاست تا حشر ای حریف — مراست ہست این راست ہست این نیست این قول ضعیف
انسب ہست اندرین حالت پئے ما و شما — از طریق اتفاق اصلاً بجنبانند پا
ورنہ این آتش اگر بگرفت زاید اشتعال — بودن ما و شما در ہند ہست امرے محال
آنچہ گفتم من دریں باب از مروت گفتہ ام — از تگدر نے بل از جوش اخوت گفتہ ام
صلح جوئیم از ہیجا اگر با ہم ما صلح آمادہ ایم — ورنہ با ہم سر بکف از بہر جنگ استادہ ایم

مناجات بجناب باری تعالیٰ شانہٗ

اے خداے رہنمائے ہر مظلوم و ہر جہول — این ذبیح تست ز اعمال زبون زار و ملول
عمر او بگذشت صد افسوس اندر پیشہ ٔ — کو درخت نیکوئی را بود برّان تیشہ ٔ
در وکالت بلیت از کذب البیانی چارہ اش — بہر کار عاقبت کردست کونا کارہ اش
از زنا و از لواطت ہیز دیگر محرمات — داشتی محفوظ گو او را نہ بد پائے ثبات
حیف چون عمرش ز ایام کہولت در گذشت — جا گزین در گوش ہوشم شد صدا باز گشت
تن بران شغلے مرا گو از عبادت باز داشت — الف از ان کار کہ از کسب سعادت باز داشت
دیدہ و گوشم چو شد معذور از دید و شنید — رعشہ در اندام نا فرجام من آمد پدید
من بمسجد میروم پایم بیچے جنبید ز جا — من بہ سجدہ می فتم پشتم نمی گردد دوتا
من ہمی گویم کہ بشنو گوش میگوید کہ نے — من ہمی گویم کہ بے بین دیدہ میگوید چہ شے
اندرین حالت کہ توفیق عبادت دادہ — یا ورشر مندگی در بندگی بکشادہ
توبہ توبہ سوئے طعن در حق مولیٰ از غلام — الحذر الحذر اقتدار آن شہنشاہ انام

ذره را خورشید کردن مرترا آسان تر است
یاس را امید کردن مرترا آسان تر است

او ترا توفیق طاعت گر به پیری داده است
در حقیقت یک نوید دستگیری داده است

تو که در قرآن هزاران کلمة الله خوانده
هم دران لاتقنطو من رحمة الله خوانده

شکر این نعمت بجا آر از دل و هم از زبان
در نوافل کن فزون شکرانه ش را یک دوگان

باعثِ این نعمت عظمے ست پیر و مرشدت
سیدی وارث حسن آن دستگیر و مرشدت

گریه بر حالم که من با اینهمه تقویتے
مے کنم از خویشتن بر خویشتن تعزیتے

یاد مے آرم چو از یاداش اعمال زبون
در عروق من معطل می شود دوران خون

دیده می دوزم چو بر انجام کارِ خویشتن
کورهٔ حدادے ببینم مزار خویشتن

آه آه از هر رگ و پے سختی جان کندنی
آه آه این خاک شوم اندر مغاک افگندنی

آه آه از شدت و تنداتِ نکیرین آه آه
از سوالات و جوابات نکیرین آه آه

الغیاث از هولِ صبح روز محشر الغیاث
الغیاث از آذرِ عالم سوز محشر الغیاث

آه از بگذشتن ما از پل پشتِ صراط
آه آن پر پیچ و [illegible] از گذشت صراط

آه امان زان غم که در میزانِ عدل و امتحان
پله [illegible] می شود یا پله سنگی گران

بر کریمی و رحیمی وے ست ایمان ما
زانکه هست او رب ذو الغفران با احسان ما

هم غنی و هم مذل و قادر و جبار نیز
هم قوی و منتقم هم عادل و قهار نیز

جمله اسمائے صفاتند ش صفات اسم ذات
من ندانم گیر دا و کار از کدام اسم صفات

فریاد بحضور شفیع المذنبین

الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث
الغیاث اے دافع هر کرب و شآمت الغیاث

الغیاث اے باعث تکوین عالم الغیاث
الغیاث اے باعث تدوین عالم الغیاث

الغیاث اے طالب المولیٰ و مطلوب احد
الغیاث اے بهترین محبوب الله الصمد

الغیاث اے شافع امت شفیع المذنبین
در تمامی بندگان یک بندهٔ فرخنده
حق تعالی را ذات ظریف گرامی تر از آن
در نه باشد هر که محبوب خدای ذوالجلال
هست [illegible] در تعلق شأن او حرفی زدن
از غلامان غلامانش بسی بگذشته اند
آن تنگ ظرفی ایشان شد چو زیشان آشکار
گر بنا و روی محمد را خدا اندر وجود
انبیا از بهر وی آدم تا عیسی بیشمار
لیکن آمد تا اکثر از امت چو عاجز آمدند
[illegible] از نوح تا موسی ز هر یک ماجرا
قصه نمرود و فرعون قصه عاد و ثمود
آنچه شد اندر عهد این همه پیغمبران
[illegible] فتح اهم در بارگاه لم یزل
آنکه بد در اولیت از همه خلق اولین
دیدنی هست آن مظالم آن مصایب بر ترتیب
لیکن او نگفت از دل رنج و کلفت کرده کم
بد عادر رحق انها هیچگاهی هم نه کرد
[illegible] سی و چهل ش کاده برو [illegible]
چارده صد سال لفظی کم زیک بگذشته است
شکر الله زانکه [illegible] گرمی ست بازارش هنوز

الغیاث اے رحمت حق رحمة للعالمین
بیش از انسانی بباطن گو بظاهر بندهٔ
جز بعبدیت بنا مد حرف دیگر بر زبان
الله الله درجهٔ آن اختر عرش کمال
او همید اند و زان بهتر خدای ذوالمنن
بر انا الحق یا بهم چونش که قربان گشته اند
وین گران ظرفی که بر عبدیتش جانم نثار
بود تا محدود را وانجا همه نابود بود
آمدند و هیچ وحدت شد نه زایشان استوار
بر در قهر الهی دست اضطراب زدند
زانکه مملو هست قرآن ز ابتدا تا انتها
عهد ابراهیم و موسیٰ عهد نوح و لوط و هود
روشن است اندر جهان قرآنست هم ناطق بر آن
بود ز تقدیر او نوشته از روز ازل
وانکه بد در آخریت یک نبی آخرین
آنکه بر جانش گذشت از کجبان بی ادب
ربنا اهد [illegible] اللهم اهد اللهم اهد اللهم
آنچه کرد او هیچکس هم از نبی آدم نکرد
بانگ توحید خدا از هر طرف شد آشکار
تا بدینا مذهب اسلام شایع گشته است
هست در امریکه و یورپ هم اظهارش هنوز

گو مرا هم نسبتے اقرب به ذاتِ پاک اوست
شرم مے آید اگر گویم که من مصطفویم
زانکه دارم نسبت در دل با حروفِ منجلی
سیدۂ خاتونِ جنّت را چو این ارشادِ اوست
آنکه بر حرفے عمل کرد او نه از فرموده اوست
باعث این جرات من حسرت و یاسِ منست
هست این احساسِ من هم گرچه از تائیدِ حق
یک سرِ مو من نمیدانم ترا دور از خدا
یا نبی اللہ اذکرنی بهر دشواریم

وائے بر محرومیٔ من کز صفاتِ پاک اوست
ننگ میزایدم اگر گویم که من هم رضویم
انتباه۔ اعملی یا بنت احمد اعملی
وائے بر ذریتے کو طالب ابدا دلست
وانکه گامے هم نزد بر مسلکِ فرموده است
زانکه میدانم که در قلبِ تو احساس نیست
نیست کم پیشم مگر تعظیمت از تمجیدِ حق
نے جدائی از خدائی نے خدا از تو جدا
یا حبیب اللہ انصرنی بهر ناچاریم

سلام بحضورِ خیر الانام

السلام اے از یمِ وحدت دُرِ یکدانۂ
السلام اے کافِ کن را مرکزِ کاشانهٔ
السلام اے بندۂ مطلوبِ حق مهمانِ حق
السلام اے جانِ جانِ جانانِ السلام
السلام اے پرده دارِ میمِ احمد السلام

السلام اے زلفِ کثرت را مبارک شانۂ
السلام اے حرفِ کن را نقطۂ فائے وفا
السلام اے خواجۂ محبوبِ حق جانانِ حق
از پئے اللہ اکبر خانِ خانان السلام
السلام اے بادہ خوارِ جامِ الحمد السلام

رجوعِ ذکرِ خیرِ جنابِ مرشدنا مدظلهم

این مرا فیضے که هست از ذاتِ فیض آیاتِ اوست
نے مرا تنها بل اکثر دیگر اخوان مرا
نام نامی گر بپرسی سیدی وارثِ حسن

آنکه در هر دو جهان پشت و پناهم ذاتِ اوست
آنکه امروزند در تعداد یک لک سوا
ست در گوڑا جهان آباد اگر جوئی وطن

ہست نیز او۔ گرچہ مشہور ست تنہا صابری
بینیش گر در قیام و در رکوع و در سجود
اللہ اللہ اہتمام خاص او بہر نماز
در نماز آنگہ کہ او در تلاوت میدہد
از دہانش بردمد خورد و کلان ہر آیتے
در دم تلقین چو با مسترشدان رو آورد
زانکہ با ذکر الٰہی دارد او میلان تام
اللہ اللہ عظمت آن حلقۂ ذکر الٰہ
ذکر اسم ذات باشد یا ز اسمائے صفات
حلقہ ہائے دیگرے ہم از بزرگان دیدہ ام
ذاکرین از صد کم اند و یا کہ زاید از ہزار
ہر یکے محو ست در ذکر خدائے ذو الجلال
شد مرا در سال ماضی خاص در ماہ صیام
من شبے حاضر بُدم در خانقاہ لکھنؤ
می‌نشستم نیز در پہلوے پیر دستگیر
ہر دو چشم و ہر دو دست و ہر دو پا بربستہ
دیدمش در حلقہ ہا از نقوشش بیشمار
نے توانم گفت لفظے ہم ز آب و تاب او
ہیچ جائے نیست در دنیا مقدس تر کہ او
چشم بد بین کور بود چشم بنشین گرد را
ہست آئینہ مظہر ان وحدت ذات فیض آیات او

بہرہ مند از نقشبندی سہروردی قادری
عظمت رب العلیٰ آید نظر اندر شہود
در دم احضار او در بارگاہ بے نیاز
ہر مصلّٰے را ز خوان حق ضیافت میدہد
شائقین را میرساند لذتے بغایتے
ہر حجابے از میان وحدت و کثرت برد
حلقہ در گوشان او آید حاضر صبح و شام
مینماید شوکت عرش معلّٰی خانقاہ
ہر چہ خیزد از زبانش مینماید نادرات
لیکن این کیفیتے نے دیدہ ام نشنیدہ ام
ہر یکے در حلقہ ہست از قید دنیا رستگار
ہر یکے بیخود بیاد ذات پاک بے مثال
صادر از خوش تبسم در لکھنو حکم قیام
نے غلط کردم غلط در بارگاہ لکھنؤ
گرم شد چون ذکر اسم ذات آن رب قدیر
چار زانو یا دو زانو ہر یکے بنشستہ
در ہمانجا جلوہ فرما زیر چتر زرنگار
نے توان گفتن زدن از نور و از سیلاب او
اعتکاف آنجا نکرد و نیز کسب فیض از و
چہرۂ پرنور او را ساختہ حق حق نما
نیست نفی لا و ہم را دخل در اثبات او

گر بجوئی از کم و کیفِ بزرگانش خبر
هر یکے واصل بحق تا حضرتِ خیر البشر

سینہ اش گنجینۂ اسرارِ توحیدِ خداست
دیدہ اش ہم دیدۂ انوارِ دیدِ مصطفےٰ است

در علومِ دین ست دستارِ فضیلت بستۂ
در شیونِ معرفت از شانِ حق گلدستۂ

مصطفےٰ ما جاء الّا رحمۃً للعالمین
مرشدِ ما بہرِ اصلاحِ دماغِ مسلمین

بالخصوص آن مسلمانے کز رہِ دینِ نبیؐ
دور افتادند۔ از درسِ علومِ مغربی

ہست دشوار از مریدانش شمارِ ہر مرید
عنصرِ این طائفہ اُ است از یک لک مزید

رجوع بعرضِ حالِ خویش

من بسال یکہزار و ہشصد و ہفت از مسیح
گشتم از تیغِ غمِ ادریس ایل ایل بی ذبیح (پسرِ اوسطِ مصنف ۱۲)

از علاماتش یقین کردم چو انجامش بخیر
غیرِ حق را از ہمان دم دیدہ ام از چشمِ غیر

زانکہ او بُد ز ابتدا پابندِ صوم و ہم صلوٰۃ
ہم بزرگے حق پرستے را بُد و بُد التفات

بد ز غفلت تا ز بانے مرگِ آن نوگل ابن
در تلاشِ مرشدے کامل بسر بستم کفن

بُد دعائم از خلوصِ دل بدرگاہِ خدا
مرشدے کامل عطا کن زود بہرِ مصطفےٰ

ہفتہ نگذشت ازان کان اخترِ برجِ مراد
بر سرِ من تافت از قدرتِ ربُّ العباد

من بُدم در فتحگڈھ او بہ لشکا معتکف
کیست جز حق کرد کو سوئم عنانش منعطف

آمد و اندر دمے بیعت زمن بگرفت رفت
یک شب و یک روز اندر فتحگڈھ بگذشت رفت

شکر للہ ہژدہم سال ست از بیعت مرا
تا کنون ست التفاتش وجہِ جمعیت مرا

نیست غم ہستم پئے عقلی اگر بے مایۂ
بس بود از مرشدِ برحق مرا یک سایۂ

زانکہ این ظل ہست ظلِ آنکہ ظلِ مصطفےٰ است
مصطفےٰ در اعتقادم سایۂ نورِ خداست

چونکہ من پا در رکاب استم از اینجا زانجناب
دست بستہ میکنم تحریکِ یک کارِ ثواب

قبل و بعد از مردنم در خاص وقتِ خاص جا
کردہ باشند از پئے این بندۂ عاصی دعا

وز پئے ایصال خیر از حصهٔ متروکه ام — کار خیر جاریه مختص بفرمایند هم

زانکه ابراهیم و ایوب و مسیح الیاس نیز — تابع حکم جناب استند و ذی عقل و تمیز

لیکن ایشان بعدِ من بهر من و پیشیان — غیر تاکیدِ جناب صلا نکردن میتوان

میگذارم جایداد بهر آنچه من از نام خویش — قیمت تخمینی اوست از هفت الفت بیش

نصف تقسیم وارثان خویشتن را میدهم — نصف بهر خویش و هم ازواج خویشان مینهم

حاصل یکربع بهر کار خیر جاریه — حاصل یک ربع بهر مردگان در فاتحه

فاتحه هر روز وقت شام بر یک مرده — بر طعامے بهر مسکینے صعوبت خورده

کن بنام مرده ضم کل مومنین و مومنات — من لدن الآدم و حوا علی کل ذریات

بعد از الحمد قل هر چار خوان بر فاتحه — هم درود پاک افزون ساز بهر فاتحه

نام آن مرده بخوان از بهر ایصال ثواب — هم بجمیع المومنین و مسلمین الکن خطاب

والد ایصال خیر شمس من و اخوان [illegible] — یعنی ملا اسحاق و عمر صدیق سر سه جان من

بعد از ان زوجات و اولاد من و اخوان من — در بلوغ آنرا که دادم من جهیز یک کفن

شرم از او زینب و یوسف هم یحیی مراست — زآمنه خاتون هم از ساره هم صغری مراست

هم ز روح اجداد هم اجداد و هم جدات او — من سیه رو چون بخواهم شد بدیشان رو برو

انکه نشنودم بحق تکمیل ایصال خیر — اف که من انداختم این بار خود بر دوش غیر

پرسد هم زیشان چه کردی تو بدنیا بهر ما — دیگرے گوید چه آوردی در ینجا بهر ما

من چه خواهم داد اے پسماندگان [illegible] — غیر ازین کاین روح من از شرم گردد آب آب

بس خدا را بشنوید از گوش دل این پند پند — تا بدین دستور بینم من شما را کاربند

حکایت

بس بپرسید از شه عبدالعزیز دهلوی — بر قیامت چون حساب خیر و شر شد ملتوی

گفت شخصے رفت از دنیا سه روز [illegible] — شد جدا از پسماندگان ایصال خیر و عافیت

گشت اگر روزِ قیامت پلهٔ خیرش گران — هست ممکن ترکهٔ او یابد نجاتِ جاودان
گر دمم مرگش شدے تصفیهٔ این کار هم — زاتلافِ حق شدے بدنام آن در بار هم

حقوقِ والدین و اجداد

بر همه ما هست در دنیا حقوقِ والدین — همچنان اجداد و هم جدّات ما از جانبین
حیف ازین سبقت کرد نتوان یکے را خدمتے — خوردی و فقدانِ ما از دست بُرد این نعمتے
والدینِ مولوی سید ضامن علی — متقی و پارسا و زاهد و عابد ولی
در رهِ حق با هزاران جدّ و کد بشتافتند — در زمانِ غدر طغرائے شهادت یافتند
چاکر ایشان چه آغشته بخون عمامهٔ — مادر ما را رسانید از فرق آن علامهٔ
بُد بدران وضو غسل کرده بهم سنگے فتاد — هم بران عمامه خونش دهن نهرے گشاد
آخرش او هم غم ما خورد سالان در بخورد — در جهان یک صدمتے جان آفرین جان سپرد
من بُدم نه ساله لیکن هم برین هر سه بزرگ — من بُدم خود بچه و بر دوشِ این بار سترگ
اُف ازان بے‌مهری و بیدردیِ ابنائے دهر — اُف بران از چار جانب بارشِ باران قهر
اُف ازان در گوشهٔ ما هر چهار استادگان — اُف ازان بر بسترے ما هر چهار افتادگان
گرچه بُد متروکهٔ آبا و اجدادم بسے — لیک بد بنوشته در تقدیر هر یک ناکسے
هر چه در دست او فتاد او را بغارت بُرد او — هر چه در دست دگر بود از خیانت خورد او
الغرض بد کمترک زان ترکه در مقسوم ما — بیشتر بُد خارج از معلوم و از مفهوم ما
آنکه از غیبش خدا بنمود بهر ما ولی — از محبانِ پدر حاجی حسن بُد یا علی
آن بزرگ پاک دل بشنید چون فریاد ما — از پئے دنیا و دین هر گونه کرد امداد ما
بهر ما کرد آنچه بودے بهتر از ابوین ما — منتِ اغیار نبودے نه از ابوین ما
حق تعالیٰ در دهد او را جزائے کار او — باز هم ما را نصیبے دولتِ دیدار او

من ازان نه سالگی بیچارگی در هر نفس
بودم از حبِّ اخانِ خُردِ خویش اندر قفس

من نخوردم شوربے یک زیشان گر بخوان
من نمی خفتم اگر بیدار بودے یکے ازان

من نپوشیدم گہے آن جامه کو اولی تر است
زانکه بر تنهائے ایشان از کفِ پا تا سر است

نتیجه

حاصل او هم بدنیا بین که از اخوانِ خویش
چار چندان گرچه من میدانستم اولاد بیش

لیک در تولید و تقریبات و شادی و غمی
من ندانستم که حرفش از کجا آید همی

زانکه نظم و نسق آن اندر کفِ اسحاق بود
کو بهر یک کار در تدبیر و در نش طاق بود

حیف کو هم در سنِ بگذشته از دنیا گذشت
من هنوزم منتظر هر صدائے بازگشت

من هنوزم بے خبر مخصص از تمامی جائداد
چیست او هست او کجا هست او کدامی جائداد

دیده ام نوشتهٔ اسحاق اندر کاغذات
بر بیانش کرده ام تخمینهٔ این مالیات

هان مگر بگذشت است او یکے صیت نامهٔ
کز پے پسماندگان ست او نصیحت نامهٔ

زر خرید از نام اسحاق است گو اکثر ازان
لیکن او کرده ست تفصیلِ زرِ هر کس عیان

آنچه کرد او کار هر انسان معمولی نبود
غیر آن کاندر دلش خوفِ خدا دارد وجود

نیز ترجیحے نبود اندر دلِ اولاد و را
بلکه میدانست اولادِ خود اولادِ مرا

کیست کو هر جائدادِ زر خرید از نام خویش
المضاعف زاین خود اخ زادگان را در دو بیش

من ز اولادِ خودم خوش لیکن این غم تا هم است
کان اخوت آنچه در ما بود در ایشان کم است

بلکه ز ایشان بیش اندر خاطرِ الیاس خویش
سیکنم محسوس من اندر دلِ حساسِ خویش

بعد من توفیق تو یا رب بایشان یار باد
آنچه در ما بود اخوت همدرین هر چار باد

نصف اوّل آنکه نصفش حق اولادِ منست
داخلِ اولاد هم الیاس اخ زادهٔ منست

مهر بانو نیز یک دختِ اخِ خوردم ازان
مستحق حصهٔ خود هست مثلِ دختران

لیکن این حق بر رضیه می پذیرد اختتام
هان گر اولادِ ذکورش حق دهد از لطفِ عام

شاہد آنکو بچۂ یک دخت ادریس من است
نیز حق مادرش دادن در آنحسن است

حق او ہم بعد او قایم نماند اندران
گر نماند ہیچ اولادِ ذکورش بعد ازان

واپس این حق مہر با کلثوم با جرہ شاہد شوند
چون ز اولادِ ذکورِ من ز رفتنش دہند

نفع او بر دو از دہ اعداد تقسیم است تام
دو بہر مردے و بہر ہر زنے یک یک سہام

ہشت ابراہیم و ایوب و مسیح الیاس دار
انوری و ہاجرہ ہم شاہد و بانو بہ چار

چونکہ این وقف است بر اولاد بہر کار خیر
نیست کس را اختیار انتقال و بہ غیر

بیع کل یا جزو او ور اگر بوجہ منفعت
داند اولادِ ذکورم مقتضائے مصلحت

چون فروشندش ز رِ ثمنش بہ نیکے دہند
جائدادِ دیگرے تا آنکہ در دست آورند

چون بدست آید ورا ہم شاملِ وقفم کنند
با قیود و کل شرائط داخلِ وقفم کنند

سود او از بنک بستانند اگر
غیر مسلم را دہند آید اگر مفلس نظر

از ہدایا ہم کنند از وارثانم اجتناب
ہست این دست ذبیح و جیبِ شان مرحبا

در تمنائے جنونِ حقیقی یکم دسمبر ۱۹۲۳ع

۷۶ — سفر ۱۲

مفعول مفاعیل - مفاعیل فعولن

یارب شب یلدائے فراقم بسحر آر
وان پرتوِ خورشید قیامت بنظر آر

این نخلِ محبت کہ نشاندی بدلِ من
از عشقِ جنون بار بہ برگ و بہ ثمر آر

آبے کہ رسید است مرا تا کمر امروز
تا سینہ بیفزائے و پس از سینہ بسر آر

از طوقِ تعلق برہان گردنِ جانم
و از قیدِ خرد پائے من زار بدر آر

قفلے کہ ستانید بمنقار رہ دنیش
او را بسفر آوردہ ما را بحضر آر

آن آتش سوزندۂ جان و تن منصور
یک اخگر ازان در دلم و بکفِ جگر آر

زان بادہ کہ ہوش از سر سرمد بربودی
یک جرعہ درونِ دہنم قبل سفر آر

ہر تیر بلا ئیکہ شوم من ہدف او — بگذار گر پیش دہم سینہ سپر آر
یک داغ زمن گیرد یک از لالۂ احمر — از حافظ شیراز یک و یک ز قمر آر
خواہی کہ کشم ناز تو چندے دگر اینجا — عمرے کہ گذشت از سر من بار دگر آر
اے دیدہ بداری ہوس دیدن جانان — صد دامن پاکیزہ پر از لعل و گہر آر

سلطان سر کوئے تو ذبیح از دل و جان رفت
در روز جزا پیش خودش خاک بسر آر

قطعہ فارسی در تحریک یاد الٰہی عز اسمہ ۳ فروری سنہ ۲۲ء

۷۷	مفعول ۔ مفاعیلن ۔ فعولن	شعر ۹

از بستر غم ذبیح برخیز — پیمانۂ عمر گشت لبریز
خوش خوش بہ تہیۂ سفر کوش — زین دام بلا برای و بگریز
تا آنکہ دل و زبان و ہر کار — از یاد خدا و مے مپرہیز
مے بین دم و اسپین ہر دم — سید ان کہ نشستنی ست برخیز
شو یار بہ نفس مطمئنہ — ز اماره گریز بلکہ بستیز
وانگہ کہ خدا اثر دہد دست — کن ذبح ورا بہ آلۂ تیز
زانجا کہ غمے بہ پیش آید — بگریز بہ اللہ آویز
این نقش کہ مرشدت سپرد ست — در ہر رگ جان خود بیاویز

آنکس کہ بنام او ست وردش
آید نہ غمے ذبیح گردش

ولہ بر طرح فارسی ۲۸ مئی سنہ ۲۳ء

۷۸	مفاعلن ۔ مفاعلن ۔ مفاعلن ۔ مفاعیلن	شعر ۱۷

من آن شوقِ لقائے خالقِ حسنِ بشر دارم — که از دوزخ خطر دارم نه بر جنت نظر دارم
زیک داغیکه من در سینه زان رشکِ قمر دارم — بصد خورشید اگر گردد نثارم سر نه بر دارم
همین هست از ازل روحم همین است از ازل روحم — خلشها دان سرِ مژگان که در قلب و جگر دارم
متاعِ حسن را قدریکه میدانم نمیدانی — تو از نقطے و من از مرکزِ اصلی خبر دارم
ز دشت و کوهِ قیس و کوهکن کارم چه بر آید — که من اندر سرِ شوریده سودائے دگر دارم
خدارا دامنِ جانم گذار اے الفتِ دنیا — تو چون من خلقتے داری و من قصدِ سفر دارم
ندارم با صبا کارے نه با پیغامیان ورنے — که از شوقِ لقائے یار در دل بال و پر دارم
ترا حورِ جنان را هد مرا خاکِ درِ جانان — تو سودائے دگر داری من آهنگِ دگر دارم
مرا کارے چه با امریکه و یورپ که من در دل — حسینے نازنینے غیرتِ شمس و قمر دارم
تو و صد تیر بارانِ حوادث ای فلک بر من — من و امکان که سر از آستانِ یار بردارم
به پیشِ شعلهٔ آهم چه آتش خانهٔ گبران — نهان صد دیگِ سوزان بهرِ مغزِ تر دارم
ببین اے نوجوان از چشمِ تحقیرم که در پیری — تنے چون رستمِ دستان شکے چون شیر نر دارم
مشو سان نامِ حق از پیری گورم کے و عظ — نهان در سینهٔ کرده داغِ صد شمس و قمر دارم
درست از بزرگ و بار آنکه سازے بے سر و سامان — مبارک باد یا رب ظلِ آن نخلِ ثمر دارم
مکن با من دریغ اے بحرِ ذخار از کفِ آبے — که من هم چون تو صد هم چون نشان چشمِ تر دارم
نه از پسماندگان امیدِ ایصالِ ثوابے بدل — نه از حسنِ عمل با خویشتن زادِ سفر دارم

ذبیح این زخمهائے خونچکان را مرهم آخر
مشبک تا بکے چون آسمان قلب و جگر دارم

نظم در نظمِ عشقِ ذاتِ باری تعالیٰ ۲۵ اپریل ۱۹۵۵ع

شعر ۹	مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن	عکس ۹

غزالِ دشتِ ہوشم چہ بر من جستی و رفتی — بیک جستِ پلنگانہ تمام جستی و رفتی
ذرِ وحدت من از دریائے کثرت چون بدست آرم — بگردابِ تعلق دست و پایم بستی و رفتی
چگویم از خط و خالِ جمالِ حیرت افزایت — بچشمم کمترک صبحِ ازل بشستی و رفتی
جزاک اللہ اے پیکِ اجل از من عفاک اللہ — رہاندی طایرِ روحم ز دامِ ہستی و رفتی
زخود بگذاشتم روزِ ازل آن دہنِ دولت — بہ تیغِ چینِ پیشانی ز دستم رستی و رفتی
رساندی جرعہ از جامِ تصوف تا بکامِ او — رہاندی رند خود را از کفِ بدمستی و رفتی
ہمین یک کاسہ بود از گلِ متاعِ دین و دنیایم — دریغا کز چہ بیدردی دلم بشکستی و رفتی
ہمان تارِ نفس بُد کز تو با من مخبرِ صادق — چہ شد کو را بکیدم از میان بگسستی و رفتی

رساندی بر رخِ گبر اش یا در جنت الماوی
ذبیح خویشتن را بر بلند از پستی و رفتی

قطعہ ہذا بمقام فتحگڈھ - در شب جمعہ در حالت خاص تاریخ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء بہ نیت پیشکش کردن بحضور جناب مولانا مرشدنا بہ نظم نوشتہ ام

۸۹	فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات	شعر ۲

در چمن پرسیدم از یک غنچۂ سر بستہ — تا نباشی گل بمانی ہمچنین دل خستہ
گرچہ این دلبستگی محدود ہم بر ذات تست — زانکہ مارا در نظر از حسن چند آیات تست
اولیکن بر قامتت این قبائے اخضری — مینماید در نگاہم کار سحر ساحری
تا با پنجابر تنت چُست و درست افتادہ است — از پئے تو گو کیا قدرت نمایش دادہ است
بر کنارش حسرت لعل لبانت سر بسر — ہر دم از پنہان تبسم خیرہ می سازد نظر

ماوراایش ہم ترا این صوت و سیما تراست
گفت کائے نادان مرا در ہر رگ جان آتشے است
من اگر گردم نہ گل مانم درین غم تابکے
تو مرا خوشحال می بینی و من در کلفتم
کار اخگر چیست از خود آتشے افروختن
آتش گل کار بر جان عنادل میکند
انبیا و اولیا انسان کامل بودہ اند
جذب مقناطیس با آہن بدان ہم زین قبیل
در تدروماہتاب ست این تعلق را وجود
این سبق ہا از پئے انسان زاستاد ازل
آنکہ انسان را مشرف ساخت بر خیل انام
آنکہ انسان را عطا فرمود حب خویشتن
حیف کاین انسان ازان با رگران غافل تراست
ہب لنا یا ربنا حبک لمحبوب الٰہ

ہم زگل جمعیت خاطر ترا بالاتر است
کو ہمی پیچید بمن کز کار خود غافل مالیست
ہمچنین زین آتش پنہان بسوزم تا بکے
من کنون یک اخگر آتش فروزم گفتم
اولین خود را وزان پس دیگر ان را سوختن
از عنادل رفتہ بر انسان کامل میکند
ہمچنین جذبات را خضر رہش بنمودہ اند
ہم میان شمع و پروان ست صادق این دلیل
درمیان سرو و قمری نیز ہست اورا نمود
ہست آن نعمت کہ باید گفت او را بے بدل
آنکہ انسان را مکرم کرد بر مخلوق تام
دیگران را فضلہ این را داد رب خویشتن
در ہزاران گر بیابی یک دو ہم مشکل تراست
ربنا خیر لنا خیر لک لمطلوب الٰہ

اے ذبیح این ہدیۂ نغز خیال خویشتن
زود تر بگذار پیش سیدی وارث حسن

رباعی

در گور چو زین جہان گذران رفتم
یاران من این چہ جائے بگریستن است

شادم کہ بدوش چار یاران رفتم
در عالم جان عشرب جانان رفتم

قطعه در بیان وارفتگی دلِ مشتاق بتلاشِ منزلِ مقصودِ حقیقی

مصنفه ۱۵ اگست ۱۹۲۵ء

نمبر ۸۲ — شعر ۱۱

مفعول - مفاعیل - مفاعیل فعولن

هان ای دل دیوانه بیا باز به پهلو
یک دو نفسِ گرم دگر ساز به پهلو

رفتی ز برم تا تو من از خویش برفتم
آرم ز کجا مونسِ دمساز به پهلو

چون از برِ من باز روی شد رهت [illegible]
یک جلوهٔ جانانه بینداز به پهلو

گفتا که فریبِ تو نخوردم امر محال ست
خاکی ز درم گیر و بینداز به پهلو

ربطِ من دیوانه و با چون تو خردمند
دانی چه خرابی کند آغاز به پهلو

هستی تو خرد بنده و من بندهٔ عشقم
دارم بجگر سوز و ترا ساز به پهلو

خواهی که به پهلوئے تو خاموش نشینم
خواهم که فغانم کشد آواز به پهلو

دارم تنِ آزاد و تو در قیدِ عناصر
سازم به فنا ایست و ترا ساز به پهلو

من بندهٔ [illegible] هم و تو بندهٔ تدبیر
رازم بخدا ایست و ترا ساز به پهلو

تو نقش نه پیاری و من خاکِ درِ دوست
نازم به تگ و تاز و ترا ناز به پهلو

گوید خبر او چه ذبیح جگر افگار
داغی ست نهانے به دل ساز به پهلو

نظم در بیان مبارک و احتشام مذهب اسلام

مصنفه ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء

نمبر ۸۳ — شعر ۳

فاعلاتن - مفاعلن - فعلن

تو چه دانی ز راز سینهٔ ما
سینهٔ ما است آبگینهٔ ما

از سپهرِ عرش نیز بالا تر
هست در ملک سو خزینهٔ ما

پایهٔ قادرون رسیده است فرو
نه بجز [illegible] دفینهٔ ما

کشتیٔ آسمان بگرداب است — بر سر آوردان سفینۂ ما

آفتاب است تاکنون بیتاب — در تمنائے داغ سینۂ ما

نہ شدے آسمان سراپا داغ — گر نہ برخاستے بکینۂ ما

نیست ممکن کہ طائرِ مضمون — افتد از سدرہ نئے بزینۂ ما

بہرِ رفتن بہ برترین درجات — ہر فلک تو بتوست زینۂ ما

قرصِ مہر را چہ لنج پائے کرد — پارۂ نانِ یک شبینۂ ما

آمد و رفت از ثرے تا ثور — چہ بعید است از قرینۂ ما

پیشِ ما ذکرِ جنتِ شداد — بود کو بندۂ کمینۂ ما

بود نمرود نیز بد فرعون — از غلامان کمترینۂ ما

گرچہ ابلیس دشمنے ست مبین — ہست یک چاکرِ کمینۂ ما

خطرۂ نارِ دوزخ از ما دور — ہست قرآن درون سینۂ ما

بر زبانہا روان از انست کہ ہست — ثبت قرآن بہ لوحِ سینۂ ما

للّٰہ الحمد والثنا کہ ہنوز — ہست محفوظ تر خزینۂ ما

مادۂ رویانِ این جہان را ہست — ہست یک طفلک نزینۂ ما

گر بپرسند کا ینہمہ درجات — چون بکنند بر نگینۂ ما

حبِّ اللّٰہِ پاک و حبِّ رسول — ہست مملو درونِ سینۂ ما

رجعتِ شمس و شقِ بدر کہ کرد — سرورِ مکہ و مدینۂ ما

طورِ موسےٰ بفرش و بر سرِ عرش — کرسیِ سرورِ مدینۂ ما

زندہ فرمائے دینِ ابراہیم — حامیٔ مکہ و مدینۂ ما

کیست آن کیست آن رسولِ کریم — احمدِ پاک نورِ سینۂ ما

صلوات و سلام ما برسان — اے صبا بر شہِ مدینۂ ما

دور کن دور هر بلا یارب	از سرِ مکّه و مدینهٔ ما
کلمهٔ لا اله الا الله	یاد همدم و هم بسینۂ ما

بارک الله کائے ذبیح تو کی
نالۂ تازه بر ترسینۂ ما

فریاد در بارگاه رب العباد مصنفهٔ ۶ جنوری ۱۹۲۵ء

بحر ۸۴ — مفعول۔ فاعلات۔ مفاعیل۔ فاعلات — شعر ۳۲

ای آنکه بی نشان و هر جا نشان تست — وی آنکه لامکانی و هر جا مکان تست

این خیمهٔ فلک که گنبد هست بی طناب — از شانِ حکمتِ تو بپا ذی الشان تست

گسترده بفرشِ زمین خوانِ نعمتے — با هر که بنگریم بر آن میهمان تست

لیکن بدوشانِ تو تنگ است بس از آن — چندان که او فراخ پئے دشمنان تست

دیدیم را بتدا چو بجمهور انبیا — کاین طبقه برتر از همه از خاصگان تست

انداختیم نگاه ازان پس بر اولیا — کاین ثانوی گروه هم از دوستان تست

این هر دو طبقه را چو بدیدیم بچشم غور — تنگیِ رزق هم پئے ایشان بخوان تست

شک نیست هر دو این که زنعمائے دنیوی — مستغنی المزاج دلِ دوستان تست (طالبان)

زایشان گذشته من چو بعام امتِ رسولؐ — کردم نگه که معترفِ عز و شان تست

توحیدِ ذاتِ پاکِ تو و عظمتِ رسولؐ — گر هست بر زمین ز همین مسلمانِ تست

تعداد شان کنون که بدنیاست بیش کرور — کم بهره شد اوکه از آب و نان تست

زانجا که کل ذخایرِ نعمائے دنیوی — در قبضه و تصرفِ کل مشرکان تست

محروم گشته ایم ز نعمائے دنیوی — گر زین سبب که باعثِ کفرانِ شان تست (سو حسب)

مجبور بوده ایم باظهارِ این سخن — کافلاس وجه ابتری بندگان تست

خواهی که رسی بمقام رضا رضی کن از خود خلق خدا ۔ اگر عمر ابد بخشند ترا ۔ یکدم مپسند آزار کسے
آنکس که ز تو غافل نشود یک لحظه بخواب بیداری ۔ باشد چه عجب در روز و شب رنگ گه کبھی از کار کسے
زاهد چه نهد انگشت بمن او کو رسوا دیکھا مید ۔ در آئینه رخسار کسے نظاره کنم دیدار کسے

بگذشت چو بر شاد بهم در عسرت و کلفت رنج و الم
آمد به ذبیح ندا که بیا لقا که توئی بیمار کسے

غزل عارفانه تصنیف ۱۹۲۵ء

۸۴ ۔ مفاعلن ۔ فعلاتن ۔ مفاعلن ۔ فعلن ۔ شعر ۱۲

منم که خاک کف پاے بوتراب شدم ۔ هنوز ذره نبودم که آفتاب شدم
بملک طیبه جان تا بدم بدم طاهر ۔ درین خرابه تن آمدم خراب شدم
به بتکده چو رسیدم خدا بیاد آمد ۔ به شیخ کعبه چو رفتم شراب شدم
مرا چه سود ز دنیا و بود نابودش ۔ شدم چه نقش بر آب از هم حباب شدم
بسفره هم ز نمک یافتم در پیچ نکرد ۔ به پیش یار چو در صحبت کباب شدم
ور بہر خنده دشمن بچشم گریانم ۔ تو باغ باغ شدی من ز تب آب شدم
منم که در صف عشاق چون پیش بانان ۔ شدم چو صفر و بان خارج از حساب شدم
بدین امید که گردد بهم بہ بیش ۔ بزم او شدم و ساغر شراب شدم
امید قدر سخن اندرین زمانه عبث ۔ نهند اگر چو ظهیر بہ فاریاب شدم
نماند فاتح و مفتوح را نشان باقی ۔ سکندری رفتم با فراسیاب شدم
ز سیل اشک ندامت به پیش داور حشر ۔ هزار بار چو ماهی درون آب شدم
چو تکیه بر کرم بے حساب او کردم ۔ بری ز قید گناهان بے حساب شدم

بفیض حضرت وارث حسن نماز کلام

ذبیح من ز جنابش چو کامیاب شدم

در بیان تصوف و عشق الٰہی ۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ ع

نمبر ۸۵ — مفاعلن . فعلاتن . مفاعلن . فعلات — شعر ۱۳

کجاست سبزه کجا ابر نو بهارم نیست — مگر ترا خبر از چشم اشکبارم نیست

شبی که یار ز در دور ست یار غارم نیست — کسی که نقش بر آبی بود نگارم نیست

بود غمی نه مرادست اگر بکارم نیست — غم است اینکه دلم دل پسند یارم نیست

ز اتفاق عناصر گره بکارم نیست — اجل برو که نفاقی به چار یارم نیست

بدون دیده مستقش دهر چه کیفیت کنترا — چه رنگ بوی گل تر چو گلعذارم نیست

کجا نصیب من است و کجا نصیب عدو — تو سازگار شو از بخت سازگارم نیست

سخن ز چرخ بگویم که داستان رقیب — کنم چه شکوه اعدا چو یار یارم نیست

مرا نگفته واعظ چه جای دم زدن است — خبر نیکه بر دل خود رفته اختیارم نیست

منم که خود به قفس سر ز بیضه بر زده ام — خبر ز بوی گل و نکهت بهارم نیست

پس از فنا به لحد سوز های پنهان را — چه سازها که به شمع سر مزارم نیست

دلم ز مهر تو روشن چو ذره از خورشید — خوشم که روز سیاهی به روزگارم نیست

ستم هزار جفای شمار از دستت — ترا بمن چو گوارا است ناگوارم نیست

ذبیح حکم بزرگی محرک است مرا
وگرنه شعر درین فصل از شعارم نیست

غزل در معرفت تصنیف سنہ ۱۸۸۸ ع

نمبر ۸۶ — فاعلاتن . فاعلاتن . فاعلاتن . فاعلات — شعر ۱۴

خلد را فخر ست زیبا بر زمین کوے دوست — مے سزد تیغ قضا را ناز بر بازوے دوست
مدتے بود ست تا برگشتم از کوے دوست — شکر للہ باز گردیدم من اینک سوے دوست
از سکندر یاد می آرم چو بینم آئینہ — روے من باشد بسوے حق چو بینم روے دوست
اے صبا جانم بلا گردان تو روحی فداک — در مشامِ جان پیاپے میرسانی بوی دوست
با رخِ تابندہ اش از مہر و مہ خیزد چہ کار — روز و شب ہر جا ہمی بینم بہر شے روے دوست
چشمِ بینا آنکہ روے شاہدِ مقصود را — دیدہ باشد در رخِ آئینۂ زانوی دوست
دیدۂ من در تلاشِ یار و یارم در کنار — دوست در دل مستِ خواب این بجستجوی دوست
دل بدستِ دوست و دشمن پراگندہ دماغ — زانکہ بوی تو الفت داشت وستبوی دوست
نے بشمشیرِ ہلال است و نہ در تیغِ قضا — سر دم و خمہا کہ می بینم در ابروی دوست
در نگاہم راست ناید کجی در راستی — بسکہ جا کرد ست در چشمم تو دلجوی دوست
در طریقِ عشق ما را نیست پروائے خضر — پائے شوق ما دہد ما را نشانِ کوی دوست
در دلِ من کرد جا تیرِ نگاہش ہمچنان — ناوکِ آہم نشیند کاش در پہلوی دوست
با ہزاران گردشِ حالات تا انجام نصیب — آسمان را بوسہ خاکِ زمین کوی دوست

بلبلِ بستانِ قدرت ہست این فتح خوش نوا
دور اے بادِ خزان دور از بہار روے دوست

۹۷	در تصوف ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء	شعر

فاعلاتن - فعلن - فاعلاتن - فاعلاتن

مژدہ ام وسوسے ظلم در دلِ یارم باقیست — گر چہ خاکم شدہ بر باد غبارم باقیست
بے نشان نیست حریفان مرا قاتلِ من — نقشِ پایش بسرِ لوحِ مزارم باقیست
چیست لیلے و چہ عذرا و چہ شیرین بچمن — ہر یکے زانہمہ فانیست نگارم باقیست

مدتے شد کہ بزندانِ بلا افتادم
در گروہِ شہدا ہست شمارم ز ازل
خوردہ ام خوردہ ام از بس کہ ز دستکانِ الست

در دنارم مگر آن بوئے ویارم باقیست
ہان شمارے دگرے روزِ شمارم باقیست
تاکنون زان مئے دوشینہ خمارم باقیست

اے ذبیح ارچہ گذشتم زجہانِ گذران
آنکہ این زخزان ست بہارم باقیست

نمبر ۸۸　در تصوف تصنیف سنہ ۱۹۰۸ ع　شعر ۱۰

مفعول - مفاعلن - فعولن

اے آنکہ توئی یگانۂ ما
بپذیر زما دوگانۂ ما

بگذشت اگر زمانۂ ما
باقیست مگر فسانۂ ما

بنگر خط و خال آن نگارے
پرسی چہ زدام و دانۂ ما

بودست پئے لقائے جانان
این مستئی ما بہانۂ ما

گفتم دل من چراست ویران
گفتا شدنی ست خانۂ ما

این خانہ کہ کفش خانۂ تست
اللہ ہر روز خزانۂ ما

ہر اشک کہ در غمش بر آید
بشمار ز آب دانۂ ما

آتش نزند بجامۂ گل
بلبل نہ گشید ترانۂ ما

در موسم گل ز آتشِ گل
در سوختہ آشیانۂ ما

اے وائے ذبیح داد برباد
در چند نفس خزانۂ ما

نمبر ۸۹　غزل در تصوف سنہ ۱۹۱۰ ع　شعر ۱۱

مفعول - مفاعلات - مفاعیل - فاعلات

اهلِ زمین که خلدِ برین آرزو کنند
گاهے بخاکِ کوئے تو آیند و تو کنند

آنانکه خاکِ کوچهٔ یار آرزو کنند
بر تخت کے به بخت سکندر تفو کنند

آن ناکسان که صبح بنامِ عدو کنند
حاشا که ذکرِ خیر کسے پیشِ او کنند

یا شد بخت تخت بهرِ نقشِ پائے دوست
یاران هر ایکو چهٔ او جستجو کنند

از تیغ و خنجرِ تو شود فرضِ عین ادا
هر که بخونِ کشتهٔ نازت وضو کنند

بینند خوب کیف و کم ظرف این مغان
وانگه شرابِ ناب زخم در سبو کنند

حرفے ز دو فترے نه بعمرِ خضر زنند
گر شاعران هزار بوصفت غلو کنند

سودائیانِ خلد به ذوقِ مے طهور
نبود عجب که مشق بجام و سبو کنند

آنانکه خاکِ کوی تو بر رو کشیده اند
کوثر اگر بپائے فتد نے وضو کنند

این دیدهٔ نجس نشود پاک و پاک بین
صدره اگر بخونِ جگر شست و شو کنند

گردو سر ذبیح نه از کعبهٔ رخش
طوق گران ز آهن اگر در گلو کنند

عــ۹۰ — وله مصنفه سنه ۱۹۱۶ — شعر

فاعلاتن ـ مفاعلن ـ فعلن

تا بدردِ تو آشنا شده ام
بر همه درد را دوا شده ام

تا بنامِ تو آشنا شده ام
فارغ از حبِ ماسوا شده ام

شکر لله ز فیضِ خاکِ درت
همه تن شکلِ کیمیا شده ام

تو جفاکاری و ستم ایجاد
من ترا جور آزما شده ام

هر بلائے کز آسمان آمد
مطرحِ خاصِ آن بلا شده ام

تا بدیوارِ تست تکیهٔ من
فارغ از سایهٔ هما شده ام

حق بگویم ذبیح اگر پرسی
مظہرِ شانِ کبریا شدہ ام

نمبر ۹۱	ولہٗ مصنفہ سنہ ۱۹۰۲ء	شعر ۱۳
	فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلتن	

سرخوش و بیخود و بدمست زکہسار آمد — رند در صورتِ ابر آمد و سرشار آمد
بیخود و بے خبر و بے دل و بے کار آمد — ہر نسیمے کہ زگل واقفِ اسرار آمد
چون اجل پیشِ منِ بیکس و بیمار آمد — رفتم از خویش کہ یار آمد و غمخوار آمد
عشق رسوائے زمانہ نشدہ بود ہنوز — حُسن در پردہ بگنجید و ببازار آمد
روے خوبے کہ از دیدۂ بد دور تر است — در نگاہم گل و در چشم عدو خار آمد
زاہدان راست ز رندان خرابات نوید — شیخ در میکدہ با جُبّہ و دستار آمد
دلِ افسردہ زخورشید قیامت نگداخت — حیف بے کار ازین امروز مرا کار آمد
للّٰہ الحمد کہ در کوچۂ زُلفِ تو دلم — غافل از حق شدہ از دستم و ہشیار آمد
عبرت از چرخ ببارید چو قتلِ منِ زار — بر تو سہل آمد و بر تیغ تو دشوار آمد
حق بگویم کہ در زمرۂ حق گویانش — ہر کہ سر زاد بر آمد بسرِ دار آمد
ہر دلے کز ستمِ چرخ نیاسود بہ چرخ — از برش جست و بزلفِ تو گرفتار آمد
از خمارِ مئے دوشینہ نگارم بکنار — مست خواب آمد و با دولت بیدار آمد

آہ ازان نالہ کہ او را نہ رساند در گوش
بر درِ یار ذبیح جگر افگار آمد

نمبر ۹۲	ولہٗ مصنفہ سنہ ۱۹۰۱ء	شعر ۱۳
	فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن	

چاره ساز اوّل نوازا کارِ عالم ساختی
این ذبیحِ بینوا را چون زکار انداختی

بر منِ بیدل که این تیرِ ستم انداختی
وقتِ ضایع ساختی بر صیدِ لاغر تاختی

مشکه نقدِ دین و ایمان باختم در باختم
ای ستمگر تو چه بازیِ محبت باختی

سروران اندا ختند از سر کلاهِ سروری
تا بچندین سرفرازینها تو سرافراختی

مصلحت را هم تو میدانی که در روزِ ازل
در گلویم رشتهٔ عشقِ بتان انداختی

هر کرا دیدم سرِ تسلیم خم دیدم ورا
تا تو شمشیرِ ادا بر فرقِ عالم آختی

اینچه آئینِ محبت اینچه قانونِ وفاست
از برم برخاستی با دیگران در ساختی

اُف ز فریادی که سر زد از دلِ ناکامِ من
چون هدف کردی مرا و بر عدو انداختی

ای دل این پرداختن ها از من و تو یادگار
من ز خود پرداختم تو با خدا پرداختی

آن تنِ بیسر تماشا گاهِ خلقی روزِ حشر
هان ذبیحِ خویش را بشناختی بشناختی

۹۳	وله مصنفه سنه ۱۸۹۹ع	شعر ۹

فاعلاتن ـ فعلاتن ـ فعلاتن ـ فعلات

ای بسودائی تو شوری بسری نیست که نیست
پر زغوغائی تو دیوار و دری نیست که نیست

از سمک تا به سما هرچه ببینیم در آن
محوِ دیدارِ تو صاحب نظری نیست که نیست

امتیازِ کس و ناکس نه کند بخششِ عام
بهره مند از کرمش بی هنری نیست که نیست

از تجلائی جنون تیره دلان محرم اند
کز افق چاکِ گریبان سحری نیست که نیست

حکمتش مصلحتِ وقت نکو میداند
ورنه در آهِ غریبان اثری نیست که نیست

از خودی تا بخدا بعدِ منازل بسیار
بیخودی را بخدا قرب تری نیست که نیست

دانهٔ خال ترا مرغِ دلم چون نه تپد
طالبِ طعمهٔ خود جانوری نیست که نیست

منظر جلوہ جانان نہ نگاہم بخدا | آدمی چہ حجرے یا شجرے نیست کہ نیست

آن ذبیح تو کہ کشتی بہ تغافل او را
نوحہ گر بر سر خاکش بشرے نیست کہ نیست

۹۴	قطعہ فارسی در عشق الٰہی ۱۸۹۹ء	شعر ۱۳

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ فعولن ۔

خوشم اے دل بدلدارے کہ دارم | جہان را یاورے یارے کہ دارم
نمیگیرد بیوسف طلعتانش را | بیکدامے ببازارے کہ دارم
نیرزد گنج قارون در بہایش | نہان در سینہ اسرارے کہ دارم
فدایش ہمچو بلبل سر گلے ہست | خلیدہ در جگر خارے کہ دارم
خطابم بینک میدانی کہ پاپیست | بہ خوبان نغز گفتارے کہ دارم
بخوبان جہان نسبت چہ گل را | ہمہ خوبان را بدلدارے کہ دارم
بلے این مہر و ورا لازم زوال است | بہ بیش و کم بہ پندارے کہ دارم
بیا بنشین تماشا کن دمے چند | بہار تازہ گلزارے کہ دارم
ز آسیب خزان محفوظ و آزاد | گلے خوش رنگ بیخارے کہ دارم
دل صاحبدلان از قوت دل | جہان را جان جہاندارے کہ دارم
تعالی اللہ وشانش ہم تعالی | ہوالمرشد بہر کارے کہ دارم
بنامم او ہمی خوانم تو ہم جا | در ہر جا نغز اشعارے کہ دارم

بہ شکر و احسان و دیگر و ستائم
بود در نزد شمسم بارے کہ دارم

شعر ۱۵	مصنفه ۱۲ ار دسمبر ۱۸۹۵ عیسوی	نمبر ۹۵
	فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلن	

خبیث کز دستت بدلها میرود	میرود از ناکه بر ما میرود
خنجر نازش بخون عاشقان	گوئیا ماهی بدریا میرود
آمد و رفت نفس هم دیدنیست	زانچه مے آید بہا شبها میرود
آدمی کز وے بماند آثار خیر	قطرهٔ بودست و دریا میرود
این گدارا دست و پا بسته اند	ناله اش بر عرش اعلی میرود
میکشد ابروے جانان جان من	دل بسوئے زلف چلیپا میرود
خاکیان را خاک دن لازم است	آب باران هم بدریا میرود
شرم از دن روزے که گوید ناکسے	کاین گدائے تو بدرها میرود
تکیه بر روز فراغت ابلهی ست	هرچه امروز است فردا میرود
اخترم بر چرخ و بسے شیفته ست	گر بچرخ دیگر ببالا میرود
کیست آن شوخ را بمحفل برده اند	خلق از بهر تماشا میرود
آن دو بیت کز ازل در ده ام	بیت کز ستم بہا میرود
دل اگر در بند زلف افتاده رفت	بیت کاین سر هم سودا میرود
خارها از خاک مجنون رسته اند	ناقهٔ لیلی بصحرا میرود

در تلاش حق ذبیح زارهم
میروم گوئے سر و پا میرود

شعر ۱۱	مصنفه [illegible]	نمبر ۹۶
	مفعول مفاعیلن ـ مفعول مفاعیلن	

تا کے ز ہوا خواہان مانی بحجاب اندر
شمعے ست تہ دامن رویت بہ نقاب اندر

داخل بشمارم بین خارج ز شمارم دان
وتفہم بہ کتاب اندر صفرم بحساب اندر

اے قاری ظاہر بین حاصل ز تلاوت چہ
چشمت بکتاب اندر قلبت بشراب اندر

عیش و غم دنیا را قدرے نبود پیشم
خندیدن و نالیدن طفلے ست بخواب اندر

بادت بدل غمگین - در مردہ تنے روحے
بیدار کن بختم خواب تو بخواب اندر

این ہستی موہوم تقشیت ہیولائی
وین جان بہ تن زارم بادے بحباب اندر

پرسی چہ ز کیفیت و ماہیت من از من
کیفیتم بشراب اندر سوزم بکباب اندر

در ہر قدمے شوخی - در ہر روشے شنگی
بازیچہ طفلی باز و طفلی بشباب اندر

اے کاش بہ پشت زین چون جلوہ نظر آئی
دستم و پائے تو باشد برکاب اندر

پیری و بیشوقان - دعوی ہوس آنی
چشمت بہ نقاب اندر پایت برکاب اندر

سازد چہ ذبیح تو سے بہت یارب
فریاد کنم کرو ستی پایش بخلاب اندر

شعر	مصنفہ سنہ ۱۹۱۶ء مفعول فاعلات - مفاعیل - فاعلن	۹۷

ہر بار اگر ز پیش تو دل ریش رفتہ ام
آیا بہر نگاہ تو از خویش رفتہ ام

اصیال خبر خیشم ندارم ز استر با
محتاج غیر صورت درویش رفتہ ام

یاد لبش بنوک مژہ کرد رہبری
از نوش و لمہ گذشتہ سوی نیش رفتہ ام

از نامہ برہمین کہ مرا سوی ظن گذشت
رفتم پس اش مگر پس زان پیش رفتہ ام

فیض جنونم از غم دنیا و دین رہاند
خویشان من خوشا کہ من از خویش رفتہ ام

دیدیم تو دل رحمت باری چو صبح و شام
بر ہر قدم ذبیح ملک پیش رفتہ ام

شعر ۹	تصنیف ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ء	ع ۹۸

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

دوش بے تیشم مرا در کار نیست | نیست گل کاندر تہ او خار نیست
منزل عشق است پا از دیدہ ساز | ہین کہ سیر کوچہ و بازار نیست
تا کجا این کج روی و گم رہی | اے کہ با عہد الستت کار نیست
نقد اخلاصے اگر داری بدست | چیست عیبے کاندرین بازار نیست
حبل میثاق اطاعت بستہ اند | در گلویم رشتۂ زنار نیست
آن وعید است آنچہ در دنیا کنی | آنچہ کردی در ازل اقرار نیست
تو مطیع نفس شیطانی بہ طوع | با خدا و مصطفیٰ ات کار نیست
گریہ اے یعقوب بر چشم ترم | واے بر ابرے کہ دریا بار نیست

المدد یا مرشدی وارث حسن
جز تو ملجائے ذبیح زار نیست

شعر	مصنفہ سنہ ۱۹۰۸ء	ع ۹۹

فاعلاتن مفاعلن فعلن

جز در از گلشن جدا چکنم | بت جدا نیست از خدا چکنم
چیست کر دوسے ضمیرش آگہ نیست | شکوۂ غیر از آشنا چکنم
زخم من بے نشان چہ مرہم | درد من لا دوا دوا چکنم
گر نہ دستم رسد بزلف رسا | شکوہ از آہ نارسا چکنم
ہر ادایش ز جان عزیزتر است | گر بود قہرش قضا چکنم

شعر ۱۱	مصنفہ سنہ ۱۹۰۴ء - وله	۱۰۳
	فاعلاتن - فعلن - فاعلتن	

خوشترم از تکیهٔ دیبا زدن — سر بخشت خم صهبا زدن
فیض جنون است مگر سهل نیست — بر سر خار آبلهٔ پا زدن
مرتبهٔ عیسیٰ و الیاس نیست — بخیه بچاک دل شیدا زدن
گریه بران کس که روا داشت است — خنده بهر زخم دل شیدا زدن
اے دل حرمان زده آسان ترست — چاک بدامان تمنا زدن
غرقهٔ دریاے فنا را چه سود — چند نفس دست زدن پا زدن
حاصل این جلوه گه ناز چیست — چشم تماشا به تماشا زدن
وه چه خوش از سینهٔ بیچارهٔ — دست طلب بر در مولیٰ زدن
گوهر جان پرتو گنجم گر شمار — قطرهٔ آب است بدریا زدن
نیست توقع ز بتر اسیان — دست بدامان تولا زدن

کار فتیح ست بهر نشتر
زخم بتار رگ مینا زدن

شعر	وله مصنفہ سنہ ۱۹۰۵ء	۱۰۴
	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات	

امروز تعلقی ز سر من گذشته است — آن [illegible] که از نگه یار بر من گذشته است
از شوق من چرا ز دهم در فراق او — تشنه دلم ز چشم تو بر من گذشته است
دستم گرفته در رقص [illegible] — یا رب چرا بچاره گر من گذشته است

چندین بهشت نوید بانغم گرفت حبا — تا آن سمن بری ز بر من گذشته است
شوخی چشم شوق ز هر نقش پا نگر — از هر رهی که نامه بر من گذشته است
گشتی بارض فرش گذشتی اگر بچرخ — بر من هر آنچه در سفر من گذشته است
چندین بلاست در عقب من روان روان — چندین بلا که از سر من گذشته است

بر چرخ اینکه رنگ شفق میدمد ذبیح
این سیل خون ز چشم تر من گذشته است

۱۰۵	تصنیف ۱۸۹۴ء	شعر ۱۰
	مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن	

من آن نقش هیولایم که جسم اندر کفن دارم — نه جان دارم نه دل دارم نه سر دارم نه تن دارم
برونم گرچه در چشم خلایق تار و بی رنگ است — درون از داغهای دل شگفته صد چمن دارم
دل من کوره حداد و نفس من ز گال او — درون او سمندر وار در آتش وطن دارم
مردود شعله آهی که آتش در تنم گیرد — چرا در پیش خود این طعمه زاغ و زغن دارم
نمی شنود اگر فریاد من آن بت نمی شنود — معطل تا کجا ای دل زبان اندر دهن دارم
بپرسند از ملایک در لحد از من چو آیا نم — تمایم صورت جانان که پنهان در کفن دارم
دلم از صحبت بیگانگان ایجا ان بجان آمد — بیاران وطن مژده که من قصد وطن دارم
خزان بگذشت آمد فصل گل وقت نشاط است — صبا با من دو سه گامی سیر چمن دارم
خموشم ای دل که آن [illegible] صورت تصویر خاموشم — نه او تاب سخن دارد نه من میل سخن دارم

ذبیح [illegible] نازم شهید تیغ اندازم
ز خاک خویشتن هر قدر ز خون خود کفن دارم

در توحید و معرفت الٰہی

۱۰۶ — مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ فعولن — شعر ۳۴

بنام مالک الملک قدیمے
ز بسم اللہ رحمٰن الرحیمے

روان عالم و عالم پناہے
جہان را جان و جان را قبلہ گاہے

دہد ہر ذرہ ضو از نور ذاتش
زند ہر قطرہ موج از صفاتش

بہر جائے کہ جوئے جایگاہش
بہر جائے کہ پوئی پایگاہش

ہو القادر ہو الرب الجلیلے
کہ از آذر کندہ آرد خلیلے

تعالےٰ شانہ اللہ اکبر
کجا چوب قلم کو مصرع تر

غریب و عاجز و بیکس نوازے
ہمہ بیچارگان را چارہ سازے

خرد بخش خردمندان عالم
خداوند خداوندان عالم

بہر کنجے کہ ششبنی گوشۂ اوست
ز ہر خرمن کہ چینی خوشۂ اوست

ز ہر شئے صنعت او آشکارا
بہر جا حکمت او جلوہ آرا

شعاع نور و سوز نار از وے
وجود گل نمود خار از وے

بہ بینی ہر چہ از مہ تا بہ ماہی
دہد بر صنعت خالق گواہی

گلے خوش رنگ اگر باشد کہ خوشبو
بتے خوشرو اگر باشد کہ خوشخو

تمام این رنگ و بو و شکل و سیرت
بود از حق پئے اہل بصیرت

دل ست آن دل کہ دلہا را نشانے
دہد از خالق کون و مکانے

گلے سیما ید و موزونی او
رخے بگشاید و گلگونی او

لب و چشم و خط و خال و بناگوش
سر و پائے و سرین و سینہ و دوش

دہان و معدہ و قلب و جگر نیز
دماغ و صلب و اعضای دگر نیز

اگر ماہیت یک یک شمارند | حیات خضر در خاطر نیارند
تعالی اللہ و شانش ہم تعالی | کجا یک قطرہ گو این سرو بالا
بود خاکی و رایش عرش پیمائے | بود ارضی و پایش آسمان سائے
اگر پرسی کہ او چہ با کیا شیم | کہ اندر خیر و شر دل بستگانیم
کشائیم حکمت باریک بر تو | کنیم روشن رہ تاریک بر تو
ہو القادر کہ خلاق جہان ست | مکانش گر بپرسی لامکان ست
بسے در کنج خلوت آرمیدہ | قرنہا گوشۂ عزلت گزیدہ
بہر دارے کہ بود او بود تنہا | بہر کارے کہ بود او بود تنہا
نہ بود انجا وجودے از ملائک | نہ بود از عرش و کرسی این ارائک
پس از مدت کہ علم او ہم او رست | مشیت چون ظہور ذات خود خواست
بیک حرف کن او پیدا دو عالم | نمود از قدرت بیچون بیکدم

ازان پس در دو عالم ہرچہ کرداد
ذبیح اول نوشت آنرا بہ اردو

غزل ہذا بتحریک جناب حکیم پیارے صاحب رئیس شہر فرخ آباد برطرح جناب مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی استاد مغفور ایشان زرشب

۱۰۷ | تاریخ ۱۲ - اگست ۱۹۲۵ء نوشتہ ام | شعر ۲۱

مصرعہ طرح

گل از گلبن ثمر از شاخ و مرغ از آشیان افتد

شبے با نغمۂ لایم کار اگر لے نو جوان افتد | ز چشم حق نگر ہر شے چو برگ اندر خزان افتد

دگر کارے ترا با سرگروه مرسلان افتد
ز حشمت غیر حق ہر شے جز آن یک اشک سان افتد

الٰہی بنده ات خوش آنکه از چشم جہان افتد
ز چشمانت نیفتد و رنیفتد در جنان افتد

حدیثے از دلم آنگه که در گوش بتان افتد
سکون از قلب و ہوشش از سر و نطق و زبان افتد

صدا از نالۂ ام نبود که اندر بوستان افتد
که برگ از قلاخ و از گل رنگ و بلبل از فغان افتد

ز چشمم گر بدر یا قطرۂ آتش فشان افتد
بجوشد آنچنان کآتش بجان ماہیان افتد

سرایے گر ز آهِ من به طاس شمعدان افتد
با آتش نارسیده شمع را آتش بجان افتد

گذارِ من اگر ناگاه اندر بوستان افتد
نسیم اندر جحیم افتد بہار اندر خزان افتد

منم آن صید نومیدے که پیش از زه گشتن
کمان از دست تا زک افگن و تیر از کمان افتد

فغان رو کش عدم کشد سر گر کسر گردون
دماغش بر زمین در آن و احد اله نشان افتد

کشد گر جذبۂ طبعم ز بالا طایرِ مضمون
بدامم مرغ عیسے از چہارم آسمان افتد

اگر از حدتِ سوزِ دلم سحبان زند حرفے
رسیده تا بدیگر نے ز بانش از دہان افتد

اگر بر منزلِ مقصد رسیدن آرزو داری
سرِ موئے نه پا بیرون ز راهِ پراستان افتد

نه کاہد از تعلیات او ہرگز سرِ موئے
چه یک گر بر زمین شعرِ من ہفت آسمان افتد

سمندِ شوخ طبعِ خویشتن را گر و ہم جولان
بماندم رعشه در ہر پائے گاو آسمان افتد

بوسم بلبلِ شیراز را پا او لبالم را
گذارِ او بجا کم کاش در ہندوستان افتد

بماند تا قیامت حکم انش قیصر ہند کم
بدستِ دیگران یا رب نے این ہندوستان افتد

ببرآے بلبل از من دو کف خاک بستان را
کفے بر روئے گلچین و کفے بر باغبان افتد

ترا زین بندۂ افتاده از ہر کار در دنیا
بماند تا کجا اندر چنین افتد چنان افتد

به کارِ خود مکن محتاج غیرم ہیچ پروانه
خوشا روزے که از سوزِ خودم آتش بجان افتد

الٰہی کن عطا از لطف که بعد از خاصگان فردا
اگر افتد نگاہے بر ذبیحِ خوش بیان افتد

غزل مصنفہ سنہ ۱۹۲۶ء

نمبر ۱۰۸ — فاعلاتن ـ مفاعیلن ـ فعلن — شعر ۱۲

دلِ من مجرّد دلنوازیِ تو — میکشد جان بے نیازیِ تو
من و نہ سالگی کہ بردہ ام — ملک الموت ترک غازیِ تو
من ہشتاد سالہ حیرانم — در یتیمی ز کارسازیِ تو
اے فلک تنگ شد بساطِ زمین — ہر کہ و مہ ز مہرہ بازیِ تو
اے نسیم بہار در عجبیم — ما ز اقسام عطر سازیِ تو
قمریان را نشستہ بست بلند — وہ چہ اے سرو سرفرازیِ تو
دست کوتاہ من رسد بچہ سان — اے شبِ ہجر تا درازیِ تو
بنگر اے رعد برق مے خندد — بر طریقِ دُہل نوازیِ تو
من بجان آمدم تو نیز بیا — چارہ ساز از چارہ سازیِ تو
بہر دیدار یک تنِ بے سر — اے زمین بود منتظر رازیِ تو
شد پریشان دماغ اہلِ چمن — سوسن از یک زبان درازیِ تو

اے سحاب فلک بیا کہ ذبیح
ہست مشتاق نیزہ بازیِ تو

غزل مصنفہ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء

نمبر ۱۰۹ — مفعول ـ مفاعیل ـ مفاعیل فعولن — شعر ۱۰

دوا دے کہ ز جان تن پروانہ بر آمد — تا نفس شمع شبستانہ بر آمد
بشنید فغان من و از خانہ بر آمد — جانم ز تنم بر در جانانہ بر آمد

برخیز کہ در گلشن بے خارِ رُخِ او
از خط سیہ سبزۂ بیگانہ برآمد

از معرکہ بگریختن بلبل و قمری
پروانہ چو با ہمتِ مردانہ برآمد

روح من عاصی چو شد از قیدِ تن آزاد
گفتند ملک شیخ ز میخانہ برآمد

چون ماہِ نو انگشت نمائے دو جہان شد
کارے کہ در دستِ من دیوانہ برآمد

ہر جا کہ نشستیم پئے دلداریم آنجا
ساقی بہ مے و شیشہ و پیمانہ برآمد

جانم بفدائے کہ پیش باد کہ ساقی
از خانہ بصد لغزشِ مستانہ برآمد

اے شمع فدایت دل و جانم کہ سرِ بزم
جانت بہ ہوائے پرِ پروانہ برآمد

پیوستہ بہ لبہائے ذبیح جگر افگار
بے ساختہ لبیک ز پیمانہ برآمد

غزل فارسی تصنیف ۱۲۔ اگست ۱۹۲۵ء

مجتث	مفاعلن. فعلاتن ۔ مفاعلن فعلن	شعر ۱۳

گذشت عمر و نگارم فرا برم بگذشت
فغان فغان چہ بلاہا کہ بر سرم بگذشت

چہ دود دل کہ نکرد او سیاہ خانۂ من
چہ سیل خون کہ نہ از دیدۂ ترم بگذشت

ز خانہ ماتم و لبیک در آسمان برخاست
اجل بہ ہدیۂ جانم چو از درم بگذشت

بپیش داورِ محشر چگویم اے ہمدم
ز سیل اشک ندامت کہ از سرم بگذشت

نشد ز آلۂ تدبیر تغیر یک سپ یکے
ہر آنچہ بود بہ تقدیر بر سرم بگذشت

بمرگ سہ پسران جوان بہ بر سرِ من
گذشت ہر چہ بمرگ برادرم بگذشت

بصد مشقت شاہ ترا بگر دشمن و دوست
گذشتنی بسرِ ہر دو لاجرم بگذشت

بدرد حال تحکم بہ جاگران ست ہچال
زمانہ ہمیں سالے بید ز بر درم بگذشت

ز شیخ کعبہ بپرسید ذوشتان بخدا
کہ در چہ مشغلہ عمر تو در حرم بگذشت

گریستن ہست بر اوقات زندگانی شان
گذشت کان نہ بدیر و نہ در حرم بگذشت

خوش آن حیات کہ بگذشت در کنار پدر
خوش آن زمان کہ در آغوش مادرم بگذشت

از آن زمان کہ در آغوش گور آمدہ ام
خیال امّ و پدر رکیسر از سرم بگذشت

عجب چہ گر بہ شدم بہتر از آدم
ذبیح حصۂ عمرم کہ در ارم بگذشت

۱۱۱	غزل مصنفہ سنہ ۱۹۱۲ء	شعر ۸
	مفعول۔ فاعلن۔ فعولن	

از شرم رخش کہ بیچگون است
خورشید بچرخ سرنگون است

پرسی تو چہ حال ما کہ چون است
اے چارہ گرم چہ این جنون است

اے جوشش جنون دریغ تا چند
برخیز کہ حال من زبون است

خوردم ز ازل ز چشم ساقی
آن مے کہ بجام واژگون است

ہستیم بہ کوہ و دشت ما مور
معمورہ ز حدّ ما بیرون است

گردون بہ پیالہ ہیچ و تمامست
این طشت خور از چہ پر ز خون است

اے عقل بہ او کہ منزل ما
از حیطۂ عقل کل بیرون است

اے [illegible] در رہش قائل اوست
گز خون ذبیح لالہ گون است

مثنوی در بیان توحید و معرفت جناب باریتعالی شانہ و اظہار عظمت
شان جناب سرور کائنات مظہر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام
لزوم محافل میلاد و ایصال ثواب باموات بالخصوص بارواح شہ

پرّ و نه مرغ وهم کجا طایر نظر　　کان ذات تست معدن لایدرک البصر

فی الجمله در دلیکه غم تست جای تست　　فردای حشر چشم براه لقای تست

دانا نکه از تو هیچ خبر دار نیستند　　هستند گرچه عاقل و هشیار نیستند

ناکام آنکه گمشده در کنه ذات تست　　خوش وقت آنکه محو جبین صفات تست

بودی گراین صفات نه بودی نه کائنات　　نی میتوان شناخت ترا کس بشش جهات

پرسند اگر زمن که صفاتش چهار کوست　　گویم صفات و همه اسمای پاک اوست

اسمی تو از تو ده نه اسمای او بگیر　　زان پس شمر تفعل آن اسم دلپذیر

سازد مثلث هم قدریت بدل گذر　　افعال او ز قدرت هر کار او شمر

یابی چو از شمار فزون کارهای او　　شاید که فرق عجز گذاری بپای او

زین شان باسم خالق اگر ملتفت شوی　　اندر شمار خلقتش از خویشتن روی

آن خلقتی که موت و حیاتش بدست اوست　　این هر دو کار کرد توان [illegible] ز دست

هم زین نظر باسم کریم و رحیم بین　　روزی زمین ز خوان کرمهاش ریزه چین

ایمن مباش زانکه کند ده نه منهدم　　هم او قوی ست عادل و قهار منتقم

زینها بر چهار اسم صفاتی اگر یکی　　گیرد ترا اگر ابه بلاکت بود شکی

حق الله است و حق عباد از بگیر دست　　صد حیف هم به تخت حکومت بمرد ست

خوش آن دمی که بلبل باغ جمال اوست　　خوش آن لبی که تشنهٔ آب زلال اوست

خوش آن سری که گردن جانش بامر اوست　　خوش آن زبان که زمزمه پیرای نام اوست

خوش آن شبی که صبح نماید بذکر او　　خوش آن سحر که چاشت نماید بفکر او

خوش آن نگاه شوق که در جلوه عشوها　　بیند ز شان خالق یکتاش جلوها

خوش آن کسیکه خسته و تیغ نظر شود　　گردد رخش از آن بسوی تیغ گر شود

خوش آن کسیکه سیر شی نادر ز کائنات　　بیند چو چند از کرم قدرت ذره نکات

آن محرمی ز اکثر امور شهنشهی　　کز وی بجز خدا نه کسی داشت آگهی

آن احسنی که جمله محاسن بذات او　　وصل آنچنانکه یکشده ذات و صفات او

آن محسنی که ساخته از خاک کفش پا　　احسان بعرش پاک بفرموده خدا

آن مخبری که هر خبرش را خدا گواه　　آن ملهمی که گفته او گفته اله

آن واقفی که دید خدا را بچشم سر　　آن کاشفی که از شدنی ها دراخبر

آن دلبری حبیب حق و دلربای خلق　　آن خواجه حبیب حق و رهنمای خلق

آن صاحبی که صحبتیانش بگرد آن　　بودند کالنجوم بگرد قمر دمان

زانها بگر ببین همه چار یار او　　بوبکر رض بود و هم عمر رض تا مدار او

عثمان ذی حیا و علی رض وفا شعار　　در وصف خویشتن همه یکتای روزگار

فرمود حق بیان صفات یگان یگان　　آخر رکوع پاره بست و ششم بخوان

این چار چار عنصر جسم نبوت اند　　این چار چار گوهر کان فتوت اند

این هر چهار چار عمودی ز قصر دین　　ذات العماد اوست شهنشاه مرسلین

این هر چهار را بخلافت گر اقتدار　　بودی نه دین حق بگرفتی چنین قرار

باشد ترا بعظمت ایشان اگر شکی　　بنگر صحاح سته یا وصاف هر یکی

تاهم اگر یقین نه کنی بر رسالتش　　بخوان بغور مصحف پاک از ابتداش

کو صد هزار است او راست برزبان　　حرفی ازان نه بیش نه حرفیست کم دران

توحید آنکه اصل اصول مذاهب است　　تا پایان ز حرف حرف بلاغت نماست با

بینی اگر بچشم که موتی او نقش　　دریا بکوزه بند ببینی دو دستش

بینی اگر بغور حقوق عباد را　　چشمان خود بهی بهر آیت تو صاد را

بخشی اگر بسوی عبادات بنگری　　بخشی درانجمله مذاهب تو برتری

بینی اگر بغور بر امر و نواهیش　　خوانی بصدق دل تو کلام الهیش

دارمی کلام اگر به کلام الٰهیات — احکام او نگر به تمامی معاملات
هرجا که شان کبر و جلالش شد بیان — شاید بروی خاک سر عجز آسمان
پیمبری که عرش برین پای خاک اوست — قرآن پاک معجزهٔ ذات پاک اوست
یا این همه نه قایل قالو بلی شوی — ترسم که زود پیشتر ز اشقیا شوی
این هرچه گفته ام همه با غیر مسلمان — با مسلمان خطاب که دارم هم او بخوان

مخاطبه با اہل اسلام

انداختم کنون که باسلامیان نگاه — دیدم همه که با فقش خسته و تباه
هستند سی کرور کنون گرچه در شمار — لیکن همه معطل و نا اہل روزگار
دیدم چو شاه را ز گدا نیست بدترے — خوردم چه با گداے بحیوان برابرے
میلان شان بزرع و تجارت نه ذرهٔ — رجحان شان بصنعت و حرفت نه ذرهٔ
اقطاع ارض بعض که باقی بدست شان — چیزے دگر به تخت حکومت نشست شان
باشند اگر به یوروپ و امریکه دستگیر — جاپان نه گر چنین ز بہا شیاے دلپذیر
باشیاے خورد و پوش میسر نیامدے — سامان نان و نوش میسر نیامدے
پرسی ز وجه نکبت و ادبار شان اگر — خواهی ز وجه عام تباهی اگر خبر
گوییم که اصل دین متین شتر انام — للهیت نماند در ایشان برای نام
هر نیک و بد کنون که بدنیا همی کنند — از شر نه بلکه از پی خود راهی کنند
خیرے کنند اگر پی نام آوری کنند — شرے کنند اگر پی تن پروری کنند
للهیت بود اگر اصل اصول کار — خیر خیر و شر چه بد بباید بروزگار
زانسان کسے که در پی انفس ترد بالکل — تنها کسے که خوف خدا باشدش بدل
این هرچه گفته ام ز خواص و عوام نیست — بنگر خواص را که چه اندر مشام شانست

تاهم وزیر اعظم برطانیه بحال
الزام هست ذمهٔ این سلطنت بهان
این حجتست را بازان چاره حصول
یعنی که هر کرا که رعایا کند پسند
نیز آنکه قوم و ملت باشندگان ملک
این قطعهای ملک که باتحت ترکیان
این گفتنش مناسب وقت و مقام نیست
آیا خبر نداشت دم التوای جنگ
پرسند اگر ز من زکماهی انتظام
لیکن ز ملک روس نباشد خراب تر
آن هر بلا کنون که برین هر چهار ریخت
یونان و روس و ارمن و بلغار گردنش
بودی تباهی دولت انگلش چو در میان
این هر بلای جنگ ملکش نرفته است
حقا که این مصائب پنجاه سال او
رحمی بحالش از بکنند اتحادیان
ملکی که هست زیر نگینش دریغشان
این حق رسانیست بحق دار سلطنت
همدردی است جوهر ذاتی هر بشر
با اشخاص خارج تجمع شایستهٔ جهان
تا او بخمیده فلک آتش دمی کند

بنموده اندر حق ترکی زبون خیال
کو نظم و نسق و عدل نمودن نمی‌توان
کو کرده گشت از جنگ دم التوا قبول
آن ملک در حکومت آنها دشمنند
در دست هر کسیکه سپارد عنان ملک
معمور تر ز کثرت انفاس مسلمان ست
کز قوم ترک امید همین انتظام نیست
علامه همچو من کهی کار آزمای جنگ
گویم که هان تباه و خراب است کلام
استرویان و جرمن و بلغار را اگر
در این صدی مشترک بگوشید بازتاخت
نگذاشتند سهر نفس راست گردنش
بودی ز نام ترک نه باقی کنون نشان
زر خیز صوبها نه ازو تا گرفته است
بر چرخ اگر بدی بشدی رخته حال و
چندی دگر نمش بخورند اتحادیان
ماند بحال قبضهٔ او همچنین بران
این هر بایست هم ایثار و همت
باشد خصوصیت سلاطین را اگر
کوراست آفتاب بدنیا ز چاکران
اندر فضای ملکش روشنی کند

باب دوسرا۔ فصل اوّل بزبان اردو در بیان خلقت نور بنوی صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ ۱۸۹۹ء

عدد ۱۱۳ — شعر ۱۴

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ فعولن

خدا جانے وہاں کیا ماجرا تھا — جہاں وہ تھا کہ نورِ مصطفےٰ تھا
وہ نقشِ اوّلین جب بن چکا تھا — خدا خود ہاتھ اپنے چومتا تھا
میانِ خالق و مخلوق وہ نور — نہ تھا اک برزخِ اعظم تو کیا تھا
شگافِ خامۂ کن اب ہوا ہے — وہ کب سے منظرِ ذاتِ خدا تھا
نہ کہتے ہیں جدا تھا وہ خدا سے — نہ کہتے ہیں کہ وہ ذاتِ خدا تھا
مگر اپنا تو ہے ایمان اوس پر — کہ وہ آئینۂ ذاتِ خدا تھا
نہ تھا جب کچھ وجودِ عرش و کرسی — انیسِ صحبتِ ربّ العلا تھا
ازل میں نورِ حق اور نورِ احمدؐ — ہما تھا ایک اک ظلِ ہما تھا
نیاز و ناز میں دونوں تھے مصروف — یہ اوسپر اور وہ اِسپر فدا تھا
اودھر وہ شیفتہ صنعت پر اپنی — ادھر یہ محوِ ذاتِ کبریا تھا
لئے تھا خلعتِ محبوبیت وہ — یہ اپنی عبدیت پر پھولتا تھا
ادھر سے ضربتِ تسبیح و تہلیل — اودھر سے نعرۂ صلِ علیٰ تھا
اودھر سے بارشِ بارانِ رحمت — ادھر سے شکر کا دریا چڑھا تھا

ذبیح اوس نور کے صدقے جو لاریب — سراپا مظہرِ شانِ خدا تھا

در نعت شریف مصنفہ ۴ / اگست ۱۹۱۵ء

عدد ۱۱۴ — شعر ۱۳

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

مسلمانون احد کو ذاتِ احمدؐ کی ضرورت تھی
محبّت کے لیے محبوبؐ کا ہونا بھی لازم تھا
تعالی اللہ تعالی اللہ وہ شانِ برترِ احمدؐ
اولوالعزم انبیا جتنے ہین وہ بھی کانپتے ہونگے
گنہگارون کا کیا کہنا کہ اُنکا حال کیا ہوگا
ہر اک اُمت نبی سے اپنے مانگین کی مدد جاکر
وہ اک سردار ہم سبکا محمدؐ ابن عبداللہ
وہی بیڑا ہمارا اور تمھارا پار کردے گا
مگر فرصت جب اپنے پیروؤن سے اُسکو ہو جائے
شفاعت خواہ ہونگے پھر تمھارے واسطے بھی ہم
وہی اک آج کے دن بھی مجسّم رحمتِ حق ہین
غرض جو کچھ وہان ہوگا وہ سب پیشِ نظر ہوگا
تمھارا وہ خدا ہے جسکے امرِ کُن کا یہ جلوہ
جو ہو اتنا بڑا ذوالامر اور اتنا بڑا قادر
خدا جسکا محب ہو اور جو محبوبِ خدا خود ہو
ہر اک محبوب کو تم دیکھ لو پچھلی کتابون مین
وہ کردیتا تھا ساری نعمتین دنیا کی وقف اُسپر
قیاس اُسپر کرو اک ہے جو دنیا و عقبےٰ کا
وہ کیا کیا عمدہ صفتین تھین جو دین محبوبؐ کو اپنے
وفا تھی مہر تھی علم و فضل صبر و حلم و استغنا
کرم تھا لطف تھا جود و سخا تھی بذل احسان تھا

صفاتِ حق مین اک اعلیٰ صفت کیا تھی محبت تھی
پھر اُس محبوب کے ذیشان کرنیکی تھی حاجت تھی
کھلے گا حشر مین تم پر کہ کیا کیا اُسمین نعمت تھی
مقرب جو ملائک ہین کہینگے کیا یہ قربت تھی
بگڑ جائینگی نیکون کی بھی وہ اصلی جو صورت تھی
مگر وہ سب کہین گے ہمکو جرأت ہی نہ جرأت تھی
خدا کا ہے جو محبوب اور خدا سے اُسکو الفت تھی
اُسی سے آج کے دن ہمکو امید شفاعت تھی
کہ ہم سب سے کہین زاید فقط اک اُسکی اُمت تھی
یہی اک ہم مین ہمت ہے یہی دنیا مین ہمت تھی
اُنھین کی ذات دنیا مین بھی سب کے حق مین رحمت تھی
یہان تو مایہ البحث اک فقط حق کی محبت تھی
وگرنہ تھی نہ یہ دُنیا نہ کوئی اور خلقت تھی
اُسے کیا کرکے رکھے گا وہ جسکو اُسکی الفت تھی
سمجھ لو اپنے دلمین پیشِ حق کیا اُسکی وقعت تھی
کہ ہر اک شے کے محب کے دلمین کتنی اُسکی عزت تھی
جہانتک اُسکا قابو تھا جہانتک اُسکی قدرت تھی
اُٹھا رکھی نہین اُسنے کوئی عمدہ جو نعمت تھی
امانت تھی دیانت تھی صداقت تھی سخاوت تھی
عبادت تھی ریاضت تھی توکل تھا قناعت تھی
تحمل تھا تکلم تھا شجاعت تھی لیاقت تھی

ابد کی حق سے پوچھو - ہان ازل کی ہین بتاتا ہون
کہ تھا دوزخ غلام اونکا - تو لونڈی اونکی جنت تھی

پھرے گی حشر کے دن جب دہائی آپ کی ہر سو
کہین گے سب کہ وہ کیا تھی قیامت پہ قیامت تھی

شفاعت یا نہ پائے تو وہ اُمت آپکی ہوگی
حبیب بعد از خدا پھر آپ سے سچی محبت تھی

مشیّت کے موافق بعد اسکے اور خلقت تھی
کہ اول سے شفیع المذنبین اونکی ذات حضرت تھی

الٰہی جن کے دم سے ہو گیا اسلام پہلا سب کا
ذبیح زار کو قدمون سے اونکے خاص نسبت تھی

۱۱۵	مصنفہ یکم اپریل ۱۸۸۶ء	شعر ۱۳
	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	

الٰہی کر عطا خامہ مجھے جبریلؑ کے پر کا
لکھون مین نعتیہ مطلع محمدؐ سے پیمبر کا

احد مین اور احمدؐ مین نہین ہے فرق تل بھر کا
کہ وہ ہے عرش اوسی یکتا فرد لاثانی کے جوہر کا

رضائے حق رضا تیری قضائے حق ادا تیری
مرادِ حق دعا تیری لکھا گویا مقدر کا

بحمد اللہ کہ اوس وصلی پہ اب مین مشق کرتا ہون
ورق ہے حمد حق ایک اک نعت پیمبر کا

وہان موسیٰ کے ارنی پر جواب لن ترانی ہے
یہان خود ہی بلا کر ہو نظارہ روے انور کا

شرف یاب اشارت ماہ شب افروز ہے اس سے
اوترجاتا ہے چہرہ شام کو خورشید خاور کا

کہان وہ نوح کا امت کے حق مین بد دعا کرنا
کہان یہ اُمتی کہنا لحد مین نعش اطہر کا

ہمارے کس لیے اوراق جمعیت پریشان ہون
محافظ احمد مختار ہے امت کے دفتر کا

یہ وہ جسم نبوت ہے کہ جسکے چار عنصر ہین
ملا ہے خون ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

تری مہر نبوت مین خدا نے چار گوشون پہ
لکھا تھا نام ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

فرشتے سمت دوزخ کھینچتے ہین کیون مجھے ہین
نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑونگا کبھی دامن پیمبر کا

شفیع المذنبین ہم رحمۃ للعالمین تم ہو
یہان سے مین کہان جاؤن پتا دیجے پیمبر کا

	سخی کے مال سے حصہ فقیروں کا نکلتا ہے ذبیح بے نوا بھی یک گدا ہے آپ کے در کا	
	مصنفہ معروضہ ۸ - نومبر ۱۹۰۹ء	
شعر ۱۱	مفاعلن - فاعلن - فعولن - مفاعلن - فاعلن - فعولن	۱۱۶

ازل میں ہر رنگ جس سے پھیکا پڑا وہ تھا رنگ کس حسین کا
وہ رنگ تھا نقش اوّلین کا - وہ حسن تھا حق کے نازنین کا

تسلط اوس شاہِ آخرین کا نہیں ہے حاکم فقط زمین کا
کھدا ہے نام اوس پر اوسکے دین کا ہے آسمان حلقہ جس نگین کا

وہ نور اوس شمس والضحیٰ کا - وہ نور اوس بدر والدجی کا
وہ نور اوس رحمتِ خدا کا - جو عین رحمت ہے عالمین کا

فضیلتیں اور جانے دیں ہم - تو اولویت یہی ہے کیا کم
نبی تھے وہ اور حضرت آدمؑ تھے اور چھلا تھا ماؤطین کا

وہ زلف خوشبو وہ چشم آہو - مژہ وہ ناوک کمان وہ ابرو
وہ لب کہ اعجاز جن پہ لٹو - وہ چاند سا چہرہ مہ جبین کا

بنا کے تیرا حسین چہرا - ہوئی یہ محویت اوس کو پیدا
کھنچا تھا صورت کا تیری نقشا - کہ دل تیرے صورت آفرین کا

نگاکے تھا خصوصیت کا - کیا تھا اقرار الوہیت کا
کمال تھا جو عبودیت کا - وہ تھا شروع اُس مہ جبین کا

سمجھ کے صرف اپنے ہی سعادت - نہ کرتے تھے رات دن عبادت
یہی غرض تھی یہی ارادت - کہ کم ہو غم امتِ حزین کا

عطا ہو رویت کی انکو دولت بلا کے گھر پر بفرط عزت
کلیم کو جلوہ بعد حجبتا - لگا کے نعرہ نہین نہین کا

ادھر یہ خلقت کی غمگساری - ادھر وہ خالق سے آہ و زاری
شفیق امت حبیب باری - سحر و سہر خاطر حزین کا

ذبیح ازل ہی سے تھا جو شیدا - ہوا بھی امت مین اونکی پیدا
وہ جام تھا دور اولین کا یہ جام ہے دور آخرین کا

ک ۱۱۷	مصنفہ سحر وصفہ سنہ ۱۹۱۶ عیسوی	شعر ۱۸

مفعول - فاعلات - مفاعیل - فاعلن

ہم سے خدا کی مانگ ہے جس شے کی کیا ہے وہ — سودائے عشق حضرت خیر الوری ہے وہ
اللہ جس پہ کان لگائے ہے کیا ہے وہ — ذکر حبیب خالق ارض و سما ہے وہ
روحانیون کی جسکو غذا کہئے کیا ہے وہ — شیدائیون کا نعرۂ صل علیٰ ہے وہ
حق گوی و حق شناس و حق آگاہ و حق پرست — ہین اور انبیا بھی مگر حق نما ہے وہ
ہے مظہر صفات خدا ذات مصطفےٰ — کو حق نہین ہے حق کا مگر آئینا ہے وہ
ذوالفضل و ذوالعطا و ذوالالطاف و الکرم — بعد از خدا اگر ہے کوئی دوسرا ہے وہ
ہم اوس کی پیروی پہ کرین ناز اگر تو کیا — کل انبیا کا نام خدا پیشوا ہے وہ
مصداق نور ذات الٰہی ہے اوسکی ذات — معیار برترین صفات خدا ہے وہ
کہتا ہے کیا الم ترا قرآن مین حبا بجا — ہر وقت تھا جو ساتھ وہ ظل ہما ہے وہ
زیبا اوسی کو مخبر صادق کا ہے خطاب — ہر یک خبر کا تا بہ ابد مبتدا ہے وہ
شایان ہے اوسکو احمد مختار کا خطاب — حکم خدا سے حاکم کل ما سوا ہے وہ
مین کیا بیان کرون صفت عظمت و جلال — لولاک کہہ رہی ہے کہ کون اور کیا ہے وہ

اللہ اکبر ترا آپکے معنا کے بیچ
پھر کون کہہ سکے کہ خدا سے جدا ہے وہ

قرآن میں دیکھو بیعت تحت الشجر کا ذکر
دست خدا کہ دست رسول خدا ہے وہ

سمجھو وما رمیت کی آیت کا مدعا
فاعل رمی کا حق کہ کوئی دوسرا ہے وہ

کثرت عطا رسول کو کی وحدت آپ کی
کتنا بڑا عطیہ رب العلا ہے وہ

جوہر ہے حق تو عرض ہے ذات رسول کی
حق ہے ہما تو سایۂ بال ہما ہے وہ

جانے فدا فقیہ رضا بالقضا کا کیا
روز ازل سے کشتۂ تیغ ادا ہے وہ

یہ نظم نعتیہ بھی میں نے اپنے ایک غیر معمولی حالت اور جوش شوق زیارت میں ۱۹۱۵ع میں لکھ کر ایک سال اوسکی مزاولت کرتا رہا اور فیضیاب ہوتا رہا

بحر ۱۱۸	مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن	مثمن ۲

چلی ہے باد صبا وہ چال ادا ہو جس کی مستانہ
انہی اٹھکھیلیوں پر جسکی اک عالم ہو دیوانہ

ہر اک جھونکے سے کھنچے خاک طیبہ کی مہک آ کے
ہر اک پہلو سے جسکے آئے بوئے کوئے جانانہ

قیامت کا کرے کون انتظار بادۂ کوثر
لگا دے تو ہی لے ساقی مرے ہونٹوں سے پیمانہ

مئے عشق نبی سے مجکو کردے آج متوالا
خدا کا ہے وہ محبوب اور میں اوسکا ہوں دیوانہ

نہیں ہے مصلحت سے دور یہ دیوانگی میری
خدا دانا ہے میں ہوں لاکھ فرزانوں کا فرزانہ

اڑتے ہوں روضۂ اقدس پہ جو وحشت دعا بنکر
کرادے ہمکنار یارب انہیں ہاتھوں سے یارانہ

لگی تلوؤں سے جنکے دست مشرپا کی گل خوشبو
مرے سر پر مری آنکھوں پہ یارب اونکا کاشانہ

دعا بھی کرنے دیتے ہیں نہیں مجکو کھڑے ہو کر
جھٹکتا ہے کسی کا ہاتھ اور ہلاتا ہے کوئی شانہ

قصور اسمیں نہیں دربانوں کا لیکن مرے مولیٰ
بتا دیتی ہیں میری حرکتیں خود دیکھ کو بیگانہ

نہ قابو میں طبیعت ہے نہ میرا دل مرے بس کا
نہ بیباکی ہے مجکو پر نہ ہوش آتا ہے تنہا نہ

نکل جاتا ہون صحرا کی طرف جب مین وحشت مین | ہرن آنکھیں چراتے ہین سمجھ کر مجھ کو بیگانہ
گلون کو خار ہوتا ہے اگر جاتا ہون گلشن مین | جو گھر مین بیٹھتا ہون آ کے بجا تا ہے ویرانہ
کہان لیجا رہی ہے میری از خود رفتگی مجھ کو | نہ کہیے جس کو آبادی نہ کہیے جس کو ویرانہ
یہ سب کچھ ہے مگر دل کی امنگین مجھ سے کہتی ہین | کہ نازل شاہ بطحی اکا ہے مجھ پر لطف شاہانہ
مرے مرشد مرے مولے شہ وارث حسن چشتی | عطیہ اک درود اونکا ہے میرا ورد روزانہ
اوسی کا یہ اثر ہے اور اوسکی برکتین ہین یہ | کہ میرا دل الم نشرح کی سورت کا ہے پیمانہ
وگرنہ اس طرف مین اور میری یہ سیہ کاری | ادھر سے کرم یہ جود یہ الطاف شاہانہ
جدھر جاتا ہون ملتا ہے نشان نقش پا مجھ کو | جدھر جاتا ہون آتی ہے شمیم کوی جانانہ
جسے مین دیکھتا ہون احمدیت اوس مین پاتا ہون | جسے مین سونگھتا ہون اوسکی بو ہے دلبرانہ
گرج ہو بادلون کی یا تڑپ ہو برق خاطف کی | مرے کانون مین آتی ہے نہیب مصطفایانہ
یہ بیتی ہو رہی ہین خلق مین خونریزیان اسلام | سمجھتا ہون مین انکو غمزۂ ابروے جانانہ
خبر دیتا ہے مجھ کو ہر نفس تار نفس میرا | شنوا ہے کیسی صحبت مرے دلکا کاشانہ
نکل کر خانۂ دل سے نہین انکھون مین اتے ہین | اگر مخفی ہے اسمین بھی کوئی مضمون بیگانہ
نہین پاتے ہین مجھ مین قابلیت اپنے جلوہ کی | اونھین پیش نظر ہے حضرت موسی کا افسانہ
مگر اللہ نے دی ہے اونھین ہر طرح کی قدرت | قوی کردین نظر میری بالطاف کریمانہ
کہ دیکھون میں سر مو کر مین جمال با کمال اونکا | خدا کو جسطرح دیکھا اونھون نے بے حجابانہ

ذبیح اس درجہ گستاخی حضور سرور عالم
سنبھل جا ہوش مین آ کیون ہوا جاتا ہے دیوانہ

مسدس نعتیہ باداے شکرانہ نعمت الٰہی مصنفہ ماہ فروری ۱۹۱۳ء

۱۱۹	فاعلاتن - مفاعلن - فعلات	شعر مسدس ۱

ایسی ستھری کہاں سے لاؤں زبان | شکر نعمائے حق کروں جو بیان
لاکھ احسان کا ہے اک احسان | احمدؐ پاک کا نزول یہاں

نعبدہٗ و نشکرہٗ و نحمدہٗ
وحدہٗ والحبیبُ احمدہٗ

ہیں زمانہ میں جتنے جنکے حبیب | رکھتے ہیں سب کو وہ سب اپنے قریب
اللہ اللہ اوس کی شان عجیب | اوسکا محبوب اور ہمارے نصیب

نعبدہٗ و نشکرہٗ و نحمدہٗ
وحدہٗ والحبیب احمدہٗ

وہ نبی جن کی شان ہے لولاک | جن پہ قربان انجم و افلاک
سرمۂ عرش جنکے پانوں کی خاک | نام سے جن کے پاک ہر ناپاک

نعبدہٗ و نشکرہٗ و نحمدہٗ
وحدہٗ والحبیبُ احمدہٗ

آیت رحمت خدائے رحیم | غایت محبت الٰہ کریم
رایت اند الہ کا فرمان لیئم | خود خدا اون خود احد بے میم

نعبدہٗ و نشکرہٗ و نحمدہٗ
وحدہٗ والحبیب احمدہٗ

گوہر درج اصطفا تھے وہ | اختر برج اعتلا تھے وہ
بہترین شان کبریا تھے وہ | کیا کہوں تم سے ہیں کہ کیا تھے وہ

نعبدہٗ و نشکرہٗ و نحمدہٗ
وحدہٗ والحبیب احمدہٗ

وہ شرف جس کے واسطے بخدا | اتھ ملتے تھے حضرت موسیٰ

اللہ اللہ ہم کو ہو وہ عطا | یعنی اُمت میں اُنکی ہوں پیدا

نعبدہ و نشکرہ و نحمدہ
وحدہ والحبیب احمدہ

ساتھ لائی تھی وصف رب عباد | ذات پاک نبی ذوالارشاد
علم و فضل و کمال و صدق و سداد | حلم و رحم و سخا و عدل و داد

نعبدہ و نشکرہ و نحمدہ
وحدہ والحبیب احمدہ

جب ملا خاک سے تن اطہر | اُمتی اُمتی تھا ہونٹھوں پہ
تجھ پہ قربان ہم سب اے سرور | اللہ اللہ یہ کرم ہم پر

نعبدہ و نشکرہ و نحمدہ
وحدہ والحبیب احمدہ

ہائے وہ اُمت شہ ثقلین | کرے معدوم اُنھیں کے نور العین
اُن پہ لعنت خدا کی فی الدارین | تم پہ رحمت خدا کی یا حسینؑ

نعبدہ و نشکرہ و نحمدہ
وحدہ والحبیب احمدہ

بس بس اب اے ذبیح نیک انجام | بھیج اکفین تحفہ درود و سلام
السلام اسے بناوہ اسلام | صلوٰۃ علیک والاکرام

نعبدہ و نشکرہ و نحمدہ
وحدہ والحبیب احمدہ

مخمس بطور مناجات در حمد باری تعالےٰ و بالخصوص در نعت

سرورِ کائنات علیہ التسلیم والصلوٰۃ معروضہ ۱۹۱۷ء

نمبر ۱۲ | مفعول۔ فاعلات۔ مفاعیل۔ فاعلن | بندے شعر ۱۷

ساقی وہ دے مجھے جو مئے خوشگوار ہو
نظروں پہ جسکے وسعتِ دریا نثار ہو
تدبیر نبی عطیۂ پروردگار ہو
بو مشکبار رنگ برنگ انار ہو
پھر دیکھیے بہار میں کیسی بہار ہو

برحق ہے یہ کہ روزِ قیامت ہے بے حساب
اعمال جنکے ہونگے ہماری طرح خراب
دربارِ حق میں ہونگے طلب شیخ و شاب
دینگے ہر اک سوال کا رو کر یہی جواب
ہم ہیں گناہگار تم آمرزگار ہو

قربانِ نامِ پاکِ شہنشاہِ دوسرا
اللہ رے پاسِ شرمِ غلامانِ مصطفےٰ
ہوں لاکھ جان سے جو مجھے دے مرا خدا
میں نے پلِ صراط پہ جا کر سنا تو کیا
تم امتِ حبیبِ خدا ہو تو پار ہو

نکلے گا آفتابِ قیامت بھی صبحِ حشر
عشاق کا ہو وقتِ زیارت بھی صبحِ حشر
ہوگی قوی ہر اک کی بصارت بھی صبحِ حشر
چمکے گا آفتابِ رسالت بھی صبحِ حشر
صبحِ شبِ انتظار ہو

محبوبِ حق شفیعِ امم صادق المقال
جنکے جمال پر ہو عمرؓ کا فدا جلال
صدیقؓ جنکے صدق کی گویا زبانِ حال
عثمانؓ سے غنی کا تصدق ہو جن پہ مال
جن کا علیؓ ولیِ خدا جاں نثار ہو

بدنام ہوں جہان میں یا نیکنام ہوں
پا در رکاب منتظرِ صبح و شام ہوں
ناکام ہوں جہان میں یا شادکام ہوں
یہ ہیں وہ کہ ایک خاص تمہارا غلام ہوں
تم وہ کہ نامِ رحمتِ پروردگار ہو

پروا نہ مجھکو جحیم نہ خوفِ ہول کی
بیٹھا ہوا ہوں گھات میں حسنِ قبول کی

کھاتا ہوں میں قسم حسنینؓ و بتولؓ کی
اللہ کی قضا کہ ادا ہو رسولؐ کی

ممکن نہیں ذبیح ذرا دلفگار ہو

یہ ترجیع بند بتقریب محفل میلاد شریف مکان محبی منشی سعادتمند خانصاحب مختار منعقدہ سنہ ۱۹۱۸ء میں میں نے مرتب کرکے پڑھا تھا

بحر ۱۲۱ — مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن — شعر ۲۸

انھیں کو ہے خبر پہلو میں جنکے باخبر دل ہے
خدا نے جنکو آنکھیں دی ہیں دیکھو انکی آنکھوں سے
نزولِ رحمتِ حق پر تعجب ہے یہ کیوں تم کو
بساطِ چرخ کیا ہے عرش کے دل سے کوئی پوچھے
زمیں کی پائے بوسی چرخ کو کرنے نہیں دیتا
شمارِ انجم کا کیا اس انجمن کے روبرو اے دل
فلک پر چھٹکے ہیں تارے کہ مشتاق انجمن میں ہیں
بٹھا کر مسندِ دولت میں ایسی جبرئیل لاتے ہیں
کھڑے ہو جاؤ سب اے عاشقانِ دید تعظیماً

سعادتمند خان کے گھر یہ کیسی آج محفل ہے
یہ گھر ہے یا کہ فرطِ روشنی سے نور منزل ہے
ظہورِ رحمۃ للعالمین کی خود یہ محفل ہے
شرف اس سرزمیں کے فرش کو اس پر جو حاصل ہے
یہ رحمت کے فرشتوں کا گروہ آج انمیں حایل ہے
ہلالِ چرخ بھی تو آج کی شب بدرِ فاضل ہے
سرِ محفل نویدِ آمدِ یک ماہِ کامل ہے
کریں گے وہ زیارت جنکا بینا دیدۂ دل ہے
وہ اترا انکا گہوارہ یہ جنکی پاک محفل ہے

خوشا روح الامین بالیں نویدِ جانفزا آمد
کہ خیر المرسلین خیر البشر خیر الورا آمد

سلام اے آفتابِ آسمانِ اعتلا تم پر
ہمارا کیا سلام اور کیا درود اے سرورِ عالم
کہاں ایسا مقدر اور کہاں ایسے نصیب اپنے
متاعِ دل کہ نقدِ جان یہ اپنے بس کی چیزیں ہیں

درودِ لا تعد اے شمعِ ایوانِ ہدیٰ تم پر
ملائک بھیجتے ہیں انکے ساتھ انکا خدا تم پر
کہ تم ہو شمع اور پروانہ ساں ہم ہوں فدا تم پر
ملے قابو تو کردیں صدقے ہم کل ماسوا تم پر

شفاعت ہو تمھاری تابع اذنِ خدا سب کچھ ۔ مگر اُس کے کرم سے ہے ہمارا اتّکا تم پر
کلیدِ گنجِ عرفان کے محافظ آج تک تم ہو ۔ کھلا ہے بستہ رازِ گنشت کنزاً مخفیاً تم پر
ادھر بھی گوشۂ چشمِ عنایت اے مرے مولا ۔ تمھارا ہون غلامِ خاص حق کچھ ہے مرا تم پر
نہ اپنی رضویت پر ہے نہ اُنکی ذریت پر ہے ۔ بھروسا ہے خدا کے فضل پر یا اتّکا تم پر
توجہ سیدی وارث حسن کی مجھپہ ہو جائے ۔ مجھے ہے سخت دشوار اور نہین مشکل ذرا تم پر

منم گر سبزہ زارِ و دیانت یاب پر کاہے
گدائے کوچہ گردے را اگر خواہی کنی شاہے

سلوک ایسے کیے ہین اُنہنے ترکون کی جماعت سے ۔ نہ تھی اُمید جسکی حضرت عیسیٰؑ کی اُمت سے
یہود ایسا اگر کرتے تو کیا ہمکو شکایت تھی ۔ خبر دیتا ہے قرآن اُنکے بغض اُنکی عداوت سے
مگر عیسائی بھائی نرم دل ہم جنکو سمجھے تھے ۔ وہ نکلے سنگدل ہم مسلمون کے حق مین شدت سے
ہمارے عالمانِ علمِ دین سے بعض کیا اکثر ۔ بتاتے ہین ان افتادون کو آثارِ قیامت سے
اگر یہ سچ ہے تو ہمکو نہین ہے اسکی کچھ پروا ۔ وگرنہ ہے امید نصرتِ حق ذاتِ حضرت سے
ہزارون گتھیان کا مومنین اپنے پڑی جاتی ہین ۔ خدارا کھولدے ان سبکو اپنے دستِ شفقت سے
سوا تیرے نہین کوئی نبی ہے اس محبت کا ۔ لحد مین اُمتی جس نے کہا ہو اپنی اُمت سے

نقاب اور چہرۂ لیلا سے مہرت گر بر اندازند
زیک یک نقشِ پائے اُمتانت مہر و مہ سازند

قصیدہ نعتیہ بفرمایش محبی عزیزی شیخ نصیر الدین صاحب مرحوم جسمین قطعہ تاریخ اُنکے تعمیر مکان واقعہ چھپرا مؤ کا شامل ہے اور یہ قصیدہ اُن کے یہان محفل میلاد مین

۱۲۲ | پڑھا گیا تھا مصنفہ ۹ جون ۱۸۸۹ء | شعر ۴۴

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

کروں کیا شکر اے ساقی ترے الطاف بیحد کا
سنا دھوکے میں بھی تجھ سے نہ حرف اپنے لیے رد کا

پڑا ہے شور عالم میں یہ کسکی آمد آمد کا
کہ گنبد گونج اٹھا ہے یک بیک چرخ مشید کا

نہ پایا اور موزوں قافیہ اللہ کی مد کا
لکھا لوح تقدس پر قلم نے نام احمدؐ کا

نہایت دلنشیں تھا نام پیارا جو محمدؐ کا
احد میں ہو گیا پیوست جا کر میم احمدؐ کا

کھلا روز ولادت عقدہ بسم اللہ کی مد کا
کہ تھا وہ صورت و معنی میں نقشا تیری آمد کا

لکھا ہے میری لوح دل پر جو کلمہ محمدؐ کا
انھیں نقشوں سے بھر دینا مرا تعویذ مرقد کا

جدا ہوتا اگر نور خدا سے نور احمدؐ کا
ملا اللہ کے کلمہ سے کیوں کلمہ محمدؐ کا

ہوا معلوم مدت بعد مخرج نام احمدؐ کا
سر و سینہ احد کا تاج ہے اللہ کی مد کا

خدا جانے کہ کس درجہ کا ہے رتبہ محمدؐ کا
بڑا کس مصلحت سے ہے احد سے نام احمدؐ کا

مقابل کو اگر مجھ پر ملے موقعہ کوئی زد کا
چھری کا کام دیجائے قلم کا ہاتھ میں گد کا

کچھ ایسی گھٹ رہی ہے عالم بالا میں ساقی
گماں ہے ساغر خورشید پر جام زمرد کا

نزول رحمت حق ہو رہا ہے کیوں یہ شدت سے
ہے اتنے جوش پر کیوں آج دریا فیض سرمد کا

فرشتوں نے طنابیں نور کی لیلیں ہیں ہاتھوں میں
اترتا ہے زمیں پر عرش سے گھوارہ احمدؐ کا

اتر گیا آتش نمرود ابراہیمؑ پر کر تی
رگوں میں جنکے لہراتا تھا دریا نور احمدؐ کا

یہ تصدیق رسالت ہے کہ شہر علم کہلائے
وہ امی جو نہ جانے نام بھی یک حرف ابجد کا

تمھیں سے نسل آدمؑ کو ملائک پر فضیلت ہے
تمھیں سے نام روشن ہے تمھارے جد امجد کا

کریم ایسے کہ اعدا کی کیا کرتے تھے مہمانی
حلیم ایسے کہ ہی جاتے تھے کہنا ہر کسی بد کا

شہادت رسالت کی اسی کی اور کیوں ڈھونڈوں
الف اللہ کا عمدہ نمونہ ہے ترے قد کا

بہت سے انبیا کے پشت کے سانچے مین ڈھل ڈھل کر
عرق دست قدرت سے ہوا پتلا ترے قد کا

خبر کیا مبتدا کی کیا ٹھکانا منتہا کا تھا
نہ لکھتے صفحۂ ہستی پہ جو جملہ ترے قد کا

نہ جمتے باغ مین سرو اور نہ طوبیٰ خلد مین پھلتا
نہ اوگتا گلشن عالم مین جو بوٹا ترے قد کا

وہ چرخ چار مین تک اور گیا عرش برین تک تک
دو بالا قامت عیسیٰ سے ہے رتبہ ترے قد کا

ہوئی جنبش زمین کو قصر کسریٰ کے کلس ٹوٹے
گران تھا بار تمکین سے بہت جلوہ ترے قد کا

ہے اب تک فرد ہی لکھتا ہوا دیوان عالم مین
قلم سے منشی تقدیر کے مصرع ترے قد کا

سواد چشم حوران بہشتی بن چکا تھا وہ
نہ آیا عالم ایجاد مین سایہ ترے قد کا

رقیب اپنا کوئی بھی ہاتھ سے اپنے بناتا ہے
خدا نے بھی نہین پیدا کیا سایہ ترے قد کا

نظر آیا نہین لیکن رہا قائم ہمیشہ تک
خدا کا سایہ تجھ پر خلق پر سایہ ترے قد کا

سواد دیدۂ دل حل کرو نہین آب کوثر مین
بہ انگشت شہادت سے لکھون کلمہ محمدؐ کا

تمنا ہے کہ اسکے نام پر دم بھی مرا ٹوٹے
لحد سے بھی اوٹھون پڑھتا ہوا کلمہ محمدؐ کا

رہے خالی نہ تیرے نام کے حرفون سے کوئی جز
بکھر جائے جو شیرازہ مرے جسم مجلد کا

مجھے دم بھر نہین وہ بیٹھنے آرام سے دیتا
بھرا ہے سر مین یہ سودا ترے روضہ کے گنبد کا

عقوبت ڈھونڈھتی پھرتی تھی لیکن پا نہ سکتی تھی
چھپا تھا دامن ممدوح مین مداح احمدؐ کا

کریگی خلد مجھ پر ناز اور مین نام پر تیرے
کہین گے جب کہ جنت مین غلام آیا محمدؐ کا

مٹا دے پانون کی ٹھوکر سے انبار جدائی کو
مجھے چھاتی کا پتھر ہو گیا ہے سنگ مرقد کا

ترا دست کرم اٹھے سر پر ہے تو شک کیا ہے
کوئی دے تو ثبوت آکر تجھے اللہ کے ید کا

سیہ کاری سے میری خوف کیا ہے نور ایمان کو
نہین آتا ہے کچھ نقصان لازم خال سے قد کا

لبون سے ہو گئے فی الفور چشمے فیض کے جاری
زبان پر میرے جس دم نام پاک آیا محمدؐ کا

غلو مین نعمت مین تیری اگر کرتا تو کیون کرتا
نہ تجکو احتیاج اسکی نہ مین ہاتفی خوشامد کا

کرامت ہے وہی باقی اگرچہ ہو گیا ماضی
نہین پھر [illegible] سر چشمہ [illegible] بالا [illegible] کا

کہے گا داورِ محشر سے روزِ حشر رو رو کر ‖ ذبیح خستہ بھی یک نام لیوا ہے محمدؐ کا
ہوا آباد جب بنکر یہ دولت خانۂ خوشتر ‖ ہوا ہے منعقد جس جا یہ جلسہ آج مولد کا
ذبیح بینوا بالخاص اسی محفل میں پڑھنے کو ‖ مرتب کرچکا تھا یہ قصیدہ نعت احمدؐ کا
بالآخر مصرع تاریخ تعمیر مکان کو بھی ‖ ہوا مورد میں اپنے دوست کے اصرار بیحد کا

ادب کو ہاتھ سے دیکر وہ گستاخانہ کہہ اُٹھا
رہے روشن ہمیشہ گھر نصیرالدین احمد کا

۱۲۳ — ولہ مصنفہ ۱۸۸۸ عیسوی — شعر ۱۵

فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن

کیوں نہ ہو مسجودِ عالم آستانِ مصطفےٰ ‖ پاچکا ہے عرش کی کرسی مکانِ مصطفےٰ
پرتو شانِ خدا ہے عز و شانِ مصطفےٰ ‖ رتبہ دانِ حق ہو وہ حق رتبہ دانِ مصطفےٰ
سر بسجدہ دم بخود کلکِ قضا کیوں ہوگئی ‖ ہاں مگر تھی اس گھڑی ساکت زبانِ مصطفےٰ
مرحبا فیضِ تکلم مرحبا لطفِ کلام ‖ صد ہزاران جان فدائے یک بیانِ مصطفےٰ
کیوں غذا نانِ جویں کی آپکو مرغوب تھی ‖ اس سے تھا منظور حق کو امتحانِ مصطفےٰ
بازوئے روح الامین سے زورِ بازو پوچھ لو ‖ قابِ قوسین ایک ہے ادنےٰ کمانِ مصطفےٰ
آپ کے دل کی رضا اللہ کے جی کی خوشی ‖ دلنشینِ حق وہ یہ خاطر نشانِ مصطفےٰ
سرمۂ چشمِ بصیرت خاکِ راہِ آلِ پاک ‖ دودۂ اقبال و دولت دودمانِ مصطفےٰ
حاملانِ عرش میں چرچے تھے شبِ معراج بھی ‖ لامکان بھی ہوگیا دیکھو مکانِ مصطفےٰ
خاکِ پا کا مرتبہ اکسیر سے زائد کہیں ‖ آبِ کوثر سے سوا آبِ دہانِ مصطفےٰ
دھوم تھی صلِ علےٰ کی حاملانِ عرش میں ‖ کھل گئی معراج سے اُنپر بھی شانِ مصطفےٰ
[illegible] ذبیح کے وصل ممکن ہی نہیں ‖ مصطفےٰ دربانِ حق حق پاسبانِ مصطفےٰ

صدقے اس شفقت کے سونپا خاک کو جب جسم پاک　　اُمتی کا لفظ تھا وردِ زبانِ مصطفیٰ
مژدۂ وصل یک جانب دردِ امت ایک سو　　کشمکش میں کیا دمِ رحلت تھی جانِ مصطفیٰ

اے خداوندانِ نعمت حیف بر تنہا خوری
تھا ذبیح بینوا بھی میہمانِ مصطفیٰ

۲۴	ولہ مصنفہ سنہ ۱۹۰۸ء	شعر ۱۵
	فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن	

اللہ اللہ جلوۂ حسنِ بیانِ مصطفیٰ　　بات کیا اعجاز کرتا تھا دہانِ مصطفیٰ
دشمنوں سے کس لیے ہوتا زیانِ مصطفیٰ　　ہر گھڑی روح الامین تھا پاسبانِ مصطفیٰ
جن و انسان و ملک ہوتے تھے سب مدعو وہاں　　خوانِ ابراہیمؑ سے جوڑا تھا خوانِ مصطفیٰ
ایک ونگلی کے اشارہ کی نہ لایا ماہِ تاب　　کیا اوٹھاتا آسمان ضربِ سنانِ مصطفیٰ
دوستو ایسی کہاں قسمت کہاں اپنے نصیب　　قبر اپنی بھی بنے قربِ مکانِ مصطفیٰ
مٹ گئے وہ اور مٹتا جائیگا اُنکا نشان　　پیٹتے تھے جو نشانِ خاندانِ مصطفیٰ
چار عنصر کی طرح رکھتے تھے باہم اختلاط　　چار اصحابِ گرامی جسم و جانِ مصطفیٰ
خاک و خون میں ملگئے اور چرخ پر دیکھا ہی کیا　　وہ حسینؑ ابن علیؑ روحِ روانِ مصطفیٰ
ہوگئی دنیا میں گویا بارشِ نیسانِ فیض　　کھل گئے جسدم لبِ گوہر فشانِ مصطفیٰ
ابتک اُنکے لہجۂ دلکش میں باقی ہے اثر　　لے اوڑیں تھیں بلبلیں طرزِ بیانِ مصطفیٰ
بھید سے ہو طالب و مطلوب کے کسکو خبر　　رازدانِ حق نبیؐ حق رازدانِ مصطفیٰ
حیف دشتِ کربلا میں ظالموں کے ہاتھ سے　　لٹ گئی ساری بہارِ بوستانِ مصطفیٰ
دمبدم بڑھتا ہی جی یادِ لبِ جان بخش سے　　روح افزا ہے بہارِ بوستانِ مصطفیٰ
ہے کہاں وہ دن کہ ملتا ہو کفِ حسرت بہم　　اور ملیں آنکھوں سے خاکِ آستانِ مصطفیٰ

صدق دل سے ہے اگر عشق و دولت فیض
ہوگا سر اپنا کبھی اور آستان مصطفے

نمبر ۱۲۵ ۔ ولہ تصنیف ۱۸۸۸ء ۔ شعر ۲۵

مفعول ۔ مفاعیل ۔ مفاعیل ۔ فعولن

اللہ رے فروغ رخ نیکوے محمدؐ
ہے رد کش صد شمس و قمر روے محمدؐ

واللیل ہے گر پر تو گیسوے محمدؐ
والشمس ہے عکس رخ نیکوے محمدؐ

ہم کیوں نہ ہوں محو قد دلجوے محمدؐ
اللہ کی بھی تو ہے نظر سوے محمدؐ

گنجینۂ اسرار الٰہی دہن تنگ
آئینۂ انوار خدا روے محمدؐ

آتی ہے کچھ اترائی ہوئی باد سحر آج
لاتی ہے مگر نکہت گیسوے محمدؐ

پھر تازہ ہوا تجھ سے دماغ و دل ایمان
اے صل علیٰ نکہت گیسوے محمدؐ

زیبا نہیں بندوں کو ہے دعواے خدائی
قرآن میں خدا خود ہے ثنا گوے محمدؐ

ہے قومہ و قعدہ سے نمازوں کی ہے پیدا
لطف ادب آموزئ زانوے محمدؐ

پڑھتا ہوں تصور میں دوگانہ میں جدا کا
پیش خم محراب دو ابروے محمدؐ

ثابت نہیں اک ذرہ مضر حق میں کسی کے
کونین پہ چلتا ہوا قابو ہے محمدؐ

یہ فرش زمیں کیا ہے کہ وہ عرش کی کرسی
ہے فضل خدا سے تہ زانوے محمدؐ

آتی ہے قیامت بھی بہت دور نہیں ہے
ہوتی ہے فداے قد دلجوے محمدؐ

قابو ہو تو کونین کے بدلے میں خریدوں
سوداے خم کوچۂ گیسوے محمدؐ

امید خدا سے ہے کہ لگ جائے ٹھکانے
مٹی میں ہماری ہے بسی بوے محمدؐ

جن و ملک و انس ہیں سب بندۂ فرمان
وہ کون ہے جس پر نہیں قابوے محمدؐ

خوشبو کی ترنگوں سے مہکتی ہیں کلیاں
چلتے ہیں جو بل کھاتے ہوئے گیسوے محمدؐ

جاتا ہے اودھر تیر قضا شست قدر سے ۔ ہوتی ہے جدھر جنبش ابروئے محمدؐ
کحل البصر دیدۂ مردم ہی نہیں ہے ۔ ہے سجدہ گہ جن و ملک کوئے محمدؐ
ہوتا کوئی ہمپنجہ بھلا آپ سے کیونکر ۔ تھا شیر خدا قوت بازوئے محمدؐ
اللہ کی ہے دین دلاتا ہے نبیؐ کا ۔ ہے دست خدا سیف بازوئے محمدؐ
آراستہ خالق ز دل چار تن اصحاب ۔ چار آئینہ پر قامت دلجوئے محمدؐ
عدل ایک طرف ایک طرف داد و شفاعت ۔ عادت وہ خدا کی ہے تو یہ خوئے محمدؐ
رسمائے خدا کی ہے صفت ذات نبیؐ میں ۔ ملتی ہوئی اللہ سے ہے خوئے محمدؐ
بخشا تھا قمر کو جو کبھی داغ غلامی ۔ ہے منتظر جنبش ابروئے محمدؐ

چلدے نہ ذبیح جگر افگار یہاں سے
ہے جوش پہ سودائے سر کوئے محمدؐ

غزل نعت شریف برطرح مشاعرہ متعلقہ نمائش گاہ ضلع

نمبر ۱۳۶ ۔ اٹاوہ منعقدہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۲ء ۔ شعر ۱۰

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

بصد نیرنگ ازل میں شان رب العالمین نکلی ۔ مگر ان سب میں برتر شان ختم المرسلین نکلی
ز آدم تا مسیح اک وصف تھا سب جدا سب میں ۔ خدا کے نازنیں میں ہر ادائے نازنیں نکلی
فقط تھی منتہا سدرہ تلک اونکے ساتھ جانے کی ۔ پھر آگے اوس سے عاجز طاقت روح الامیں نکلی
ہوئے تھے خلق وہ یا آمنہ کے بطن صافی سے ۔ مجسم ہو کے خوئے و بوئے خیر الراحمیں نکلی
ہوس ہے دل کو اوس نعلین پاک خاک کی ریا ۔ شب معراج جس سے حسرت عرش بریں نکلی
بنا صفر دہاں یار نقطہ زائے رحمت کا ۔ یہاں میں جیب سے حیثیت رحمۃ للعالمیں نکلی
شرف پر جسکے عرش برتریں کی فرق تابیں آنکھیں ۔ وہ اوسکی مرات الحمری کی حجرہ کی زمیں نکلی

ستارہ آپ کے نورِ نبوت کا درخشان تھا | نہان بینا و آدم جب درون ماؤطین نکلی
علی کی تیغ تھی زورِ وغا یا برقِ خاطف تھی | کہین چمکی کہین لپکی کہین ڈوبی کہین نکلی

فریح اشعار جو تیرے قلم سے نعت مین نکلے
بلند از پایۂ عرشِ برین اونکی زمین نکلی

۱۲۷	ولہ مصنفہ ۱۹۲۳ء	شعر ۱۴

مفعول - مفاعیل - فاعیل فعولن

یہ غلغلۂ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہے | رحمت کے سحابون مین جو رعد آکے بنا ہے
غل صلِّ علیٰ کا یہ سرِ عرشِ علیٰ ہے | کیا ذکر فرشتون کا کہ محو وہین خدا ہے
جسطرح احد پردۂ کثرت مین چھپا ہے | احمدؐ یہ بھی قرآن کی حرفون کی ردا ہے
والشمس اگر آئینہ چہرہ نما ہے | واللیل بھی تصویر کشِ زلفِ دوتا ہے
ہم فرش سے تا عرش اگر جائین تو کیون ہین | قرآن تمام اون کے فضایل سے بھرا ہے
پشت آپ کی ہے انقض ظہرک سے تجلی | سینہ جو الم نشرح آئینہ نما ہے
جس طرح کہ آدم سے ہے مشتق تنِ حوا | نور آپ کا بھی منشعب از نورِ خدا ہے
مزمل او کھفین طالب حق کرتی ہے ثابت | والنجم دکھاتی ہے کہ مطلوبِ خدا ہے
کونین کا فخر اون کے غلامون کی غلامی | دارین کا شاہ اونکے گداؤن کا گدا ہے
ذات اونکی ہے عالم کے لیے رحمتِ باری | امت کے لیے خاصا اک فضلِ خدا ہے
درجہ مین نبوت کے نبی سب ہین برابر | اے فخرِ رسل تیری مگر شان جدا ہے
دیکھا ہے کسی نے کہین سائے کا بھی سایہ | اللہ ہما ہے تو نبی ظلِ ہما ہے
احمد کو احد سے شبِ معراج سرِ عرش | سورج سے قمر کو سبق کسبِ ضیا ہے

اللہ کی مرضی ہو کہ خواہش ہو نبی کی

دونون یہ ذبیح اپنے دل و جان سے فدا ہی

۱۲۸ درصفت محفل میلاد شریف معروضہ ۱۹۲۰ء — شعر ۸

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جو میلاد النبی کی پاک محفل دیکھ لیتے ہین — وہ آسان اپنی ہر مشکل سے مشکل دیکھ لیتے ہین
نبیؐ کا خواب مین عقدا نامل دیکھ لیتے ہین — دو عالم کا ہم اک مٹھی مین حاصل دیکھ لیتے ہین
دم ذکر ولادت للہ الحمد اپنی گردن مین — بہشت ہاتھ حورون کے حمایل دیکھ لیتے ہین
سولانے کیلیے انکے شب و روز انذبون ہر دم — ہم اپنی جنبش گہوارۂ دل دیکھ لیتے ہین
کسی سے پوچھنے پھرنے کی حاجت ہی کیا ہمکو — کہ ہم قرآن مین انکے فضائل دیکھ لیتے ہین
ہم انکے خواب پر صدقے ہم انکی نیند پہ قربان — جو انکی خواب مین شکل و شمائل دیکھ لیتے ہین
مسلمان ہو رہے ہین آجکل یورپ کے عیسائی — کتابون مین جو حضرتؐ کے خصائل دیکھ لیتے ہین

ذبیح انکی نظر سے تجھ پہ جن پر مر رہا ہے تو
تڑپ جاتے ہین تجھ کو جب وہ بسمل دیکھ لیتے ہین

۱۲۹ مثلث نعتیہ معروضہ ۱۹۱۵ء — شعر ۷

کہان یہ میری زبان اے محمدؐ عربی — کہان وہ آپکی شان اے محمدؐ عربی
ہمین بس است کہ چون آئینہ شوم خاموش

غریب دوست غریب الوطن غریب نواز — کلیم پوش شہ عدل پاش ظلم گداز
خوش آن زمان کہ روم بر درش کلیم بدوش

جو آفتاب کو نسبت ہے اپنے نور سے خاص — خدا کی ذات کو بھی ہے وہی حضورؐ سے خاص
خدا است جلوہ طراز و نبی است جلوہ فروش

جو شان عبد مین دیکھو گے تو ہے احمدؐ نام — مگر ہے رنگ مین معبود کے محمدؐ نام

بعبدیت احدیت شد است ہم آغوش

یہ دونوں نام پھرا کرتے ہیں یہ ایک الاپیا | کہ ہو کر احمد احد ہو گیا محمد آپ

ہم اوست ساقی و ہم اوست ہم او مینوش

وہی ہے عبد وہی حامد اور وہی محمود | وہی ہے عبد وہی عابد اور وہی معبود

ہم اوست وحی و ہم او بالتنزل و ہم اوست سروش

میرے شفیق محمد نذیر انسپکٹر | یہ نظم سنکے لگے کہنے مجھسے خوش ہوکر

ذبیح بادترا عشق مصطفیٰ درجوش

قطعہ مرتب محفل میلاد شریف اندرون خانہ بندہ معروضہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۸ ہجری

نمبر ۱۳ — شعر ۱۹

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

ادب سے خوف سے شب میں یہ پوچھا میں نے قرآن سے | خدا کی ذات اقدس کو بھی حاجت ہے کسی شے کی
کہا اوس نے نہیں ہرگز غنی ہے کبریا ہے وہ | مگر الحمد کہتی ہے پسند اوسکو ہے حمد اپنی
یہی تحفہ ہے جسکی قدر ہے اوسکی نگاہوں میں | یہی ہدیہ ہے جسکی منزلت ہے اوسکی یاں عالی
عمومیت سے یہ خدمت ملایک کرتے ہیں | خصوصیت سے یہ عزت ہے جسکی ذات کو بخشی
ہے اوسکا نقش میری لوح دل پر اسم احمد | اوسکی حمد تھی حمد اور ثنا اوسکی ثنا بھی تھی
وگرنہ ہر نبی اس کام کے قابل اگر ہوتا | تو ہوتا حامدین ذات حق میں نام اونکا بھی
نہیں ہے یہ سبب افضل تفضیل کا صیغہ | نکر سکتا تھا احمد کے برابر حمد حق کوئی
اگر کوئی نبی کرتا تو کر سکتا تھا وہ کیونکر | کسی نے خواب میں بھی شکل خالق تھی کہیں دیکھی
تعالی اللہ تعالی اللہ وہ ذات پر احمد | جنھوں نے عرش پر جا کر ملاقات اپنے رب کی
مسلمانوں کریں کیا شکر اوسکے لطف بیحد کا | کہ جسنے یہ فضیلت اوسکی امت کو بھی نقل کردی

نہیں ہیں وہ نمازیں جنمیں حمد اوسکی نہ داخل ہو	نہیں ہیں وہ صلوٰتیں ہون جو اوسکے وصف سے خالی
عنایت جسکے صدقے میں ہوئی ہے ہمکو یہ دولت	درود اوسپر سلام اوس پر فدا اوسپر ہماری جی
بھلا وہ کام ہو مینا جس کی نام سے حق کے	بنا جس بزم کی ہو حمد خالق سے وہ بزم اچھی
پڑھو اسے پڑھنے والو سورۂ الحمد تم پہلے	پھر اوسکے بعد سب پڑھ لو درود از الفت قلبی

ذبیح اپنی دعا ہے یہ میں مرون جاکر تو یثرب میں
لگاوے قادر مطلق ٹھکانے سے مری مٹی

در نعت سرور کائنات و دیگر اصحاب معروضہ سنہ ۱۹۰۵ء

۱۳۱	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	شعر ۱۵

ازل میں حمد حق کو جب صف قدوسیان نکلی	بہت عاجز بہت قاصر بوقت امتحان نکلی
فقط اک ذات احمد حمد کی روح روان نکلی	جو تہ سے کنت کنزاً مخفیا کے درفشان نکلی
خدا جوئی کی حد پر حد شہر خامشان نکلی	اودھر سر سے خودی نکلی ادھر منہ سے زبان نکلی
علی کی تیغ روز جنگ اک برق جہان نکلی	ادھر تڑپی اودھر چمکی یہان ڈوبی وہان نکلی
وہ اکسیر کرم جس سے مراد دو جہان نکلی	شہ وارث حسن کی مشت خاک آستان نکلی
مجوف آتش دوزخ ادھر منہ سے فغان نکلی	اودھر سے لیکے جام مغفرت حور جنان نکلی
مجھے جو موت اوسنے دی تھی خلقت کے دکھانیکو	تمھارے میں جاتے جاتے وہ حیات جاودان نکلی
ہم اس پچھلے پہر کی آہ کو بیکار سمجھے تھے	بحمد اللہ کہ وہ عرش بریں کی نردبان نکلی
مری آنکھوں کے پردے جلوہ گاہ شان حق نکلے	مری اقلیم دل کی سیر سیر لامکان نکلی
اوٹھے سب صبح محشر اک یاد و حمد کے شوق [illegible]	یہ پیاری بھیڑ اوس دن کی [illegible] نکلی
یہ بستان تصوف بھی عجب شاداب بستان ہے	کہ جسکے پاس بھی ہوکر نہیں باد خزان نکلی
نہیں پڑھ کر خدا سے کوئی [illegible]	[illegible] دل اوسکا پھر آیا ادھر منہ سے فغان نکلی

ہر اک شے کو ہے اوسکا مرکز اصلی مایۂ راحت	لحد آغوش مادر سے بھی بڑھکر مہربان نکلی
یہی ہے مفسدہ کی جڑ یہی ہے تجربہ کی جا	یہ تو تو اور یہ مین مین از باتون سے جہان نکلی

ذبیح اللہ اکبر کی صدا کانون مین آتی ہے
مبارک ہو ترے دل سے جو یہ بانگ اذان نکلی

در نعت شریف برجحان خاطر مصنف معروضہ اگست ۱۹۲۵ء

۱۳۲	فاعلاتن - فعلن - فاعلتن - فاعلتن	شعر ۱۱

ہم بھی ہر طرح کی تکلیف اوٹھاتے جاتے	ہم کو بھی شاہ مدینہ جو بلاتے جاتے
جن کی تکلیف گوارا نہین اوسکے دل کو	ہین ہزارون وہ جو رہجاتے ہین جاتے جاتے
یا نہین جنکو ہے منظور ہے یہ دولت دینا	ہم نے دیکھا نہین اونکو ادھر آتے جاتے
حق تو یہ ہے کہ جو ہین عاشق زار اونکے جہان	اونکو ہوتی ہے زیارت وہین آتے جاتے
ان کے سردار بڑے حضرت اویس قرنی	خواب مین جب کبھی آپ اونکو بلاتے جاتے
کاش ہم دیکھ کے اوس گنبد خضرا کی بہار	سر کے بھل چل کے زمین سر پہ اٹھاتے جاتے
آستانے پہ ادھر پلکون سے جھاڑو دیتے	آنکھ اودھر مرقد انور سے لڑاتے جاتے
پھیرتے سر پہ ہمارے وہ ادھر ہاتھ اپنے	ہم ادھر گردن تسلیم جھکاتے جاتے
بخشش کر نعمت دارین وہ کرتے رخصت	ہم بھی رستے مین در اشک لٹاتے جاتے
اللہ اللہ وہ معراج کا آنا جانا	گذرین پر سین کہین لحمہ کہین آتے جاتے

اے ذبیح اونکی نہین سانس ہے جان کی پیاس
بام اللہ وہ تکیہ لیبر نہ جو آتے جاتے

۱۳۳	ولہ مصنفہ ۲۷ فروری ۱۸۹۳ء	شعر ۸

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

خدا نے پہلے بیشک آپ کا سانچا بنایا ہے | دو عالم کا مگر پھر آپ نے بگڑا بنایا ہے
ثنا گوئے جناب سید والا بنایا ہے | دل ناداں کو مدت بعد پھر دانا بنایا ہے
شرف حاصل ہے اوس بحر کرم کی نعت کا مجھکو | کہ جسکے فیض نے قطرہ کو یک دریا بنایا ہے
قد بے سایہ تو یک پرتو نور الٰہی تھا | جدا ظلمت سے ہر یک نور کا سایا بنایا ہے
اوسی بے مثالی کی صفت صادق نہیں آتی | خدا نے دو جہان میں تجکو بھی یکتا بنایا ہے
ہزاروں بلکہ لاکھوں ہی برس کا تجربہ کرکے | تجھے خلاق اکبر نے بہت اچھا بنایا ہے
تن اطہر کو سب کچھ آدم و حوا سے نسبت ہے | مگر اوسکو خدا نے نور کا پتلا بنایا ہے

کیا تقسیم جب حق نے شرف عشق و محبت کا
ذبیح بے نوا کو بھی ترا شیدا بنایا ہے

۱۲۴ | ولہ تصنیف سنہ ۱۸۹۱ع | شعر ۱۴

فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن

چھوڑ کر عشق بتاں چھاتی پہ پتھر باندھیے | دل سے احرام طواف کوئے سرور باندھیے
طائر مضمون پے نعت نبی کیجیے شکار | حضرت جبریل کا بازو میں شہپر باندھیے
زائران روضۂ اقدس کو گھبرا دیجیے | سر کے بل کر کرکے طوف اوسکے جب چکر باندھیے
عشق کر دل پر رواں ہے خامۂ نعت رسول | کہدو رضوان سے کہ بند حوض کوثر باندھیے
وہ شب معراج کہنا حضرت جبریل کا | باندھیے ہاں اب کمر اے بندہ پرور باندھیے
عالم میں داخل ہوگا خاص بندہ آپ کا | اور پل سر سے ہے دوزخ کے پل پر باندھیے
ایک کمر بند اطاعت سمجھیے زیب کمر | لاکھ دستار فضیلت پھر نہ سر پر باندھیے
سلسلہ عشق نبی کا منقطع ہونے نہ پائے | آنسوؤں کا تار پھر اے دیدۂ تر باندھیے
جسم خاکی کیا اوٹھائے صدمۂ طوفان عشق | مشت خاکستر سے کیونکر یہ سمندر باندھیے

راہِ مولیٰ میں قدم دیکھو کہیں ڈگنے نہ پائے
ہاں کمر بند عقیدت خوب کس کر باندھیے

مرہم کافور صبح محشر اب درکار ہے
دو قدم چلکر مرے زخموں کو آکر باندھیے

خندۂ دندان نما سے کچھ چھڑک دیجئے نمک
کون کہتا ہے کہ پٹی زخم دل پر باندھیے

بن گیا عمامہ کافور شیر صبح حشر
مرقد انور سے اُٹھکر اسکو سر پر باندھیے

کوس رحلت بج رہا ہے چونکیے حضرت ذبیح
نور کا تڑکا ہے جھٹ پٹ اُٹھکے بستر باندھیے

۱۳۵	تصنیف سنہ ۱۸۹۰ع و لہ	شعر ۱۳
	مفاعیلن - مفاعیلن فعولن	

شب معراج کیں نازو ادا سے
گلے ملتے حبیب اپنے خدا سے

محمد مصطفیٰ راضی خدا سے
خدا راضی محمد مصطفیٰ سے

نبی کا نام روشن ہے خدا سے
خدا کا نام روشن مصطفیٰ سے

شہید خنجر عشق نبی ہوں
بھرونگا میں نہ ہاتھ آب بقا سے

مجھے کافی ہے یاد زلف مشکین
کروں کیوں التجا ظل ہما سے

غلامان نبی کا ناز دیکھو
نہیں ڈرتے ہیں لڑتے ہیں خدا سے

نہ قضا

کسی ڈھب جلوۂ قامت نظر آئے
قیامت ہو تو ہو جائے بلا سے

مدد اے بخت عاجز آگیا ہوں
فغاں سے آہ سے شور و بکا سے

ملے جو سایۂ دیوار حضرت
نہ بدلوں سایۂ بال ہما سے

بلائے فرقت شہ بد بلا ہے
مجھے محفوظ رکھنا اس بلا سے

ازل سے تھی تلاش روضۂ پاک
خضر کی جستجو تھی مدت سے

خبر کیا تھی کہ [illegible] دیدۂ تر
حقیقت [illegible] خضر [illegible] پیاسے

بروز حشر تلواریں نہ کھنچ جائیں
فصیح تیغ ابرو کی صدا سے

ولہ معروضہ ۱۸۹۴ء

نمبر ۱۳۶ — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — شعر ۱۰

الله الله ساز و سامان خدا و مصطفیٰ
تھی شب معراج کیا شان خدا و مصطفیٰ

الله الحمد اپنی دونوں آنکھیں ہیں بچھائے ہوئے
پنجۂ مژگان سے دامان خدا و مصطفیٰ

عرش کا ہے بوجھ دوش حاملان عرش پر
میرے سر پر بار احسان خدا و مصطفیٰ

ہے بظاہر فرق سب کچھ خالق و مخلوق کا
درحقیقت ایک ہے جان خدا و مصطفیٰ

امت عاصی کے پوری مغفرت کے واسطے
ہو چکا ہے عہد و پیمان خدا و مصطفیٰ

شیر گردون بستۂ فتراک سلطان دو زیر
دور گیتی گوئے چوگان خدا و مصطفیٰ

یک قبائے جلوۂ کثرت نما روز ازل
صبح حشر اک چاک دامان خدا و مصطفیٰ

کس نے پائی ہے کلید گنج مازاغ البصر
کس پہ ظاہر ہے سر پنہان خدا و مصطفیٰ

باطنی اسکے راز سے اب تک نہیں واقف ہوئے
حضرت جبریل دربان خدا و مصطفیٰ

اے فصیح نکتہ پرور تجکو کہتا ہے درست
بلبل خوشگوئے بستان خدا و مصطفیٰ

ولہ صحبت ۱۸۶۹ء

نمبر ۱۳۷ — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن — شعر ۲

لکھا جو وصف سر دریا حباب کا
نکلا قلم سے شعر پر اک انتخاب کا

سائل ہیں دونوں ایک ہیں خالی ہاتھ ہوں
دست فصیح میں ہے قدح آفتاب کا

قطرہ کا حوصلہ ہے کہ دریا کو ناپ لے	میں اور وصف سرورِ عالیجناب کا
رتبہ فروتنی کا نہ ہوتا اگر بلند	اٹھا قدم زمین پہ نہیں بو تراب کا
اس پر بھی شکل ماہ ہوا کس مہر کی نگاہ	اترا ہوا ہے چہرہ بہت آفتاب کا
وحش و طیور و سنگ و شجر نے بات کی	تھا معجزہ یہ شاہ رسالت مآب کا

حامی نہیں لعین نہیں [illegible] کا کہیں
تیرے سوا ذبیح سے خانہ خراب کا

نمبر ۱۳۸	ولہ تصنیف ۱۸۷۹ء	شعر

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن مفاعیلن

رہے جب تک کہ حبشیوں سے واسطہ دست گریباں کا	نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن مدینے کے بیاباں کا
محبتی دل سے - قوی بازو سے - معطی دست [illegible]	سراپا تھا وہ مجموعہ صفاتِ ذاتِ یزداں کا
اوسی کی ذات سے قائم ہے قبہ گنبدِ گردوں	اوسی کی ضو سے روشن ہے ستارہ نورِ ایماں کا
بڑا ہے چار اطراف جہاں میں شور یک جہتی	ابوبکر و عمر عثمان و حیدر شیرِ یزداں کا
یہ یک مصحف کی کنجی [illegible] سنی رسالت کی آیہ	نہ مانو تم اگر یہ تو خدا حافظ ہے قرآں کا
مجھے عشق [illegible] کونین میں مر کر ملی عزت	جنازہ پر مرے ہوتا ہے شک تختِ سلیماں کا

بحمد اللہ کہ اوسکے دامن ظل حمایت سے
تعلق ہے ذبیح پر خطا کے رشتہ جان کا

نمبر ۱۳۹	ولہ تصنیف ۱۸۷۹ء	شعر

فاعلاتن - فعلاتن - فاعلاتن - فاعلتن

خاک طیبہ کا جو مجھ کو نہ سہارا ہوتا	ہند میں ایک گھڑی بھی نہ گذارا ہوتا

بخشش دیتا نعمت دیدار اگر اُنکو خدا | وہ مشیت سب پلٹ جاتی جو بتلاتے ہین ہم

خلقت نور احمدی و معراج

کُنتُ کنزاً مخفیا سے ہوکے مشتق ایک نور | خلعت احببت جسکے زیب تن پاتے ہین ہم

اُسکے پرتو سے اُسی کی دلنوازی کیلئے | خلق پیدا اُسنے کی جسکا دیا کھاتے ہین ہم

تھا صفتاً یہ عرش و کرسی یہ زمین و آسمان | ما سوا دیگر خلائق اُنہین جو پاتے ہین ہم

شکل انسانی مین تھا منظور اُسکو بھیجنا | اس زمین پہ جسمین آخر کار رکھجاتے ہین ہم

آسمانون سے گذر کر عرش کا اعزاز بھی | جسکی خاک کفش پا پر منحصر پاتے ہین ہم

وہ جواہر آسمان پر روشنی ہر رنگ کی | دہیان سے بھی جسکے حیران آج ہو جاتے ہین ہم

قابلیت رویت حق کی ملی اُس نور کو | جس ریاضت سے وہ لاکھون سال کی پاتے ہین ہم

تھا وہ کس کا نور نور رحمۃ للعالمین | جسکے آگے خم سر عرش برین پاتے ہین ہم

وہ صفین روح و ملائک کی وہ بانگ مرحبا | شادیانہ دلکشی پہ جسکی اتراتے ہین ہم

آگے پیچھے وہ تمامی انبیا کی اک برات | جسمین نوشہ کی سواری بیچ مین پاتے ہین ہم

اُسکے پہلو مین سے شہ بوالا جناب جبرئیل | جسکا ثانی کل فرشتون مین نہین پاتے ہین ہم

اس معیت کا تھا لیکن تا بہ سدرہ منتہا | پھر تو رفرف نے کہا بس اب لیے جاتے ہین ہم

پہونچے جب رفرف پہ زیر عرش آیا یہ خیال | فاخلع النعلیک کا اوپر اگر جاتے ہین ہم

سُنتے ہین کیا عرش تم سے ہو نہین تم عرش سے | خالق سے اُنکی مراد آج اُسکی بر لاتے ہین ہم

ابتدائی گفتگو جو دونون جانب سے ہوئی | پنجگانہ التحیاتون مین دُہراتے ہین ہم

مومنون کے واسطے معراج اسی سے ہے نماز | لیکن افسوس اسکو خاطر مین نہین لاتے ہین ہم

شکل فرشتون کی وہ تسبیحین عبادت قوت ہین | جنکو سجدون مین رکوعون مین بجا لاتے ہین ہم

الغرض معراج مین جتنے مدارج آپ کو | حق نے بخشے بعد حق صرف آپ مین پاتے ہین ہم

ہو چکی تھی یہ شب معراج اول مین صدور | جس پہ پہنچی عرش اعظم کی بنا پاتے ہین ہم

ساری مخلوقات ہین ایک آپ ہی ہین ذات پاک ۔ جو الگ لا یدرک الابصار سے پاتے ہین ہم
جسکی خاطر ہو رہا تھا ابتدا سے بندوبست ۔ خلعت آدم سے پہلے جسکو دکھلاتے ہین ہم
جنت و دوزخ بھی دیکھے آپنے از حکم رب ۔ جن پہ اب تک بھی یقین پورا نہین لاتے ہین ہم
ہمنے لکھا ہے جو اُنکی شان ہین نوشہ کا لفظ ۔ اُسکی بھی اب وجہ کافی تمکو بتلاتے ہین ہم
کی گئی تھی منعقد ساتھ آپکے وہ نو عروس ۔ جسکا ثانی دو جہا نمین بھی نہین پاتے ہین ہم
کون وہ خاتون عظمے جسکا عزت نام ہے ۔ ہوکے ذی عزت کہ شبیر جان سے جاتے ہین ہم
آپکو عزت شب معراج جو حاصل ہوئی ۔ بارگاہِ حق مین اُسکا ند نہین پاتے ہین ہم
علم تین اُنکو عطا حق نے کیے جائے جہیز ۔ اک شریعت جو عموماً کام مین لاتے ہین ہم
دوسرا علم طریقت کنز مخفی کی طرح ۔ جسکو اہل اللہ کے سینو نمین نہان پاتے ہین ہم
تیسرا علم لدنی تھا جو مخصوص آپ سے ۔ اب وہ ہے مفقود ہان نام اُسکا بتلاتے ہین ہم
قبل آدم قوت رویت انہین جب سے ملی ۔ وہ عبادت صد ہزاران سال کی پاتے ہین ہم
انکو رویت عرش پر حاصل ہوا اس محنت کے بعد ۔ اُنکو سودا طور پر جاکے لیے آتے ہین ہم
آخرش انجام اُنکے اس خیالِ خام کا ۔ خر موسیٰ پڑھ کے قرآن مین سمجھ جاتے ہین ہم
کہہ کے اتنی داستان اے سامعین و ناظرین ۔ اب جہان ہین حضرت موسیٰ وہان جاتے ہین ہم
آپ کا اصرار تھا ارنی پہ بیجا یا بجا ۔ ان اہم وجوں سے جو سو قت دکھلاتے ہین ہم
آپکو گستاخیان ہون گر ہماری ناگوار ۔ لو معافی خواہ ہوکر آپ سے جاتے ہین ہم
ہان مگر ہر حال مین ملحوظ خاطر یہ رہے ۔ احمدِ مختار کی اُمت بھی کہلاتے ہین ہم

اے ذبیح خوش عقیدت اپنی یہ نظم عجیب
ہمکو دے عرش معلے پر ابھی جاتے ہین ہم

همدم گیر غار تنهائی و بوبکرش رفیق | شهریارِ علم دره علم و علی رض بابها
هر دعایش از عمر رض اسلام قوت یافته | دینِ حق از ذاتِ عثمان رض غنی لطفِ غنا
شاهدِ غیب آمدے هر گز بمیدانِ شهود | گر حریمِ بارگاه او نکردندے بنا
فرقِ او با اینهمه فخر و مباهاتے که داشت | تا دمِ آخر نشد از سجدهٔ طاعت جدا
هرچه کرد او از برائے امتِ عاصی بکرد | هرچه برد او حسرتِ پسماندگانِ بینوا
روح بر افلاک و تن در خاک جاری بر لبش | کلمهٔ یا امتی یا امتی روحی فدا
هرچه کرد این امتش با اهلبیتِ پاک او | وا دریغا وا اسفا وا حسرتا وا حسرتا

دوستان خاموش و در نعتِ نبی نجو ذبیح
از فلک بر خاست تا گه نعرهٔ صلِّ علیٰ

۱۴۷ در نعت شریف از معروضات سنہ ۱۹۰۱ء — شعر
برمصرعہ جنابِ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

تمنائے نظر در دل بود شب جائیکه من بودم | ذبیح و تیغ و قاتل بود شب جائیکه من بودم
چه مقتل مقتلِ جانها، چه ذبح ذبحِ دلها | مقامِ حلِ مشکل بود شب جائیکه من بودم
پری از زیب پاکان زعیبا همچون شبِ ماه و | عجب پاکیزه محفل بود شب جائیکه من بودم
چه ابرو ابروئے پر خم چه گیسوئے گیسوے درهم | برا طوق و سلاسل بود شب جائیکه من بودم
ز آزادیِ قیس از من چه پرسی که لیلےٰ ام | برون از قیدِ محمل بود شب جائیکه من بودم
من و صد سجدهٔ تعظیم و او در شانِ استغنا | چه حسرتها که در دل بود شب جائیکه من بودم

ذبیح الحال و خسرو بدر شصت و شش سال پروانه
محمد شمعِ محفل بود شب جائیکه من بودم

ولہ مصنفہ ۶ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

۱۴۸ — فاعلاتن . فاعلاتن . فاعلاتن . فاعلن — شعر ۶

یا رسول اللہ دایر در ہمہ اشیا توئی ‎— زانکہ در نورِ خدا پنہان توئی پیدا توئی

مصدرِ انا فتحنا ذاتِ فیض آیاتِ تست ‎— مہبطِ یٰسین تو ہستی مصدرِ طٰہٰ توئی

از دو عارض ہم تو والشمس ہم ما ق [illegible] ‎— از دو گیسو آیۂ واللیل اذا یغشیٰ توئی

حاصلِ اعزاز الم نشرح لک صدرک ترا ‎— فارسِ میدانِ سبحان الذی اسریٰ توئی

رازدارِ حق تو ہستی ہم ترا حق رازدار ‎— کنت کنزاً را حریفت از سرِ اوحیٰ توئی

چشمِ رحمت بر ذبیح اے رحمۃ للعالمین
زانکہ در کون و مکان ملجا توئی ماویٰ توئی

ولہ مصنفہ سنہ ۱۹۰۶ء

۱۴۹ — فاعلاتن . مفاعلن . فعلن — شعر ۹

اے مرا قوت دل فسانۂ تو ‎— راحتِ جان من ترانۂ تو

اے حبیبِ حق اے نبیِ کریم ‎— این سرم وقفِ آستانۂ تو

بدترین زمنِ زمانہ ما ‎— بہترین زمن زمانۂ تو

اے خوش آندم کہ تو امان بخشید ‎— سرم و سنگِ آستانۂ تو

اشک خونین ست آبرو دارم ‎— در غمِ بعد آستانۂ تو

فرش نازم اگر بہ نعلیت ‎— ہم دلم باد کفش خانۂ تو

خرم آن عاشقے کہ گیرد جا ‎— بہ سرم خاکِ آستانۂ تو

بنج لک جان سر دہم نثار ‎— بر تجلیات یگانۂ تو

باد روزی ذبیح بسمل را
مژدۂ عشق جاودانۂ تو

شعر ۱۰	ولہ معروضہ سنہ ۱۹۰۶ء	نمبر ۱۵۰
	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن	

خلق کردند و رہ خیر نشانم دادند | در کف نفس لعین باز عنانم دادند

فارغ از نعمت دنیا بخدا ہم بخدا | لقمۂ تر ز زبان تا بدہانم دادند

خبر از آخرتم نیست مگر در دو سرا | خواستم ہرچہ ز فضل تو ہمانم دادند

سخنی مردہ چو یعنی افسردہ [illegible] | زانکہ چون بحر روان طبع روانم دادند

ہر بلا یکہ ز گردون بہ زمین نازل شد | جمع گشتند حریفان و نشانم دادند

ساختندم ہدف ناوک اندوہ و بلے | پیش ازان حوصلۂ ضبط فغانم دادند

آنکہ موسیٰ بہ غم او کف حسرت مالید | شرف الفت آن شاہ شہانم دادند

معصیت را [illegible] مراہست بہ دو | تا نشانم ز شفیع دو جہانم دادند

زاہدان چو ہلال و الف بینی پاک | بارک اللہ کہ زہے تیر و کمانم دادند

اے فریح انچہ بہ عشاق عجم بخشیدند
در ازل شمہ ازان حسن بیانم دادند

شعر	ولہ معروضہ سنہ ۱۹۰۸ء	نمبر ۱۵۱
	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	

مشرب گشتہ عشق شد ذوالجد و اکرامے | طفیل خسرو و جامی مراہم ساقیا جامے

دلم چون طائر وحشی ست پر ابر [illegible] | ز خال و زلف مشکینش خدا را دانہ و دامے

محمد تو حبیب خاص خلاق جہان آمد | ہیولائش بنا کردند ہم با صنعت تامے

چو یوسف [illegible] چو لیلیٰ مجنون | کجا آن سر کہ خالق راست محبوب [illegible] رامے

چمن روئے سمن بوئے ز وحی حق سخن گوئے | خدادانے خدا شانے خدا نامے خدا کامے
سرش سرّے ز حق آئینۂ خالق نما صدرش | لبش عیسیٰ کفش موسیٰ تنش روحے جسد نامے

شفیع المذنبین و رحمة للعالمین شاہا
نگاہے بر ذبیح خستہ حالے بے سرانجامے

۱۵۲ | ولہ در تقلید خیالات مولانا جامی رحمہ سنہ ۱۹۰۸ء | شعر ۹

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

خواب راحت تا کجا یا رحمة للعالمین | چشم رحمت برکشا یا رحمة للعالمین
ما ز جوش صد تمنا تو ز آسایش لحد | از جبین برکش ردا یا رحمة للعالمین
از زمین برخیز و پا بر چشم مشتاقان گذار | ما ہمہ بر تو فدا یا رحمة للعالمین
دست و رو از سیل ناب عاشقان زار شو | نہ برون از حجرہ پا یا رحمة للعالمین
شانہ کش در ہر دو زلف مشکبار خویشتن | از دل صد چاک ما یا رحمة للعالمین
جامۂ ما زاغ البصر از جان ما بے سوختہ | دیدگان کن سرمہ سا یا رحمة للعالمین
حلۂ نو زیب برکن - وز قدِ محشر خرام | رو دکن محشر بپا یا رحمة للعالمین
ما گنہگاران امت را بہ پیش ذوالجلال | در شفاعت لب کشا یا رحمة للعالمین

گر نباشد حاجت ما در بارگاہ خود بخوان
این ذبیح زار را یا رحمة للعالمین

۱۵۳ | ولہ در نعت شریف سنہ ۱۹۱۰ء | شعر ۱۱

فعولن - فعولن - فعولن - فعولن

نشانے ست اعلیٰ ز شان محمدؐ | کلامِ خدا از زبان محمدؐ

وجودِ الٰہ است ثابت ز جودش | نشانِ خدا ہست شانِ محمدؐ

بتاجِ رسولان ہمین است ماتا | کلہ گوشۂ پیروانِ محمدؐ

بروزِ ازل بست میثاقِ الفت | خداوند جانہا بجانِ محمدؐ

رفیقانِ مجنون حریفانِ لیلیٰ | قربیانِ حق عاشقانِ محمدؐ

ندانند کسے قدرِ جاہ و جلالش | بجز قادرِ قدردانِ محمدؐ

خبر میدہد از کمالِ محبت | کلامِ خدا در زبانِ محمدؐ

بخاک درش سرنگون کاخِ جنت | خجل آسمان ز آستانِ محمدؐ

زہے دست و بازو کہ ہم پلہ آمد | بقوسین زورِ کمانِ محمدؐ

فلک نیست در پیشِ ایوانِ قدرش | زمینے ست از آستانِ محمدؐ

ذبیح است و پایش دوان در رہِ حق
سرش وقف بر آستانِ محمدؐ

در نعت جناب سرورِ کائنات علیہ التحیات الصلوٰۃ و ظہار حسن

۱۵۲ — عقیدت مصنف سنہ ۱۹۲۲ء — شعر ۲۹

فعولن فعولن فعولن فعولن

ذبیح است و سودائے زلفِ نگارے | کہ بویش نسیم است در ویش بہارے

زحسن صبح خندان لبش آب حیوان | سرش سر بردان کفش جویبارے

طبیبے کہ عیسیٰؑ کند جان نثارش | خدا بوے کہ موسیٰؑ در راجو یارے

ادیبے کہ آموخت آدابِ طاعت | حبیبے کہ محبوبِ پروردگارے

خوشا ربِّ الارباب عرفان باری | خوشا بندۂ حق عبادت گذارے

خوشا مردِ میدانِ صبر و قناعت | خوشا مرکبِ نفس را شہسوارے

خوشا وحدت آموز ارکانِ کثرت   خوشا گلشنِ عبدیت را بهارے
خوشا مشتق از نورِ حق نورِ ذاتش   چو از ابرِ نیسان دُرِ شاهوارے
چه یکتا دُرِ آویزهٔ گوشِ وحدت   که بازارِ کثرت بدو شد نگارے
چنان دُور شد ظلمتِ کفر از وے   که تاریکیٔ شب ز صبحِ بهارے
بمعراج در راهِ اسریٰ بعبده   چه زیبا براقے چه رعنا سوارے
به نعلین پا بر سرِ عرش رفته   که بر خاکِ او عرش را افتخارے
شنید آنچه نشنید و دید آنچه دید او   که کس دید و نشنید یک از هزارے
رموزِ فاوحیٰ چو کردند القا   بقلب و دماغش برون از شمارے
نمیداشت گر ظرفِ ما فوقِ فطرت   که برداشت این بارِ صد کوهسارے
از انجا مرادِ مخبرِ صادق آمد   از انجاست مختارِ ذی اختیارے
بکرد او همه کردنی ها بدنیا   نکرد او ز نهیِ خدا هیچ کارے
کسے کو توان کرد نا کردنی ها   بود هر که جان و دل کردگارے
بمصحف نگر شان طاعت گذاران   که هر عضو ایشان ست پروردگارے
چو بر عامیان ست این فیضِ عامش   رسد چه بآن خاصهٔ کردگارے
که قرآن پاک از پے مدحتِ او   ده هر یک ورق باشد آئینه دارے
کشا مصحف و سورهٔ فتح برخوان   که دستِ تحتِ الشجر کردگارے
گرفت است زیرِ شجر آنکه بیعت   احد بود یا احمد نامدارے
امیرے بملبوسِ الفقر فخری   فقیرے وزیرِ خداوندگارے
خوشا مرسلِ رحمتِ عالمینے   نگهدار امتِ نابکارے
بیک تخم وحدت بمیدانِ کثرت   خوشا قلبه رانے خوشا کاشتکارے
فشانان پا بر حق آن مهرِ تابان   چه پوئیده راهے بگردون سوارے

در ملک تصور شده بی ست قیامت — آئینهٔ حق آئینهٔ روی محمد
بخشندم اگر روضهٔ رضوان نفروشم — سودای خم کوچهٔ گیسوی محمد
رضوان پی تحصیل بسی من بخدا ابخش — یک قطره ز آب کف پاشوی محمد
گویم چه ز قدر رش که پیشم نبود عرش — از پای سگی بیش ز مشکوی محمد
ای مردمک چشم بیا کو سر مژگان — بخشند بکشم شانهٔ گیسوی محمد
تقدیر الهی ست خط لوح جبینش — فرمان خدا جنبش ابروی محمد
پایم برسد بر سر گردون بلند است — گر یک سر موی زده گیسوی محمد
بسم اللهٔ من مصرع یک قامت دلکش — بیت اللهٔ من بیت دو ابروی محمد
یک مصرع توحید الف بینی بکش — یک بیت دو رکعات دو ابروی محمد
دیدم شب معراج هم از دیدهٔ تثلیث — یک پهلوی الله دو پهلوی محمد
وقت است خدا وصل علی خوان بلاکیا — و گفتنی به ذبیح ست ثناگوی محمد

این ست اثر صحبت ممنون حسن خان
کاین ست ذبیح و شب گیسوی محمد

شعر ۱۳	وله در نعت سنه ۱۹۳۲ع	عدد ۱۵۶

فعولن - فعولن - فعولن - فعولن

مسیح ست و دست شفای محمد — ذبیح ست و تیغ ادای محمد
صبا راست جان که آورد باز هم — نسیمی ز بستان سرای محمد
خدا دشمن آنکو نبی راست دشمن — خدا آشنا آشنای محمد
همی هست بر سر عرش فوق سر من — هم از فوق و هم تحت پای محمد
خوش آن نسبت جان وجهی که دارد — رضای خدا در رضای محمد

واین ہر دو خلاصۂ ارض وسما صد صل علیٰ صد صل علیٰ
اے زبدۂ خلقتِ رب خلق اے عمدۂ نمونۂ قدرتِ حق
اے خاصۂ کل خاصانِ خدا صد صل علیٰ صد صل علیٰ

شاہا نظرے بہ غلام کمین چشمِ کرمے بذبیحِ حزین
کو رستہ وظیفۂ صبح ومسا صد صل علیٰ صد صل علیٰ

۱۵۸	ولہ در نعت ۱۹۲۵ء	شعر ۵

فعلن فعلن فعلن فعلن ـ فعلن فعلن فعلن فعلن

احمدِ پاک رسولِ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم
نازِ خدا و فخرِ آدم صلے اللہ علیہ وسلم
اوّلِ جملہ خلائق نورش آخر جملہ رسل ظہورش
مہر نبیین خاتم و خاتم صلے اللہ علیہ وسلم
شانِ رحمتِ رحمانِ خویش جانِ قالبِ قابان کیش
شافعِ محشر سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ و ملائکہ اش یعنی خوانند درود بعزِ قبر برو
گویند چرا نہ بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم

برگیر سبق ز ذبیح دلا ہر صبح ومسا صد صل علیٰ
بفرست بآن صدرِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم

باب دوئم ختم شد

اب اے بحر فنا کس دن یہ دونوں پلکے جھکیں گے
ذبیح اس پار بیٹھے ہیں فصیح اُس پار بیٹھے ہیں

در انتظار تشریف آوری مولانا مرشدنا مدظلہ العالی۔ معروضہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹ عیسوی

۱۶۲ — مفعول۔ مفاعیل۔ مفاعیل۔ فعولن — شعر ۷

اے سید وارث حسن آنا ہے تو آؤ
کشتوں کو اگر اپنے جلانا ہے تو آؤ

رکتی نہیں تھمتی نہیں اب تشنگی شوق
ہاں شربت دیدار پلانا ہے تو آؤ

تم واقف اسرار ہو تم کاشف اسرار ہو
کچھ بھید کی باتیں جو بتانا ہے تو آؤ

آتا ہے نظر ماند سا کچھ رنگ طبیعت
اس رنگ پہ رنگ اور چڑھانا ہے تو آؤ

دو خواہ نہ دو عزت ہمراہ رکابی
دربار میں صابر کے جو جانا ہے تو آؤ

دم بھر کا ہے مہمان ذبیح جگر افگار
مٹی جو ٹھکانے سے لگانا ہے تو آؤ

عریضہ منظوم جو غرہ شعبان سنہ ۱۳ ہجری کو بحالت بیماری شدید میں نے ارسال خدمت جناب مولانا مرشدنا مدظلہ العالی کیا۔ اور جس کا جواب صرف یہ صادر ہوا۔ بفضلہ تعالے اچھی

وہ وقت نہیں آیا ہے

۱۹۶۳	مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ فعولن	شعر ۱۹

صبا گذرے بنارس کے چمن سے — تو کہنا سیدی وارث حسن سے

کہ وہ اُن کے چمن کا ایک بلبل — قریب از مرگ و دور از صحبت گل

سخن سنج و سخندان و سخنور — غلام اُن کا فقیر نکتہ پرور

گرفتار غم و رنج و بلا ہے — اسیر دام تزویر و جفا ہے

نہیں اُڑنے کی طاقت بال و پر میں — نہ مرنے ہی کی صورت ہے نظر میں

لپٹ کر بستر غم سے تڑپنا — مگر ہر دم کسی کا نام جپنا

دم اللہ ہو کا بھرتا ہے وہ ہیم — بہ لحظہ ہر ساعت بہر دم

مگر ہے ابتدا اُس کے سخن کی — ستایش سے شہ وارث حسن کی

سے چلے آتے ہیں پیہم دست بدست — مگر ہے حوصلہ اُسکا نہیں پست

رخ اُسکا آپ بسوئے آسمان ہے — خیال طیر و سیر لا مکان ہے

جو دل میں جانشین یاد خدا ہے — تو جاری لب پہ نام مصطفےٰ ہے

بہت کی عالم اجسام کی سیر — ہے عازم ملک جان کا اب بخیر

نہ مرنے ہی کا کچھ اندیشہ و غم — نہ جینے ہی کی کچھ پروا کم از کم

رہیں فی الامر راضی بالقضا ہے — سراپا شکل تسلیم و رضا ہے

ہے وابستگی اِدھر دنیا کا دھندا — اُدھر ہے موت کا گردن میں پھندا

چہ ہو وہ کھولتا ہے چشم پرنم — نظر آتا ہے اک برزخ کا عالم

فنا کا غم وہ شوق بقا ہے — قدم چلنے میں ہے سر در ہوا ہے

نہ کچھ حسن عمل ہیں ساتھ اُسکے — نہ ہے کوئی بضاعت ہاتھ اُسکے

بکھا رونا ہی اُس کا رولانا — پڑا دنیا سے خالی ہاتھ جانا

اندھیری قبر کی پہلی وہ منزل | ہے جس کے ہر قدم پر پیش مشکل
اسی دم وہ فرشتون کے سوالات | اسی دم سے وہ آغاز مکافات
یہی ہے پیچ و تاب اسکو یہی فکر | یہی ہے بات جیت اسکی یہی ذکر
اب اسکی عرض حضرت سے یہی ہے | اگر اس کا یہ وقت آخری ہے
تو آکر کیجیے اس کی مدد کچھ | نہ نکلے تاکہ منھ سے حرف بد کچھ
رہے ہر وقت دل مین یاد باری | زبان پر کلمۂ توحید جاری
جب اسکی جان اسکے تن سے نکلے | لبون سے نام حق بھی زن سے نکلے
اگر عرض اسکی یہ مقبول ہو جائے | تو اس کا خاتمہ معقول ہو جائے

ذبیح اب کر چکا تو عرض مطلب
ادب کا ہے مقام اب بند کر لب

فصل دوم باب سوم در زبان فارسی

نظم مندرجہ ذیل در ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء مرتب کردہ بحضور جناب مرشدنا مدظلہ بمقام لکھنؤ بدولت کدہ برادر طریقت جناب مولوی حاجی محمد نسیم صاحب گورنمنٹ ایڈوکیٹ بعد صدور رحلۃ الشان حاضر شدہ پیش کردہ بودم

سنہ ۱۹۱۱ | مفاعیلن مفاعیلن فعولن | شعر ۱۴۶

صبا گر بگذری در گلشن راز | رسان از من بآن سرو سرافراز
کہ این یک قمری و بر کندہ بازو | کند در یاد او تا چند کوکو

سر اکبر چو بالش بکندی — چرا از خویشتن دورتش فگندی

چرا نقش صورت انسان بدادی — چرا اش بار بر گردن نهادی

وز او از عقوبت گر نبود این — خطاها را بد و بودی نه تضمین

نکردی گر ستی اگر قادر بافعال — چرا ترساندی از پاداش اعمال

وراهش گر بدست خویش داری — چرا این سرکشی و زشت کاری

چرا او می کند این معصیت ها — چرا او می کند این شیطنت ها

ازینجا می شود این نکته ظاهر — که انسان هست بر افعال قادر

ولیکن می شود در اکثر اوقات — که قاصر نی توان شد بر ارادات

چه داران سعی در کاری که دارد — بناکامی بالآخر سر برآرد

نمی آن نعمتی کاندر گمانش — نبود آید بدست بی گمانش

ازینجا می نماید آشکارش — بدست دیگری نفع و مضارش

چو اندر کار اگر چه خواهش او — نه کرده منظوم این چه جادو

نمی را آسان کردن همی خواست — فلک را پایدان کردن همی خواست

اگر گوید کسی از بهر تسکین — که هیچ الاختیار و جبر هست این

بگویم کاین جوابی هست مهمل — نگردد زو توان شدن این عقده ام حل

خدای ماست قادر بر بد و نیک — قضای اوست صادر بر بد و نیک

اگر نوری بود یا نار باشد — وگر موری بود یا مار باشد

اگر از کوه هیچ تا بکاهی — ور از ماهی به هیچ تا بماهی

ز حکمش ذره بیرون نیابی — ز قدرش قطره افزون نیابی

ازینجا شی باید یقین کرد — که گرد هر الحمد رب العالمین کرد

چو کار خیر از دستی بر آید — بتوفیق خدا منتج نماید

دگر فعلی بدی از وی زند سر ‌ به نفس خویش باید کرد مضمر

ادب را این طریقی هست محمود ‌ وگرنه بودنی باشد نه نابود

ترا لیکن نشاید بود غافل ‌ ز پاداش عمل ای مرد عاقل

که هست این مسئله ثابت ز قرآن ‌ بهشت و دوزخ است از بهر انسان

مگر این امر امید افزاست بهر ش ‌ که آمد رحمتش غالب به قهرش

هر آنکو خلق کرد این خیر و این شر ‌ ترا هم بخشش کرد از عقل جوهر

چه جوهر آنکه هست معیار ‌ پی ادراک حسن و قبح هر کار

گر این علوی صحائف هم نبودی ‌ نه از پیغمبران بودی وجودی

همین جوهر ترا می بود دلال ‌ پی ادراک حسن و قبح اعمال

هم از بهر سراغ رب اکبر ‌ هم این جوهر ترا می بود رهبر

فرستاد او مگر با صد عنایت ‌ صحف با انبیا بهر هدایت

که تا از راه حق باشی تو آگاه ‌ نه شیطانت توان بنمود گمراه

اگر با اینهمه کردی تو کوری ‌ نه پرسندت چرا از سینه زوری

نکردی غور بر بشنودهٔ عقل ‌ ندادی گوش بر فرمودهٔ عقل

اگر میدانستی با عقل زانی ‌ بدی بر هر بد و نیک اقتضائی

درخت نیکوئی راست این بن ‌ کنی با خود همان با دیگران کن

خلافش گر کنی بالقصد هم ‌ کنی نخل بدی را بیخ محکم

چو دادت اینچنین از عقل جوهر ‌ فرستادت پیمبر بر پیمبر

مگر با اینهمه بدکار بودن ‌ ز اعمال نکو بیزار بودن

همیدانی که دزدیدن گناه است ‌ چو کردی شکوه از حاکم چرا هست

همیدانی زنا فعل زبون است ‌ چو کردی گریه از پاداش چون است

هم او پیدا نمود این معصیت ها
وجود نور و بود نار از وے
سر آن کو کرد در حسن عمل سستی
شد آن کو محو در لذات دنیا
مگر زانجا که ذات او کریم است
چو بحر رحمتش در جوش آید
مگر برهم آن بخشایشش و
خطاها دیگر و عصیان ست دیگر
اگر خون کرده با نیت او
و گر باشبه ریزی خون انسان
جزاے کار نیک و بد ضرور است
بحشر و نشر اگر داری کلامے
کسے کو نیستی آرد بہ هستی
هستی دیگر بخشدش جاے
بود آسان رسیدن از صفا هم
که هم داخل دران حق العباد است
ز حق الله هم رستن محال است
به عقبی مایهٔ فخر و سعادت
دگر اجزاے او کز فرضیات است
ازان پس شغل و ذکر و فکر و یادش
وے این هم اشغال و اذکار

هم او مخلوق کرد این خیریت ها
شود گل وجود خار از وے
نتوان شد سرخرو در حضرت حق
عقوبت راست مستوجب یقینی
غفور است و رؤف است و رحیم است
ببخشد هر که بخشش را نشاید
معاصی را بنا باید کردنت خود
بغاوت یا اگر نسیان ست دیگر
قصاصش یا ادا کن دیت او
یکے در دین و دنیا نیست پنهان
که هرش وعدهٔ یوم النشور است
بیا بشنو جواب مستاے
دهد زان پس جل را چیره دستی
چه از امکان خود بیرون نهد پا
مگر سخت است رستن از کبائر
که در هر گردے داش فساد است
برے آنکه این قبیل ست قال است
شدن نتوان بجز خالص عبادت
نماز و روزه و حج و زکوٰة است
که در قرآن ست محکوم جهادش
بغیر از خون و شد هست بیکار

کرامت بین که قرآن از لب او
حدیثے گو برآید از زبانش
سیادت را بذاتش وستا نازے
ز اسلافش کرامش گر بپرسی
جہاد نفس اگر دیدن بخواہی
ببینی یک دو چلہش بےخور و خواب
بیانی این صفتہا چون بدانش
ز بذل شفقتش بر ہر مریدش
بپرسی زانکه لطفش با کو چون ست
پئے تکسیر شدن ورسی بجی
بچشم مردان ماند بحیز نحو
از آنجا شکل عنقا شود گم
کند یادش بجائے تیرہ و تنگ
بگردد آنکه از حالے به حالے
گذارد یک ثلث باقی بہران
بخواند ہر که آید در برِ خویش
بفرماید ورا فرمودۂ حق
اگر دارد کسے در دل سوالات
ز یک طالب چو حاصل شد فراغت
اگر پرسی ز نورِ علم آن ماہ
دگر نہ شد بہ علمِ دین مکمل

بالفاظ عرب بنماید اردو
بود فیضِ محمدؐ ہم عنانش
ولایت را بہ شان او نیازے
تمامی اولیا گر سی بہ کرسی
بسر بادے یکین و دیکسے ماہی
بہ ذکر و فکر خالق محو و بیتاب
بجوانی خود بخود قدسی صفاتش
نماید جلوۂ ہل من مزیدش
بگوید از ہمہ بر من فرون ست
نہاں سعیش پئے اصلاح دنیا
که باشد بیشتر در ذات حق محو
بسالے دو ثلث از چشم مردم
که از چشم خلایق آیدش ننگ
چہ پیش دیگران گردد مثالے
پئے تعلیم و تلقین مریدان
بصد مہر و کرم بنشاندش پیش
نہ نماید بجز بیہودۂ حق
بیاید ہم بضمن او جوابات
برائے دیگرے فرمود بشارت
حق از علم لدنی کردش آگاہ
ز مولانا رشید احمد دراولی

پس در مکه از امداد الله
شد از علم تصوف خوب آگاه

چو فیضش هم ز مجذوبان رسید ست
هنوزش دل به جذباتش کشید ست

نهی پرسی گر از کشف و کرامات
بیا در باب در اوّل ملاقات

کنون سن شریفش چهل و پنج است
عیان بر لب نهان در سینه گنج است

بحمد الله که در دربار او شان
منم در حلقهٔ حلقه بگوشان

چگونه شکر این نعمت گزارم
که هست اندر غلامانش شمارم

یکی آنحضرت در خلوت راز
مرا بخشاند با صد لطف و اعزاز

شب آخر چو سر بر زد فغانم
برآمد این مناجات از زبانم

سیه کارم سیه کارم سیه کار
تو غفاری و غفاری و غفار

به پیش آورده ام و آرش حسن را
ببخشا بر من ای داور ببخشا

خریداست این مرا اندر غلامی
به ثمن نسیه دید ای سامی

وفا کن وعدهٔ این را وفا کن
مرا هم دیدهٔ حق بین عطا کن

نه تنها خضر راه دینم این است
هم از آل شفیع المذنبین است

جوان شیر دل پیر طریقت
نهنگ قعر دریای حقیقت

محمد مصطفیٰ را پیرو دین
خدا جوی خدا دانی خدا بین

دلش از چاشنی عشق پر از ذوق
تنش چون نرگستان پر ز شوق

بباطن رمز قرآن مبین است
بظاهر دیده عین الیقین است

بجنبش فرش و عرش آورد و الله
زند چون ضربت الله الله

چو الله هو بر آید از زبانش
نماید عالم هو یک فغانش

ز هست و نیست نماید کرامات
لبش هنگام ذکر نفی و اثبات

نخواند او آیت از آیات قرآن
که نمود آ خدا از آنجا ذکر یزدان

خوش آن ذکرے کہ گردد بر زبانش	خوش آن فکرے کہ بنشیند بجانش
خوش آن دستے کہ دستش فوق او شد	خوش آن گردن کہ حکمش طوق او شد
خوش آن گوشے کہ شنود داستانش	خوش آن ہوشے کہ گم شد از بیانش

کـ ۱۶۵

خوش آن پائے کہ بحکمش بردر اوست
خوش این دل گو ذبیح خنجر اوست

شعر ۱۳ بندے

مسدس ہفت بند کہ بحضور مولانا مرشدنا حضرت شاہ وارث حسن صاحب مد ظلہ بتاریخ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء بمقام نکہا محلہ شہر گورکھپور مکان جلیل قاضی محمد جلیل صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر بسفارش مریدے معتوب پیش کردہ خطائیش معاف کنانیدم

مفعول ۔ مفاعیل ۔ مفاعیل ۔ فعولن

اے سید وارث حسن اے ماہ دلآرا	جمع انجم گیرد ز تو کان کسب ضیا را
در پردہ بکشی مرات اللہ نما را	یکتائے یگانہ ہمہ رخ نور فزا را

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے آنکہ نثار قدمت ہست سر ما	شاداب ز ابر کرمت خشک و تر ما
اے بعد نبی در رہ دین راہبر ما	کو جلوہ کہ نور قدمت کو بصر ما

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے در رہ حق چون تو مجاہد نہ بدیدا	در زہد و ورع مثل تو کمتر شدہ پیدا

یک لحظہ بکن دور نقاب از رخ زیبا | چشم کرمے بر من حسرت زدہ بکشا

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے آنکہ قتیل نگہ مہر تو ہستیم | تا آنکہ ہواے ابق اطاعت بتو بستیم
نازیم بدین کز غم کونین برستیم | ما ہر ہمہ از بادۂ توفیق تو مستیم

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے آنکہ ترا بادۂ فیض ست بصد جوش | ماتنگ دلانیم تنک ظرف تنک ہوش
گر لغزشے از ما برسد در تتق کوشی | چشم کرمت ہست عطا پاش خطا پوش

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے آنکہ سرت مخزن اذکار الٰہی | اے آنکہ دلت معدن اسرار الٰہی
اے آنکہ لبت منبع اذکار الٰہی | اے آنکہ رخت مطلع انوار الٰہی

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

اے آنکہ توئی بر فلک مہر چو ماہے | در مسلک طریقت چو تو کم آمدہ شاہے
ہر گمشدہ از رہبریت یافتہ راہے | بر حال ذبیح از شفقت فاض نگاہے

اے نور خدا در نظر از روئے تو ما را
بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را

۱۶۶ در شان مرشد ناظم در ایام سفر ۱۹۰۹ء شعر ۵

مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ مفاعیلن

دلم بربود از دستم نگارے غیرت ماہے — ملک صورت ملک سیرت فلک قدرت فلک جاہے
خطش قرآنِ ملفوظے جبینش لوحِ محفوظے — کلامش کلمۃ اللہی بیانش حجتِ اللہی
بروئش روئے حق بنگر زبویش بوئے حق بشنو — کہ وجہش وجہ اللہ است و نفحش نفحۃ اللہی
ز رویش جلوۂ شانِ الوہیت چنان ریزد — کہ از چرخ برین پرتو فشاند شمسہ ماہے
چہ سنبل سنبلِ فردوس در پیچ و خمِ زلفش — چہ نرگس نرگس جنت بہ ابروہاش چشم در راہے
ز بید چون از تو و در این ریزہ چین خوان احسانش — کجا یابد ورنجا چون توئے وارث بشاہے

نمی‌گویم کہ داری نسبتے از دیگران لیکن
نگاہے بر فریح خنجر تسلیم ہم گاہے

ولہ بعد واپسی از حضوری گورکھپور ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

شعر ۷	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات	بحر ۱۶۷

چگونہ ست کہ دران بزم نازدوش چہ بود — میان این ... و آن ... خموش چہ بود
ترا چہ حق بہ تنگ ظرفی من اے ساقی — صلائے عام بہ رندان بادہ نوش چہ بود
چہ گویمت کہ چہ دیدست دیدۂ دل من — ز پیر میکدہ در بزم نادنوش چہ بود
ز خود فراموشی من مپرس اگر پرسی — کہ خود فراموشی آن پیر میفروش چہ بود
ز بہر نور رخ و فیض کلام او چہ کلیم — بچشم حق نگر و گوش حق نیوش چہ بود
اگر گفتم آنکہ ضمیر من تا روشن ست — در دلہا چہ جوش بہ شیشہ ز برون خروش چہ بود

حضور سید وارث حسن مپرس از من
کہ جوش فیض بہ ملت فریح دوش چہ بود

ولہ وقت حصول شرف حضوری در شہر بریلی ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ عیسوی

شعر ۱۰	سنہ ۱۹۱۱ عیسوی	بحر ۱۶۸

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

اے آمدنم در طرف رائے بریلی / وے گم شدنم در کنف رائے بریلی

آماج خودش کردم و از سر بدویدم / آخر بشدم خود هدف رائے بریلی

چون یافتم آن یوسف گم گشتۂ خود را / بالخیر و ظفر در کنف رائے بریلی

خواہم کہ کنم گوہر جان دو جہانے / قربان بخاک و خذف رائے بریلی

آن دُر یتیمے کہ متاع دو جہان ست / جاکردہ بہ بطن صدف رائے بریلی

آن مہر منیرے کہ ہمین ذرہ اویم / بنہفتہ بہ بیت الشرف رائے بریلی

تا ہست اقامت گہ عیسیٰ نفسم ہست / جان من بیدل بکف رائے بریلی

المنة للہ کہ درین موسم گرم ست / تسکین دلم تاب و تف رائے بریلی

اے سید وارث حسن از فیض قدومت / بالاست ز گردون شرف رائے بریلی

ما ہر ہمہ داریم ز تو چشم عنایت / بالخاص فصیحت بصف رائے بریلی

وله بعد حصول شرف حضور در مقام بنارس ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

نمبر ۱۶۹ — شعر ۷

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

باز ست بود دلم ماہ جبینے عجبے / نازنینے عجبے پردہ نشینے عجبے

من از ان عالم توحید چہ گویم با تو / آسمانے عجبے بود و زمینے عجبے

دوش بودیم من و او بسرا پردۂ راز / ہم قرینے عجبے ہم نشینے عجبے

و ہم تہلیل بصد جلوہ بشد جلوہ فروش / لب و دندان عجبے چشم جبینے عجبے

از مقام و ز مقیمش بتو دانم چہ سخن / کان مکانے عجبے بود مکینے عجبے

ز اکل و شرب چہ پرسی کہ چہ خوردم آنجا / من و سلوی عجبے انگبینے عجبے

آن نگاهِ کرم و آن نظرِ لطف اتم
بر ذبیح ز غلامان یکیے عجبے

ولہ در خیال جناب مرشدنا مد ظلہم معروضہ سنہ ۱۹۰۹ء

نمبر ۱۷۰ — فعلن ۔ فعلن ۔ فعلن ۔ فعلن — شعر ۷

مستم مستم مستم مستم
محکم عہدے عہد الستم
ہان ہان مست جام الستم
انچہ بروزِ نخستین بستم

منکہ غلام و ارث حسنم
دست بدست پیر مغانم
تخت سلیمان ہست نشستم
نے بیدست و نہ کوتہ دستم

خویشانم بر جانم رحمے
ہست بباطن قد بلندم
رستم از غم الیشان رستم
پستم گرچہ بظاہر پستم

آنکہ ذبیح تمامش قربان
کشتۂ تیغ و فایش ہستم

مخمس در یاد جناب مولانا مرشدنا مدظلہ العالی در زمانیکہ حضرت ایشان بحج بیت اللہ قندہار بر مزار بزرگے معتکف گردیدہ بجانب ہندوستان واپس تشریف آوردند سنہ ۱۹۱۰ء

نمبر ۱۷۱ — مفعول ۔ مفاعیل ۔ مفاعیل ۔ فعولن — بند قصر ۱۲

تا کے بہ دل ہمدم و ہمراز نگاہے
گر راست فگن گہ غلط انداز نگاہے
یکبار دگر بر من جانباز نگاہے
گہ از رہ ہمدمی لطف گہ از ناز نگاہے

قربان نگاہے تو شوم باز نگاہے

تا آنکہ دل و دیدہ من فرش رہ تست
روے ہمہ کس و ناکس بہ تو رخ ہمچو مہ تست

خوش آن بیتے کہ بیت الذکر ربِ ذو المنن باشد
خوش آن بزمے کہ صدرش سیدی ارشاد حسن باشد

ترا اے فتحگڈھ زیباست دار الفتح نامیدن
درا در حلقۂ خلوت چو مہر و مہ درخشیدن

مرا ہم پرتو ابراہیم سان بر مکہ تابیدن
مرا در کسوتِ بیعت بہ پیراہن نہ گنجیدن

چہ بیعت بیعتِ صادق کہ دل بنیاد اش باشد
چہ دستے دست پر نورے کہ جان پروانہ زن باشد

بیا اے اخترِ سعدم کہ من در پائے تو افتم
چہ دولت کاندر آمد آمدش شبہا نمی خفتم

کہ این دولت نہ از دستم توان شد تا تو کی جفتم
سرِ راہش بجا روب مژہ روزانہ می رفتم

بدہ توفیق یارب جملہ اخوان الطریقت را
برند از مقدمِ پیرِ طریقت پے حقیقت را

چہ پیرم پیر برنائے ۔ چہ برنا صایب الرائے
سرش در سجدۂ حق وقف پایش در رضِ پیمائے

خطش خضر لب حیوان لب لعلش مسیحائے
بدیدن آنچنان کو گرد نتوان جنبش از جائے

بجز حق کس نداند قوتِ روحانی او را
کہ در پرواز میدارد تنِ نورانی او را

بعلم اہلِ دین جائے مقدس نیست در دنیا
خصوصاً مکہ و طائف خصوصاً یثرب و بطحی

کہ آنحضرت نفرمودست محکم اعتکاف آنجا
کہ کامل ہفت سال آنجا نمودست این یا ختہا

بکسبِ فیض از حاجی امداد اللہ صوفی
بسر این سالہا پیش شد مشغولی و مصروفی

بشمس در ملکِ ہندستان بیامد آن مہ انور
درین جا ہم ہنوزش یازدہ سال آمدہ آخر

چنان کز غرب سوئے مشرق برگردد شہ خاور
کہ از فیضان نورش مستنیر اند اہل دل اکثر

گروہے از مسلمانان کہ سا[illegible] شتہ میکرد

بحمد اللہ کہ از نخل وجود او ہم او برخورد

نہ تنہا از وجودش مستفیض اند اہل اسلامے
کہ بعض از عالمان غیر مذہب ردازو جامے

چہ ہندو و چہ نصرانی چہ زرتشتی چہ بودہ نامے
زند گرد رره تحقیق پیش او دوسہ گامے

بحکم قادر مطلق نخواند کلمۂ طیب
اگران منکر بدین من او را پیرو مذہب

اگر پرسد کسے از علم و فضلش گویمش بے کد
بپرس این مسئلہ از روح مولانا رشید احمدؒ

کہ بودش از مریدان و تلامیذ رشید ارشد
نمودش از ہمہ در علم قرآن مجید امجد

ہزاروں آیت قرآن کہ او نوک زبان دارد
دم قرأت چہا تخم اثر در سینہ می کارد

نگاہ حق نگر باید لقائے طلعت او را
متاع دل بدستے حق پرستے بیعت او را

بصد جان تابع سنت شدن تبعیت او را
سر تسلیم خم در طاعت حق طاعت او را

خدا و مصطفےٰ را ہر کہ دیدن آرزو دارد
کشد در حلقہ اش خود را و سر پیشش فرود آرد

بہ صرف این جوہر دانیست نور چشم عرفانش
کہ این دولت شدہ از روز ازل رشد بزرگانش

زنام سیدی وارث حسن شد زیب عنوانش
تو پس آن قادری شجرہ کہ پیوست زبانا کانش

الٰہی این شجر تا حشر پر شاخ و ثمر بادا
ز ظل و برگ و بار او جہانے بہرہ ور بادا

طریق قادری ہم از علی مرتضےٰ پیدا
چو شد خواجہ حسن بصریؒ اول ہم بران شیدا

بپس شیخ حبیبؒ و بعد ازان داؤد طائی را
عطا شد بعد ازان معروف کرخیؒ را انشد القا

پسش سری سقطی پس جنید شیخ بغدادی
پسش بوبکر شبلی این طریقت را شدہ ہادی

ازان پس عبدِ واحد کوست از عبد العزیز ابنے
وزان پس بو الحسن قرشی پس از بو الفرح خوش فہنے

ازان پس بعد سعید شیخ مخزومی خوش فکرے
ازان پس شیخ عبد القادر جیلانی ولی لذکرے

ازان پس شیخ شمس الدین حداد از ہمہ یکتا
پسش شد جانشین شیخ شمس الدین علی خطیب

ازان پس شیخ قطب الدین ابو الغیث آنکہ شد قائم
پس او بو المکارم پس عبید الدین ابو القاسم

بشد شیخ عبید الله عیسیٰ در پسش عالم
کہ مخدوم جہانیان جہان گشت آمدہ سالم

پس او سید راجوے قتال ست بعد ازان
بشد سید مبارک امجد اندر راہ او یویان

پسش سید مبارک بعد او سید جلال آمد
ازان پس شاہ شمس الدین پس از بدہ سر زد

پسش شاہ بہاء الدین ذی سجادہ شد سے کہ
کہ مخدوم جہانیان ثانی در گرفت این حد

پسش شاہ جمال اولیا بگرفت سجادہ
پسش در قید و شاہ جلال الدین دولت افتادہ

پسش شاہ امام الدین گرفت این دامن رحمت
ازان پس شاہ سعد الدین بدست آورد این نعمت

پسش شاہ بدیع الدین نمودہ حاصل این ثروت
رسانید و شیخ وارث حسن را تاج این عزت

بدنیا گرچہ مشہور است ہمت چشتی و صابر
مگر این شجرہ ہست او ہم چشتی قادری قادر

ہمین سان نقشبندی سہروردی ہست عامل
غرض در ہر طریق ہست او ہر یک ہمہ کامل

بہر جائے کہ او باشد بود فضل خدا شامل
اگر کوہے بسر افتد بصبر است او در احامل

رسیدہ تا دہ لک اکنون تعداد مریدانش
بحمد اللہ ذبیح زادہ ہم از شہیدانش

نظم عنوان عریضہ نوشتہ ۲ اپریل ۱۹۲۷ء

۴۵ — شعر ۵

فاضلِ علامہ در علمِ دین وارث حسن
عالمِ علم الیقین حق الیقین وارث حسن

در تجلیاتِ حق مستغرق از سرتا بپا
کاملِ انسان مردم عین الیقین وارث حسن

نے رسمی رہبر شدا گر امت پیا تا بنگری
حق نمائے رہبرِ فرشِ زمین وارث حسن

در تصوف رہنما کل چشتیان صابری
مصطفےٰ و مرتضےٰ را جانشین وارث حسن

این ذبیح تیغ احسان تو با مرگ اقرار است
دستگیری کن بوقت واپسین وارث حسن

در عظمت شان ذات باری تعالے تصنیف ۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

۴۶ — مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن — شعر ۱۲

مرا ہر شعر ہے عرش معلےٰ شان مولیٰ میں
مری ہر بیت بیت اللہ و صفتِ حق تعالیٰ میں

ملا ہے جو سبق مجھکو ازل کے درسِ اولیٰ میں
مکین ہو وہ مرے بیت المجید کے سقفِ بالا میں

مگر میری ہر اک رگ میں ہر اک پے میں ہے وہ ساری
اسی کی ہے حکومت میرے تن کے سارے اعضا میں

میں اس دریا کا قطرہ ہوں کہ موج اوس میں اسکی
کبھی ہوگی نہ کم گر ختم اسکی موج آخری میں

میں اک ذرہ ہوں اس [illegible] ضیا کی
رہے گی پرتو افگن مجھپہ دنیا اور عقبےٰ میں

میری پہنچ تو اسی خبر اس منتہا کی ہے
نہیں اب تک رسائی جسکی ابتدا انشا میں ملا میں

میری فطرت کی پستی ہے [illegible] اس بلندی کی
نہیں ہے نام کو جسکا نشان عرش معلیٰ میں

کہاں عرش اور کہاں وہ ذات اک اشرف ارفع
جو ہے لا یدرک الابصار کے مشکوۃ قصویٰ میں

نہ ہو کیوں پستیاں دور اتنا تو نسبت ہی کیا ہے
جو ہونا چاہیے عقلاً خلیج اعلیٰ سے ادنیٰ میں

میری تخلیق ہے اس دور آخر میں میری شاہد
سب آثار قیامت ہیں نمایاں ساری دنیا میں

کوئی مانے نہ مانے لیکن ناز ہے اسپر
کہ ہم ہیں امتِ خیر الوریٰ کے صفِ ادنیٰ میں

ذبیح اسکے ثنا کی کیا ادا ہم سے ہو سکتی
کہ وہ ہے کمترین بندہ خدا کا اسکی دنیا میں

باب چہارم

فصل اول۔ بزبان اردو درمناقب دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم

یہ نظم متعلق حادثہ جانگداز واقعہ کربلائے شب ہشتم ماہ محرم ۱۳۳۵ھ کو بعد واپس آجانے تعزیوں کے گشت سے جبکہ بغرض رفع فساد منجانب گورنمنٹ انگلشیہ مین بمقام مُتھگڈہ بحیثیت اسپشل پولیس کے مقرر تھا ہم اور ۵ بجے صبح کے اندر بنائے بعض حالات چشم دید خود بامداد ایزدی مین نے مرتب کی ہے۔ اور دو سال میرے ورد زبان اور فیض رسان رہی ہے

بحر	مفعول۔ فاعلات۔ مفاعیل۔ فاعلات	شعر ۵۴

صبح ازل نمود ہوئی یون خدا کی شان — سورج تھی وہ تو اوسکی ضیا مصطفےٰ کی شان
دیکھو کنار حیدر مین پہر اوس مہ لقا کی شان — پیدا اوسکے دیکھو مظلمۂ کربلا کی شان

اللہ رے حسینؓ کا یہ رتبہ و جلال
نانا کی امت اون کو کرے اس طرح حلال

دس دن کے مبتلائے مصائب رہے ہوئے — مجبور و خواب صدمون پہ صدمے سہے ہوئے
دیکھے ہوئے وہ خون عزیزان بہے ہوئے — اپنی زبان سے حرفِ امان بھی کہے ہوئے

اوس پر بھی ظالمون کے پسیجے ذرا نہ دل

کچھ بھی ہوا نہ بعد شہادت بھی منفعل

ہون جنکے رستے خلق مین سب سے بڑھے ہوئے — جد جنکے انبیا مین ہون سب سے چڑھے ہوئے
اپنے پدر سے علم لدنی پڑھے ہوئے — رفعت کے جنکی عرش پہ تارے منڈھے ہوئے
اے چرخ اونپہ کوہ ستم ٹوٹتا رہے
اور تو گل نظارہ یونہین لوٹتا رہے

تو دیکھتا رہے انھین یونہین کھڑا کھڑا — اون ظالمون کے سر پہ نہ کیون جاکے گر پڑا
نکلا اس امتحان مین تو خود غرض بڑا — تجھ پر اثر نہ اونپہ یہ وقت اسقدر کڑا
وہ جنکی جد کی ذات سے تیرا قیام ہے
تیرا ہی کیا تمام جہان کا نظام ہے

پھوٹا نہ تیرے منھ سے کچھ اے ارض کربلا — کاٹا گیا حسین کا خنجر سے جب گلا
تیرا ابھی جی خیام حرم پر نہین جلا — تیرا ابھی کیا یزید سے تھا کچھ خلا ملا
چھاتی تری بتا تو کہ شق کیون نہ ہو گئی
خونین بدن پہ رنگ شفق کیون نہ ہو گئی

اٹھے نہ تیرے منھ سے دھوان دھار کیون بخار — کر دیتے ظالمون کو جو بیکار و بیقرار
طوفان نوح تو بھی اٹھا دیتی ایکبار — ہو جاتے غرق بحر فنا سب وہ نابکار
پر کچھ نہین تو ان شہدا کو پس از وصال
ہونے نہ دیتی اپنی ہی چھاتی پہ پائمال

نہر فرات رکھتی تھی کس کا ہراس تو — اول سے کر رہی تھی شقیون کا پاس تو
کیون بن گئی اسکے سبب شکل یاس تو — پہونچی نہ آپ جاکے جو پیاسون کے پاس تو
پیاسے تھے وہ جنکے خون کے پیاسے ہزار تھے
پیاسے جو [illegible] تشنہ نامدار تھے

مجکو دیا جو رو کے کیے مین نے یہ خطاب ۔ اپنی زبان حال سے تینون نے یہ جواب
تھا دینہ کچھ نہ خوف ہی غالب نہ اضطراب ۔ شکوہ نہ تھا زبان پہ نہ حالت مین انقلاب
جو کچھ کہا اونھون نے وہ حجت تھی رنج کی
جو کچھ کیا اونھون نے وہ آفت تھی [illegible] کی

جس دم حسین اپنے فرس پر ہوا سوار ۔ ہیبت سے پڑ گیا صف اعدا مین خلفشار
دو تین چار پانچ نہین سو سے تا ہزار ۔ مارے ہین ایک ایک نے ہنگام کارزار
جس نے جدھر کو اپنے فرس کی اوٹھا دی باگ
اعدا کی صف مین قہر خدا کی لگا دی آگ

پروا کسیکو وان نہ تھی اپنی جان کی ۔ پانی کی چاہ تھی نہ طلب آب و نان کی
اونکو تو تھی پڑی ہوئی اوس امتحان کی ۔ طاقت تھی طاق جبین زمین آسمان کی
کسکا تھا امتحان خداے جلیل کا
کس چیز کا حسین کے صبر جمیل کا

ساتھ اسکے تھا بحکم خداوند دوسرا ۔ فوج ملائکہ کا چہار طرف پرا
جس دم حسین کا ہو اشارہ تھین وہ ذرا ۔ پہونچا دو ظالمون کو اوسی دم تہ ثری
ایسا کہ نام کو بھی نہ باقی نشان رہے
دشمن حسین کا نہ تہ آسمان رہے

پر جس جگہ کہ پاس شہ ذو الکرام تھا ۔ [illegible] صبر و رضا کا مقام تھا
کرنا طلب مدد سبب ننگ و نام تھا ۔ پھر کس کو [illegible] خیر الانام تھا
[illegible] کا پارہ جگر
[illegible] وہ [illegible] اسد اللہ کا پسر

وہ اور وان فرشتون سے [illegible] ۔ [illegible]

اون کے نہ ہم سرشت نہ اون کے وہ ہم کفو | سجدہ کیا اونھون نے جو آدم کے روبرو
پہ اون کے حق مین حکم خدائے غیور کا
تھا اس طفیل اور حسنین کے نانا کے نور کا

کی جب مدد فرشتون کی مطلق نہین قبول | ارض و سما و آب سے شکوہ بھی ہے فضول
کرتے نہ اونکے حکم سے ہم بھی ذرا عدول | لیکن وہان تو صبر و رضا کا تھا ایک اصول
پابند جس کے سارے صغار و کبار تھے
اہل حرم تو سب سے سوا پاسدار تھے

اسکے سوا بہشت کی حورین لگا کے آس | لے لے کے گلین صراحی کوثر جب اونکے پاس
بولے وہ دیکھتے ہی اونھین ہو کے اور اداس | ہم کو کسی کے شربت دیدار کی ہے پیاس
تم اپنی راہ لو ہم اپنی ادھر کے جاتے ہین
نظارۂ جمال سے پیاسین بجھاتے ہین

جس کا جمال آپ ہے خدائے جمیل کا | سایہ پڑا نہ جس پہ پر جبرئیل کا
موسی کو جس سے ہل نہ ملا قال و قیل کا | ترکہ جو ہے ہمارے ہی جد نبیل کا
حورو تمھارے چاہنے والے ہین ہم نہین
ہم اوسکو چاہتے ہین کسی سے جو کم نہین

ہم جائینگے وہان پہ جہان کون و جہان نہ ہو | ہستی و نیستی کا بھی نام و نشان نہ ہو
اوپر تلے زمین نہ ہو آسمان نہ ہو | ہوگا وہ کیا مکان اگر لامکان نہ ہو
ہم قطرہ جسطرح سے ہو دریا کی گھات مین
مل جائینگے ہم بھی جا کے اوسی ایک ذات مین

تو بے فروغ ذرہ اوسی آفتاب کا | لیکن مٹا رہا ہے شرف انتساب کا
تکرار کی ہے وہ دینا جواب کا | زہرا کو انتخاب رسالت مآب کا

الغوث یا حسین کہ این دود آہ من
ابر مطیر گردد و شوید گناہ من

خیالات ذبیح مستہام درشان امام ہمام سیدنا جناب امام حسین علیہ السلام معروضہ عشرہ اول محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ ہجری بمقام چھپرا مؤ نوشتہ شدم

نمبر ۱۷۹ — شعر ۴۵

فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

ذبیح

السلام اے قرۃ العین نبوت السلام
السلام اے جوہر تیغ فتوت السلام

السلام اے سرور لب تشنگان کربلا
السلام اے یادگار مصطفی و مرتضی

تم ہو جنکی انس مین یک دمیدن و فنا
تم بنی آدم مین ہو یک فرد راضی بالقضا

تمکو پیشنگوئیان سب جد امجد کی تہین یاد
خود بھی آگاہ تھے کہ کیا ہے مرضی رب العباد

وقت رخصت بر مزار حضرت خیر الانام
تم سمجھتے تھے کہ ہے یہ آخری میرا سلام

تم کو تھی یہ بھی خبر پہونچینگے جب ہم کربلا
ہمپہ کیا کیا آئیگی اور کیا علائق پہ بلا

تم سمجھتے تھے کہ میرا سا کڑا سخت امتحان
ساری دنیا مین ہوا ہے اور نہوگا بیگمان

ساتھ ہی اسکے نہین شک مجھکو سہین ذرہ بھر
آن مدارج آن معارج سے بھی تھی تمکو خبر

جو نتائج ان قیامت خیز افسانونکے ہین
یعنی جو نعم البدل ان قیمتی جانونکے ہین

تھین تمھارے روبرو وہ ساری اعلی نعمتین
تھین تمھارے سامنے وہ ساری مخصوص رحمتین

جو ہوئین تمکو عطا از بارگاہ کبریا
جنپہ تم فائز ہوئے غیر از گروہ انبیا

جنکی ہو تشریح بھی باہر مرے امکان سے
بلکہ وہ ہو ہی نہین سکتی کسی انسان سے

مختصر یہ ہے کہ وہ اتنا بڑا قادر خدا
جسنے حرف کن سے کی پیدا یہ ساری سوا

نعمتین جسکی کہ بیحد اور بے پایان ہین
اُسکی مرضی سے وہ اُسکی راہ مین قربان ہوتے
اُنکو وہ دیگا تو دیگا کیا نہین نعم البدل
مل چکین اعلےٰ سے اعلےٰ نعمتین جب آپکو
آپنے مانگا تو کیا قربان اُنکی مانگ پر
دیکھئے تم توحق سے آدمنکا یہ کیا نہ سوال
کیسے دشمن جنکے ہم جور و ستم کرکر کے یاد
الغرض جب ہوگئی مقبول اُنکی التجا
اِس خوشی مین صورتِ گل پھولے جاتے تھے وہ
اسکو کہتے ہین سخاوت اسکو کہتے ہین کرم
وہ خوشی تھی اپنے دلکی اور نہ اپنی جان کی
صرف اِس سے خوش نہ تھے پوری ہوئی جو آرزو
تھا یہ مخفی راز اُنکے پاس امانت کے بطور
مستتر رکھتے ہین رسکے تھا تو تھا کیا مدعا
مستتر اسمین بھی تھی اک مصلحت سب سے بڑی
اُن مدارج کے سوا تھی خوشنودی رب
مختصر یہ ہے کہ پاکر مرضیٔ رب العباد
منزل صبر و رضا ہم دیگران طے کردہ اند
کس نکردست اینچنین تعمیل احکام قضا
مجکو بحث اس سے نہین کیا اسمین تھے ہین گمان
مین نے جو ظاہر کیے ہین اسمین اپنے خیال

رحمتین جسکی برون از درک انس و جان ہین
اُسکے جو محبوب ہے دل ہون جگر ہون جان ہون
اُکی نسی اُمت اُٹھا رکھو گا اُنسے نبی اکل
حکم ربی پھر ہوا جو اور چاہو مانگ لو
اُمت جدی کی بخشایش کا مجھسے عہد کر
دشمنون کی بھی نہ استثنا کا فرمایا خیال
آج تک وہی ہین اور رہینگے تا یوم التناد
بخشش اُمت کا حاصل ہوگیا جب مدعا
کربلا کے کل مصائب بھولتے جاتے تھے وہ
اُمت عاصی کا غم تھا ساتھ اپنا تھا نہ غم
تھی خوشی خاطر سے خوش کرینگی نانا جان کی
بلکہ اِس سے حشر مین نانا سے ہونگی سرخرو
اِس لیے واقف نہ کس سے ہوسکا تھا کوئی
اپنے ساتھ اور اُنکو بھی کرنا گرفتار بلا
اہلبیت پاک کو بھائی نہ تھی تنہا خوری
آپنے چاہا کہ لوٹین ہم نہ تنہا بلکہ سب
آپنے تعمیل کی ہر امر کی بالاعتقاد
توسن حرص و ہوا ہم دیگران پے کردہ اند
کس نداست اینچنین تنہا بمیدان رضا
اور نہ اس سے ہے غرض شیعو نے کیا ہے اسمین صفا
وہ دکھانے کے ہین اور ہین بھی صداقت پر دال

سب سے نزدیک ان مصائب کو تم سمجھو | جسقدر بھی ہوسکے ماتم کرو ماتم کرو
خاص کر ماہ محرم ہے جو اون کا یادگار | ہو اونکے واسطے تم سب کے سب سوگوار
لیکن اسکے ساتھ ہی سمجھو تو وہ راہ صواب | واسطے جسکے انہون نے جھیلے دنیا کے عذاب
وہ یہی ہے تابع مرضی حق رہنا مدام | جو کرو کام اوس مین ہو مشیت حضرت الانام
اگرچہ گذرے ہین ہر اک نبی پر مصائب جدا جدا | لیکن اون سب پر ہے فائق تجربہ کربلا
سینکڑون ہین اونکے کروڑون ہی غلامان غلام | ہین جو مقبول خدا اور ہین مقبول انام
لیکن ان سب مین ہین جنکے درجے ان سب سے بڑے | امتحان بھی اونکے ہوتے ہین اون سب سے کڑے
امتحان سخت ترین جو ہو سکے ہو کامیاب | ہے وہ اک ذات حسین سرور عالیجناب
ہے بہت دشوار گو ہے موت سب کے واسطے | جان دینا محض خوشنودی رب کے واسطے
نقد جان داد و ندا و راد در دست یزید | زانکہ بد در شیطنت از ابلیس ہم شد مزید

آفرین بر ہمت مردانہ اش صد آفرین
آنچہ کرد او کس نکرد دست ابن در کار دین

قطعہ در تعزیت جناب امام حسین علیہ السلام مرقومہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹ء

۱۷۹ | مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات | شعر ۱۶

ہو جائین گر مصائب سرور رقم ابھی | پھر جائے نام عیش و طرب پر قلم ابھی
یا رب ہے قصد منقبت شاہ اولیا | اک نامہ نوحہ مجھکو ملے کم سے کم ابھی
ورنہ یہ میری طبع خوشی مین انتشار | ساکت اونکے نام ہی سے کھلا سکہ دہر بھی
وہ نام جنکا نام ہے دنیا مین یادگار | وہ نام جنکی شان ہے حق سے بہم ابھی
وہ نام جسکی یاد مجھے وجہ مغفرت | وہ نام جسپہ دیتے ہین ابرار دم ابھی
یعنی حسین ابن علی ابن فاطمہ | شاداب جسکے دم سے ہے باغ ارم ابھی

اے واے وہ مصیبت میدانِ کربلا — چکرلے آسمان جو کروں میں رقم ابھی
الجوع کی فغاں کہیں فریادِ العطش — کتنے شہید کتنوں کا ہونٹھوں پہ دم ابھی
ارشاد وہ خدا کا کہ چاہیں اگر حسینؑ — نازل ہو آسمان سے فوجِ ستم ابھی
تقدیر کے نیام سے نکلے قضا کی تیغ — ہو جائیں یک قلم سرِ اعدا قلم ابھی
اور التجا یہ آپکی تو دو جہان کو — چاہے تو کردے زیر و زبر ملکِ عدم ابھی
لیکن ذکر سبب مجھے بندوں کے خون کا — رکھ راہِ صبر میں مجھے ثابت قدم ابھی
جس طرح مصطفےٰؐ پہ رسالت ہوئی ہے ختم — ہوں ختم میری جان پہ سارے ستم ابھی
کرے قبول بارِ خدا سر حسینؑ کا — دیتا ہوں تجکو میں اسی سر کی قسم ابھی
اے چشمِ شوق یارے طلب ہے گر استوار — دیکھیں گے چل کے مرقدِ شاہِ امم ابھی

میں سو ہزار جان سے اس پر نثار ہوں
تو دے ذبیح نام پہ اُس کے جو دم ابھی

مسدس متعلق واقعات کربلا معروضہ یکم محرم الحرام ۱۳۴۲ ہجری

۱۸۰ — مطابق ۶۔ اگست ۱۹۲۴ء — شعر ۶۶ - بند ۲۲

مفعول - فاعلات - مفاعیل - فاعلن

اے شاہبازِ فکر پھر اُڑ کر بلند جا — طوبیٰ سے طائرانِ مضامین پکڑ کے لا
اے راہوارِ شوق پھر اپنے ہنر دکھا — پہونچا دے پھر مجھے سرِ میدانِ کربلا

شاید نصیب پھر مجھے وہ سرزمیں نہ ہو
میرا یہی سفر سفرِ آخریں نہ ہو

پھر عشرۂ محرم پاک آگیا قریب — اِس غم سے غمگساروں کے پھر جاگ اٹھے نصیب
اس درد کا اگر ہے تو اللہ ہے طبیب — دور اُس سے آخرت میں ہے ہر صورتِ مہیب

زیبا ہے اوس پہ فخر شہ مشرقین کا

اب غور کرو تم کہ وہ کیا شئے تھی اونکے پاس | جسکے مقابل اون کو نہ جانون کا تھا ہراس
ایت وہ لن تنالو کی تھی اور آیتون کی راس | جسنے اونھین ذرا بھی نہونے دیا اوداس

تھی گردن اونکی طاعت حق مین جھکی ہوئی
للہیت تھی ہر رگ و پے مین بسی ہوئی

دو تم تو دو اونھین اوسی للہیت کی داد | ہین جسکے مستحق وہ فرزندان زین العباد
محتاجون کو کھلا کو پلا کر بااعتقاد | کثرت سے ثقلین عشرہ مین پڑھکر بانقیاد

ہر کار خیر کا اونھین بخشو ثواب تم
ہوتا کہ آخرت مین نہ خانہ خراب تم

محتاج گو نہین ہین تمھاری رسائی کے وہ | خواہان بھی گو نہین ہین تمھاری مدد کے وہ
وہاں ہین اب تو اپنے خدا سے صمد کے وہ | اونکو ہے پیار احمد سے ہین پیارے احمد کے وہ

پہچان کر جو خیر کرو اونکے واسطے
دیگا جزا اسے خیر خدا اونکے واسطے

جیسا یہ سخت واقعہ گذرا جہان مین | ویسا ہی نرم تھا یہ حقیقت کی شان مین
نمرود نے خلیل کو پھینکا تھا آن مین | تنور گر زمین کی آتش سوزان کے کان مین

نمرود خوش کہ آگ نے اونکو جلا دیا
قدرت نے حق کی اوسکو گلستان بنا دیا

اس تین دن مین اونپہ جو گذرے ہین حادثات | تھے اونکے حق مین عیش و طرب کے مبادیات
تھے اونکے روبرو بھی وہ سارے معارجات | وہ جسکے مستحق بھی ہین ازروے واقعات

وہ کیا تھی اونکی منزلت از فرش تا بعرش
وہ کیا تھی اونکی مقدرت از عرش تا بفرش

وہ آفتیں جو ٹوٹتی تھیں اُنکی جان پر | تھے اُنکے امتحان نئے امتحان پر
ورنہ تھے اُنکے حکم رواں انس جان پر | حاوی تھے جو زمین پہ کیا آسمان پر
منظور حق کو اُنکی تھیں صبر آزمائیاں
ساتھ اُسکے دشمنوں کی بھی جبر آزمائیاں

اُنکا بھی تاکہ حوصلۂ ظلم کم نہ ہو | جو کر سکیں وہ اُسکے نہ کرنیکا غم نہ ہو
پھر کہہ سکیں نہ منھ سے کہ ہم پر ستم نہ ہو | نازل پہ ہمپہ قہر خدا دمبدم نہ ہو
روز حساب اپنے کیے کے وہ پائیں پھل
نخل عمل کے اپنے وہ گن گن کے کھائیں پھل

بندے خدا کے گذرے ہیں ایسے ہزار ہا | جنکی خدا کی راہ میں جانیں ہوئیں فدا
ایسا کہیں جہان میں نہ گذرا ہے ماجرا | جیسا ہے سخت واقعۂ دشت کربلا
ہر کرب پر کبھی تازہ ملا ہر بلا کا کرب
سونے کا کرب پینے کا کرب اشتہا کا کرب

ہوتے تھے اُنکی جان پہ جو ظلم جو ستم | کم ہے کریں ہم اُنکا جو کچھ ماتم و الم
رکھتے ہیں اپنے دلمیں پر اسکا یقین ہم | اٹھتے تھے یہ ستم اُنہیں سب براحت اتم
زخموں سے تن کے وہ نہ ذرا بھی ملول تھے
اُنکی نظر میں حق کے چمن کے وہ پھول تھے

گردن پر اُنکی شمر کا خنجر تھا جب رواں | ہر موئے تن سے شکر خدا میں تھے تر زبان
کسرت کا تھا شکر اگر تھی نہ شادمان | اسکا کہ اُسکے فضل سے وہ سخت امتحان
محنت میں تین دن کی فقط پاس ہو گیا
وہ کوہ سنگ لاخ نہیں گھاس ہو گیا

کچھ اسمیں شک نہیں کہ اذیت کوئی بھی ہو | تکلیف اُس سے پہونچتی ہے جاندار کو

بالخصوص وہ کہ موت کا پیغام ہو جو ہو | اُسمین تم اس طرح کا تحمل اگر کرو

تب قدر عافیت تمہین معلوم ہو تمام
کیا کر گئے ہین کام تمہارے وہ نیک نام

برداشت کی انہون نے جو سب اذیتین | اسباب آپکے کیا تھے تمہین کیا اُنکی نیتین
تم یہ کہوگے نقص ہین وہ خدا کی مشیتین | مین یہ کہ اُنکے خون کی تھین سب دیتین

اول تو یہ کہ اُنسے خدا خوش رہے مدام
دوم وہ خون بخشش اُمت مین آئے کام

پہلی مراد اُنکی برآئی اگر نہین | ہوتا یہ عشرہ محترم اتنا اگر نہین
وہ کون ملک ہے جسے اسکی خبر نہین | وہ کونسا مکان ہے جہان اسکا گھر نہین

وہ کونسا ہے لب جو نہ لے نام آپ کا
عشرہ کے روز بھی نہ پیے جام آب کا

وہ امر اولین مین ہوے ہین جو کامیاب | امر دوم مین بھی ہو دعا اُنکی مستجاب
یارب بروز حشر رسول فلک جناب | اُمت کی مغفرت کا ہو جب اُنکو پیچ و تاب

آجائین اُنکے آگے شہیدان کربلا
ہٹ جائے سر سے اُمت عاصی کے یہ بلا

اُمت وہ کیسی آپکے جد کرام کی | غفلت مین جسنے عمر تمامی تمام کی
کھانے کو کی جو صبح تو سونیکو شام کی | تمیز ہے جسے نہ حلال و حرام کی

بالخصوص یہ ذبیح اک اُنکا غلام خاص
ہو جائے قید رنج و غم حشر سے خلاص

سلام مستہام بنا بر سیدنا امام حسین علیہ السلام معروضہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع

بحر ۱۸۱ | مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن | شمار ۵۸

سلامی حسین کو فوراً کیا سنیم امام حسین
خوش ہوئے سنو ہاتھ بڑھا کر یکسو
امیر فوج سے کہتا ہے خوشی سے دانا کا
نہیں ہے کیا ہیں اُنکو کیا ہیں نہیں وہ آل نبی
یزید فتنہ گر دولت میں ہے تو بے ہوش
نہیں ہے حاکم اگر آپ کا نہیں محکوم
وہ کون ہے جو نہیں اُنکا بندۂ احسان
خدا کے خاصے نواسے نبی اکرم کے
ضرور کیا ہے تجھے اُنکا قتل ہی کرنا
کہا امیر نے کہتا ہے تیرا بجا و درست
مگر ہیں حاکم خود سر نہیں ہوں لشکر کا
مطیع حاکم کو تعمیل حکم لازم ہے
غرض کچھ اُنکی طرف سے نہیں کہہ سکتا
خراب ہوگی مری عاقبت انہوں نے کہا
اگرچہ صبح تماشا ہے صبح عاشورہ
ذرا سی دیر میں کر دینگے اُنکا کام تمام
سنا جو اُس نے جواب شقی تو کانپ اُٹھا
سمجھ کے مصلحت وقت پھر سنبھل کے کہا
کہا جو میں نے وہ بہتر ہی فائدہ کے لیے
سُن اے امیر یہ دنیا سرائے فانی ہے
سند حیات ابد کی نہیں ہے تیرے پاس

خدا کا بندہ رسول خدا کا راہ نہیں
ادب کی جا ہے ہنسی کا یہ مقام نہیں
کہ تیرے دل میں ذرا وقعت امام نہیں
خدا کے خاصوں میں کیا داخل اُنکا نام نہیں
تجھے کچھ اپنے لیے ثروت انتقام نہیں
نہیں ہے شاہ اگر آپ کا غلام نہیں
وہ کون ہے کہ جو اُنکا اسیر دام نہیں
علی کے بعد اب اُن سا کوئی امام نہیں
پھر اُسکا وہ جانتے ہیں جانیں مجھکو کام نہیں
کہ اُن سے بڑھ کے کوئی اتقیا و الاکرام نہیں
کسی کا ہاتھ میں میری کبھی کیا لگام نہیں
خلاف حکم کروں میں مرا یہ کام نہیں
سزا سے مجھکو اب فرصت پیام نہیں
مگر ہے مجھے خلقت ترک حرام نہیں
کچھ اُن کے ساتھ بڑا جاہ و احتشام نہیں
بہت ہے فوج کچھ ایسا بڑا یہ کام نہیں
سخن نہیں ہے منہ سے نکلتا تھا کچھ کلام نہیں
کہ مجھکو کچھ طلب جاہ و احتشام نہیں
نہ مانتا ہے جو تو اس سے مجھکو کام نہیں
جو آج صبح کو ہے کل وہ وقت شام نہیں
رہے گا زندہ زمانے میں تو مدام نہیں

عجب نہین ہر کہ دیوانِ حشر اُلٹ جائے
کریں فرشتے اگر اُسکی روک تھام نہین

مجھے یہ ڈر ہے کہ اس ظلم پر وہ ذات غنی
مٹا دے دل سے کہین مغفرت کا نام نہین

کہان سے کرے قیاس ہی ذات پر توبھی
جو بھیجہ گذرے گی اے قاتل امام نہین

لڑینگے توڑکے جی یہ بھی گرچہ لاکھونسے
مقابلہ تن ہفتاد دو کا کام نہین

پڑے گی فوج مین تیری عجب بر یزہ بریزہ
نہین تبر کہین خنجر کہین نیام نہین

دکھائینگے تجھے جوہر وہ یہ قیامت کے
کہ پھر لڑائی کا تو سکے گا نام نہین

وہ ایک تن بھی ہے کافی جواب جملہ سپاہ
مگر خدا کی مشیت مین کچھ کلام نہین

مطلع ثانی

کیا تھا حر نے یہ قصہ ابھی تمام نہین
وصالِ حق کا کہ پہونچا اُسے پیام نہین

حضورِ شاہِ شہیدان مین حاضری دیکر
کیے وہ کام کہ جنکا جواب تام نہین

زہے نصیب حر وہم پان جانباز شش
کہ جنسے بڑھکے کوئی اب بھی نیکنام نہین

نہ دم لیا نہ ہٹایا قدم کسی نے ذرا
پیا ہے جنتک اجل کا انہون نے جام نہین

ہوا جو کچھ وہ ہوا بعد از شہادتِ حر
اب اس سے آگے مجھے طاقتِ کلام نہین

خدا ہی سمجھے اُنہین اور کوئی کیا سمجھے
رہا ہے جن سے کہ اسلام نیکنام نہین

کوئی بھی آج تک اپنے امام مذہب کا
مٹا سکا ہے یا ین ظلم و جور نام نہین

اُنہین کا کلمہ پڑھین اور انہین کو پیچھے پر چھیڑین
غرض خدا سے نہین مصطفےٰ سے کام نہین

کہان ذبیح کہان کربلا کی یہ روداد
کلامِ حق ہے بناوٹ کا یہ کلام نہین

سلام مستہام در ذکر شہدائے کربلا علیہم السلام سنہ ۱۹۰۵ عیسوی

۱۲۸۱	مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن	شعر ۱۶

در تہنیت ولادتِ پُر سعادت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۱۸۵ | فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن | شعر ۱۳

ہاں ولیِ حق علی مرتضیٰ پیدا ہوا
قوتِ بازوئے شاہِ دوسرا پیدا ہوا

رعبِ حق سے تو امانِ شیرِ خدا پیدا ہوا
مشکلیں آسان ہوئیں مشکلکشا پیدا ہوا

نوح کی کشتی حوادث کی ہوائے کج تھی
گھر خدا کے مومنوں کا ناخدا پیدا ہوا

حق شناسوں نے کہوں کیا کہہ اٹھے حق ناشناس
خانۂ حق میں ولیِ حق نما پیدا ہوا

خضر کو کارِ جہاں گردی سے فرصت مل گئی
رہنمائے امتِ خیر الوریٰ پیدا ہوا

فتحِ بدر و فتحِ خیبر فتحِ خندق یک طرف
فاتحِ بابِ علیٰ باصفا پیدا ہوا

کاشفِ اسرارِ وحدت واقفِ اسرارِ غیب
عالمِ علمِ لدنی مرحبا پیدا ہوا

لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
ناظمِ حق ہمنامِ حق شیرِ خدا پیدا ہوا

تاجدارِ ہل اتیٰ و رازدارِ انما
شہسوارِ راہوارِ لافتیٰ پیدا ہوا

اٹھ گئیں دنیا سے کفر و شرک کی تاریکیاں
پرتوِ نورِ نبی نامِ خدا پیدا ہوا

فخرِ موسیٰ فخرِ عیسیٰ فخرِ یحییٰ فخرِ نوح
فخرِ ابراہیم فخرِ مصطفیٰ پیدا ہوا

بانیِ کاخِ تصوف حامیِ شرعِ متین
ہادیِ راہِ خدا و مصطفیٰ پیدا ہوا

عالمِ ارواح سے بول اٹھی میری روح بھی
جد الاجدادِ فتح خوشنوا پیدا ہوا

قصیدہ دلکش کہ در ۱۳۴۲ھ بجا حضرت مخدوم علی احمد صابر
نور اللہ مرقدہٗ مرتب کردہ در عرس شریف قریب مزار اقدس
نشستہ در جذبِ شوق عرض کردہ بودم

دل کی خواہش کہ مراقب ہو دو زانو ہو کر
آنکھیں کہتی ہیں کہ تکتا رہوں روضہ تیرا

حشر کے دن ہو جنہیں حور و قصور کی ہوس
ہو ذبیح جگر افگار کو سودا تیرا

سنہ ۱۸۸ — ولہ در شان حضرت موصوف الصدر سنہ ۱۹۱۸ء — اشعار ۱۰

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

علاء الدین صابر کیا کہوں تم سے کہ کیا تم ہو
خدا کی برترین شانوں سے اک شان خدا تم ہو

زمیں کیا آسماں بھی ہے تمہارا تابع فرماں
زبان حق تعالیٰ تم ہو جان مصطفےٰ تم ہو

ملک اللہ اکبر نعرہ تکبیر بھرتے ہیں
تمہارے در پہ آکر وہ شان کبریا تم ہو

احد میں اور احمد میں وہاں کہاں میم کا پردہ
یہاں شان خدا تم ہو نشان مصطفےٰ تم ہو

تمہاری ذات ہے ذات العماد منزل عرفان
زہے امام الاتقیا تم ہو امام الاولیا تم ہو

یہ پہنچے یا نہ پہنچے ساحل مقصد پہ تم جانو
ہماری کشتی تقدیر رواں کے ناخدا تم ہو

بروز حشر تم ہو گے جہاں ہم بھی وہیں ہوں گے
تمہارا مدعا کچھ ہو ہمارے مدعا تم ہو

تمہارے گرد ہوں گے ایک کیا لاکھوں ہی پروانے
یہ جتنے صابری ہیں سب کے اک شمع ہدیٰ تم ہو

طلب ہر شخص کو ہوتی ہے اپنے مطلب کی
خدا کے تم ہی طالب ہم ہیں مطلوب خدا تم ہو

ذبیح بے نوا مانگے نہ دنیا سے رزق کسی سے
گدا جس سلطنت کا وہ ہے اسکے بادشا تم ہو

در شان مزارات اولیائے کبار رڑہ ہرہ شریف سنہ ۱۹۱۸ء

سنہ ۱۸۹ — مفاعلن ۔ فعلاتن ۔ مفاعلن ۔ فعلن — شعر ۸

جہاں پہ کوئی مقدس مزار ہوتا ہے
نزول رحمت پروردگار ہوتا ہے

وہین کی خاک کو حاصل ہے رتبۂ اکسیر ۔ سواد چشم وہین کا غبار رہتا ہے
زمین کے نیچے جو کرتے ہین یہ خدا والے ۔ فلک سے بھی وہ نہین زینہار رہتا ہے
نہ سمجھو مردہ انھین ہین یہ زندہ جاوید ۔ ہر اک طرح کا نہین اختیار رہتا ہے
ہم انکی روح کو پہونچاتے ہین ثواب اگر ۔ ہو دو طرف سے بھی عوض بیشمار ہوتا ہے
جو لوگ ہین نہین قایل ثواب ہی کے ۔ جنھین کہ فاتحہ خوانی سے عار ہوتا ہے
جو مانتے ہی نہین قدر اولیا اللہ ۔ جنھین کہ بار سر انکا مزار ہوتا ہے
ذبیح ہوگی انھین قدر عاقبت معلوم
عبث تو انکے لیے دلفگار رہتا ہے

سلام مستہام در واقعات کربلا یعنی شہادت کبری سیدنا امام حسن و حسین علیہ السلام و اہلبیت خیر الانام معروضہ سنہ ۱۹۰۹ع

سنہ ۱۹۰ ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات ۔ شعر ۶۵

السلام اے سر فروشان رہ حق السلام ۔ السلام اے کز غم الشان جگر شق السلام
السلام اے پاؤ ہوش سا نگین زینب ایا ۔ السلام اے جان زہرا جانشین بو تراب
السلام آئینہ اوصاف ستار العیوب ۔ السلام اے پیر تو اخلاق غفار الذنوب
السلام اے ہم شبیہ جد امجد السلام ۔ السلام اے جلوہ گاہ نور احمد السلام
السلام اے سرور لب تشنگان کربلا ۔ السلام اے یادگار مصطفی و مرتضی
السلام اے نونہال خوش نشان گلزار خلیل ۔ بود بیشک خون اسمعیل را جانت کفیل
دین حق کم کردن جد پدر ست بگذشتہ جا ۔ خود نہ تنہا بلکہ با خویشان خود کردی ادا
التماس اتباع حکم حق حکم رسول ۔ بالتقیہ ہم نکردی بیعت فاسق جہول
نقد جان دادی ندادی دست در دست یزید ۔ زانکہ بد در سلطنت زانبیل ہم مستحق مزید

ہمدر آن دم در حرم رفتن پے تلقین صبر
ہمدر اندم عضو او کردن بخاص آئین صبر

بعد ازان در عرصۂ جنگ آمدن مردانہ وار
ہمچو شیر گرسنہ کو حملہ آرد بر شکار

ہر کہ آمد پیش او شد در دمے نخچیر او
ہر کہ دید از دور سوئے او نسفتش تیر او

ظالمان یکبارگی یلغار بر وے ریختند
با تن واحد بصد تیغ و سنان آویختند

از ہزاران زخم زان سو بد قضا تازان بران
ہر دہان زخم زینجانب بشکر حق تر زبان

منزل صبر و رضا ہم دیگران طے کردہ اند
توسن حرص و ہوا ہم دیگران پے کردہ اند

کس نکرد است اینچنین تکمیل فرمان قضا
کس نداد ست اینچنین تنہا بمیدان رضا

شمر دون ہر گہ گلوئے نازنینش می برید
نعرۂ تکبیر از حلقوم شہ بر می دمید

قطرہاے خون اشعار محاسن جا بجا
سبحہا می ساخت و میکرد تسبیح خدا

از سر مژگان دم آخر نگاہ واپسین
سجدہا میکرد در درگاہ رب العالمین

مرحبا اے بندۂ مطلوب حق صد مرحبا
مرحبا اے خاصۂ رب الفلق صد مرحبا

آفرین بر ہمت مردانہ ات صد آفرین
اینچہ کردی کس نکرد است اینچنین در کار دین

من نمیدانم رسولت من نمیخوانم خدا
ہان مگر آن بندۂ پابند تسلیم و رضا

اے بفرمان خدا کردی فدا گر جان خویش
او بہر یک قطرۂ خون خونبہائے داد بیش

دشمنان ہر چند در ہر یک ازان خون خوردہ اند
سعی استیصال این نخل سیادت کردہ اند

اگر بیارم اینک از آل کرامت در شمار
بیشتر یافت از صد لک فزون چندین ہزار

این ترقی تا قیامت روز افزون بودنی ست
بالشہود این خون بہا ایست در جہان بنمودنی ست

از تو زین العابدین در باقیات الصالحات
وز خدا این بیشمار خلافت اندر کائنات

آنکہ در غیبیاست مخفی خونبہائے دیگرے
ہست در قدر و بہا از اولین اولیٰ ترے

آن قیامت خیز روز حشر جان و دل گداز
عاصیان آیند چون حاضر بپیش بے نیاز

ہر یکے چون بید لرزان از فزون خوف و بیم
ہر کسے را زہرہ آب از فرط ہول دل و بیم

از پئے صبرِ جمیلت اندرین کل اوقات
امّتِ عاصی جدِّ امجدت یابد نجات

بالخصوص این بندهٔ عاصی ذبیح پُر گناه
کو ست از اعمالِ بد در دین و دنیا روسیاه

گرچه با صلبِ کریمت نسبتے دارد درست
لیکن از خوفِ مکافاتِ عمل زار است سست

پیش من زاہلِ حرم این قصهٔ شور و بکا
اتہام است اتہام است افترا افترا

حیف باشد حیف باشد زان گروهِ صالحات
صابرات شاکرات طاهرات طیبات

صادر این افعالِ نامشروع و نازیبا شوند
از زبان و دستِ خود ها پیشِ حق رسوا شوند

هر چه افتاد و فتاد رنج و غم بر جانِ شان
حرفِ شکوه بر لب آوردن نبود شایانِ شان

این تمامی جزع و فزع و ماتم و اندوه و غم
هر چه هست از ما بہ پیشِ آن مصائب هست کم

ما نمیگوئیم بیجا این مجالس از عزا
هان مگر ترتیبِ شان بایست شایان و بجا

اولین ربعِ این مجالس وقفِ آن کردنی ست
ربعِ ثانی در درودِ پاکِ آن خیرِ بری ست

ربعِ ثالث را بذکرِ واقعات لبس صحیح
از احادیثِ صحیحه و از بیاناتِ فصیح

ربعِ آخر را به نظمِ دل خراش و دلفگار
زانکه تشکلِ واقعات آید نظر آئینه وار

این طریقِ بهتر خوش کردنِ ارواحِ شان ست
این سبیلِ نیک خوشنودیِ خلاقِ جهان ست

بارک الله بارک الله اے ذبیحِ نیکنام
پرتو ز ارواحِ شهیدان نیز و علیک السلام

در شانِ حضرت قدرهٔ قدرت خضرِ طریقت قطب الاقطاب سلطان الہند غریب نواز جناب خواجه معین الدین صاحب چشتی اجمیری رحمت الله علیه

۱۹۱ — و ضرب ۲ جولائی ۱۹۰۹ء — شعر ۱۱

بیا ببین اثرِ خواجه معین الدین
دمے نشین به درِ خواجه معین الدین

کنارِ چشمۂ حیوان چو تشنہ کہ رسید
رسیدم بہ درِ خواجہ معین الدین

بہائے سر دو جہان ست اگر رسید بہ ہم
فدائے یک نظر خواجہ معین الدین

چہ کفرہا کہ گرفت ست صورت ایمان
ز چشم حق نگر خواجہ معین الدین

ز سرمۂ کہ ملائک ہمی کشند بہ چشم
بکش ز خاکِ درِ خواجہ معین الدین

زبان بکام و ہر کار ذوالفقار رسید
بسینہ دل سپر خواجہ معین الدین

بمنکران ولایت بگو کہ جنبا شند
سرم ز سنگ درِ خواجہ معین الدین

کجاست منکرِ دین بنیج کہ در یابد
ز حالِ من اثر خواجہ معین الدین

گرفت سلطنت ہند تا ابد ز کجا
ز ہے دل و جگر خواجہ معین الدین

ز بار و برگ ثمر شاخ شاخ سر سجود
مبارک این شجر خواجہ معین الدین

قتیل خنجر نازش عراق و ہند و عرب
ذبیح و یک نظر خواجہ معین الدین

در شان حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲ — مفعول ـ فعلن ـ فاعلن ـ مفعول فعلن ـ فاعلن ـ — شعر

اے سید صابر لقب الاحسب عالی نسب
دارم نہان درست طلب یک بار آن دامان و لب

بکشاد مے چشم کرم بنگر بسوئے بندہ ہم
گردد خلاص از بند غم تا این گرفتار تعب

در آتش حرص و ہوا تا چند سوزم بے دوا
اے چشمۂ آب بقا چشمے باین تفتیدہ لب

تا چند در رنج و بلا باشم بدین سان مبتلا
تا چند این آہ و بکا تا چند این شور و شغب

وقت است تا دست کرم ـ بکشا بگذاری بہ سرم
تا من بمیدانم ز غم این روز چند آرم بشب

قاتل بکش تیغ از نیام ـ ایدون مکن کارم تمام
بنگر کہ مستم تشنہ کام از درد غم جان بر لب

تا کے ذبیح خستہ تن باشد گرفتار المحن

لطفے کن اے شاہ زمن بر شہنشاہ عرب

۱۹۳ع — ولہ سنہ ۱۹۰۹ع — شعر ۷

قبلۂ کون و مکان حضرت صابر مددے — کعبۂ جان و جہان حضرت صابر مددے

خاصۂ آل نبی زبدۂ اولاد علی رض — قدوۂ حق طلبان حضرت صابر مددے

بندۂ بے جگرے عاشق شوریدہ سرے — بر در آمد بہ فغان حضرت صابر مددے

زشت خو زشت عمل خوگر کردار و غل — ہست فریاد کنان حضرت صابر مددے

غافل از یاد خدا فارغ از انجام جزا — مستمند بجان جہان حضرت صابر مددے

شاہ وارث حسن از دش زبند محن — کمترکی تو دران حضرت صابر مددے

بندۂ زار ذبیح از سر اعمال قبیح — بیقرار است و تپان حضرت صابر مددے

غزل در شان جد الاجداد ہادی برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۱۹۴ع — معروضہ سنہ ۱۹۰۹ع — شعر ۱۰

مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

دم رحمت کھول کیا مجھکو ای باد صبا دینا — نجف کی خاک مٹھی بھر اگر ممکن ہو لا دینا

علی کے نعرے بھر بھر کر دم اس بندے نے توڑا ہے — فرشتو پھر تم یہ فتنۂ محشر جگا دینا

وہ شہر علم دروازہ ہے جسکا آپ سا مطلبی — زمیں پہ میری مٹی بھی ٹھکانے سے لگا دینا

مرا مالک وہ ہوئے وہ مرا مورث وہ آقا — مرے قاتل کو کیا لازم تھا میرا خون بہا دینا

کرو سیر دو آتش دوزخ اگر اپنے غلاموں پر — تو میری بھی لگی دل کی مرے آقا بجھا دینا

ذرا سا کام تھا کار خلافت جو کیا آخر — بڑا کام آپکا شان ولایت کا جلا دینا

معیت کا شرف صدیق اکبر کو ملا جن سے — انہین کا آپ کو وہ اپنے بستر پر سلا دینا
وہ میرا عرصۂ محشر مین واویلا قیامت کا — وہ لشکر نام نامی بیڑیان میری کٹا دینا
رٹون کیونکر نہ مین نام آپکا یا [illegible] — مجھے جو کچھ صلہ اسکا ہو دینا بر ملا دینا
مرا یا رگنہ ناز سیادت کو تو لے ڈوبا — اب اک فخر غلامی رہ گیا ہے وہ بچا دینا
کرے جی دنیائے فانی کی تو اک دن کٹ ہی جائیگی — بروز حشر اے مولی مری بگڑی بنا دینا

بہشت مین جا ملی روح فصیح زار بھی یارو
اسی طرح اسکے حق مین فاتحہ پڑھنا دعا دینا

غزل کہ بہ تقریب زیارت مزار حضرت شاہ بدیع الدین صاحب مدار مکن پوری ہم بر سر مزار شریف بتاریخ ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۹ع

۱۹۵	عرض کردم	شعر ۶

المدد المدد یا مدار — خذ بیدی خذ بیدی یا مدار
مرجع مخلوق الٰہی درست — مظہر حق فیض صمدی یا مدار
غلط است این وسرا یا غلط — مرده بکنج لحدی یا مدار
زندۂ جاوید توئی از [illegible] — ہم ازلی ہم ابدی یا مدار
تا بکے این عمل عیش و دم — تا بکے این دم بخودی یا مدار

یک نظرے سوئے [illegible] بر فصیح
المدد خذ بیدی یا مدار

۱۹۶	ولہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۲۲ع	شعر ۵

لرزاں تھی جس سے اب تک زمیں کیا کل آسماں

تھا مستتر جو راز کہ ہیں امتحان میں
اب تک نہ تھا وہ سر بھی وہم و گمان میں
اُس دم تھے محو دونوں عجب آن بان میں
یہ عبدیت کی وہ صمدیت کی شان میں
تھیں ختم اس پر اُسکی اُدھر بے نیازیاں
اُنکی بھی عبدیت کی اِدھر دلگدازیاں

جتنا اُدھر سے ناز تھا اُتنا اِدھر نیاز
جتنا اُدھر سے سوز تھا اُتنا اِدھر تھا ساز
آخر کو پلے مرضیِ معبود کارساز
سب ہو گئے شہادتِ کبریٰ سے سرفراز
اللہ ری اُسکی ذات کی وہ بے نیازیاں
جنکی بدل میں پائیں وہ یہ سرفرازیاں

تھیں گرچہ اپنی ان میں خداداد طاقتیں
کر دیتے دم میں نیست یزیدی جماعتیں
پر تھیں انہیں تو صبر و رضا کی ہدایتیں
تھیں اس سبب سے اُنکی معطل شجاعتیں
جو کچھ کیا انہوں نے وہ تھی اک مدافعت
سمجھا نہ ایک اُنمیں جو کرتے مجارحت

مشکل اس امتحان میں تھی اک یہ بڑی
کرنا پڑی تھی نرم کلائی جو تھی کڑی
ہاریں انہی کو وہ جو کریں حملہ آوری
جو بھاگ جائے اُسکو سمجھیں کہ ہے بری
کر سکتے تھے جو وہ نکریں اور جان دیں
اس قید سے وہ پیش قضا امتحان دیں

اللہ رے ضبط ہم کہ وہ ان سب قیود سے
ہو کر شہید جا نکلے رتبہ وجود سے
وہ نکلے سہا کی جو نابود و بود سے
پایا نہیں کسی نے بھی یوم الشہود سے
آدھر سے تا ابد دم اگر گر ہو شمار
اتنا ہی ایک صابر و شاکر نہ ہو نثار

باب چهارم

فصل دوم در شان صحابهٔ کرام و ائمهٔ عظام و دیگر بزرگان دین بالخصوص مختصر تذکرهٔ جملهٔ پیران طریقت سلسلهٔ چشتیهٔ صابریه رضی الله عنهم اجمعین

۱۹۷	در شان حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه	شعر ۱۷

مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن ـ مفاعیلن

نگوییم چون که توفیق خدا هست امر و یاور — ز شان حضرت بوبکرؓ یار غار پیغمبر

بتصدیق رسالت از مشائخ اولین شیخے — بتسبیح و بتهلیل از ملائک پایه اش برتر

در ایثار ره مولیٰ بحکم سرور عالم — سبق برد از همه اعیان و اصحاب نبیؐ اکثر

یکے صرف از گلیمے خار دوزے کرده پیراهن — بداد او در ره مولیٰ اثاث البیت خود یکسر

سپس با آن گلیم آمد حضور سرور عالم — بگفتا در جوابش بس مرا الله و پیغمبر

بیامد جبرئیل و هم گلیمے بود پوشاکش — بپرسیدند چون وجهش بگفت اے شافع محشر

نه تنها من درین پوشاک هستم کل ملائک هم — درین وضع اند از ایثار یار غار پیغمبر

ز اصرارے که از حب خلافت هست بر دوش — ز الماسے که نهادند بر منصب فدک بر سر

نمیگویند کو نفعش بذات خود بکار آورد — به بیت المال شد کان بود بر این هر دو شق مضمر

چه بیت المال کاوّل بد با اهل بیت آن وقت — وزان پس بهر دیگر مستحقین تا صفت آخر

فساد نیت هر کس جزین ثابت شدن نتوان — که او از مال مغصوبه چه خود کرد بجلب زر

ازینجا در فدک یار خلافت هر چه کرد است او — بگو دست او بفرمان رسول خالق برتر

معاذ الله خیال سوء ظن بر ذات آن پاکان — که میگیرند مال خاندان خدا از اهل بیت اطهر

چو آن شیر خدا و اہل بیت پاک و ہر مسلم | بدست ہر سہ خلفا کردہ بیعت ہا بہ سہ کرت
ندارم تاب گفتن از تقصیر ہر سہ بیعت را | اگر گوید کسے گوید نمی آید مرا باور
پس از مدت کہ عبد اللہ سبا شگوفہ نہادہ ست این گل | کہ افتد تفرقہ در دین پاک شافع محشر

الٰہی صدقہ تصدیق آن سر صدیق اکبر بخش
ذبیح بینوا را ذرہ از حب پیغمبر

در شان حضرت عمر فاروق اعظم رض

بحر ۱۹۹ | فعولن فعولن فعولن فعولن | شعر ۱۶

ز جاہ و جلالے کہ فاروق اعظم | ہمی داشت ہست او بہر کس مسلّم
مگر دیدنی ہست کو بد ز دنیا | کہ بود از جناب خدا و ز عالم
لباسے نبودش ز پیوند خالی | نہ پایش گہے دید کفشے مسلّم
غذایش بد از اجرت خشت سازی | بنان جوین داشت میلان پیہم
نبو ہیچ اسلام و فتح ممالک | بہ بنیاے اسلام اسکندر اعظم
ز عدلے کہ کرد او بہ تشکیل جوانے | ز اخلاف خود حسب شرع معظم
چہ کسری بہ دنیا نما ہیچکس را | کہ کرد انچہ کرد ست فاروق اعظم
خبر میدہد قصہ شہر بانو | ہم از عزت اہل بیت مکرم
ز یک سو پے او ست درخواست پورش | ز یک سو حسین از پیش مضطرب ہم
خلیفہ بفرمود شہر زن خود را | ترا نیست حق پیش ایشان مقدم
ترا کو ست مادر چو خاتون جنت | ورا مرتضیٰ او ترا من ابو ہم
ترا ہست نا پاک تر جد نا سعد | ورا مصطفیٰ ہست جد مکرم
نبودے بہ عقدش اگر شہربانو | نبودے نشانے ز زین العبا ہم

حیف این کہ بصد جور و جفا قوم تبہ کار
کشتند مر آن خاصۂ شاہ مدنی را

یارب بہ ذبیح است یقینش کہ بدارین
کردی تو غنی حضرت عثمان غنی را

در شان حضرت عبدالقادر جیلانی رح

بحر ۲۰ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن — شعر ۱۷

چہ گویم ز اقتدارات محی الدین جیلانی
بظاہر بندہ بود او بباطن قادرِ ثانی

ولیکن قادرِ مطلق بگفتن نے توان او را
کہ بود او ہم ز خواجہ تاشگان ربِ سبحانی

بلفظِ قادرِ ثانی تعجب کردن نمی باید
کہ در قرآن پاک است اینچنین ارشادِ ربانی

کسے کو از دل و جان محو شد در طاعتِ مولیٰ
خدا آن بندہ را خود میشود اعضائے جسمانی

بہر کارے کہ از دستش بر آید دست حق باشد
بہر جا یکہ ظلِ او فقط ظلے ست حقانی

درین امت بسے بودند و ہستند اولیا رشد
اگر بعضا تدبر بعض افضل ز تائیدِ ربانی

کنون در دورِ آخر ہم اگر داری طلب در دل
بگردِ خود بیابی فائزان فیضِ رحمانی

از ایشان ہر کسے آید ترا پیش نظر میدان
کہ آمد خود خدا حسب الطلب در شکلِ انسانی

خدائے ما کہ بر ہر کار ہست او قادرِ مطلق
مگر کارِ بد و بے کار کارش نیست میدانی

ترا ہر کس کہ کارِ خیر را تحریک فرماید
بدان او را کہ ہست این ہم تحریکِ رحمانی

اگر کارِ فضول و زشت را بینی ست تحریکش
بدان او را کہ ہست این ہم ترا تحریکِ شیطانی

در اوّل کوش تا خیر و گر از ثانوی بگریز
بس است این یک اصولِ حق پرستی و خدادانی

ہر اکثر بخواب و گہ بگہ در صورت القا
چہ می سازد خیالِ نیک و بد در قلب طغیانی

عمل بر آن اصولے میکنم ہر آنچہ نوشتم
کہ ما را امتیازِ خیر و شر حق کرد ارزانی

بکارِ خیر دیدم مرشدِ خود را بخواب اکثر
چہ پرسیدم از ایشان کرد اطلاعش بنادانی

یقین کردم از ینجا کہ ہست تنہا ہادی مطلق | پئے وقت بشکل مرشد ہست این فیض ربانی

ذبیح ہر انچہ بنوشتی جزاک اللہ عفاک اللہ
ھذا ساددترا ناجی بحق شاہ گیلانی

فصل سوم باب چہارم در تذکرۂ پیران عظام سلسلۂ چشتیہ صابریہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سنہ ۲۰۳ — فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلات — شعر ۱

رباعی ابتدائی

شامت اعمال من گو گردن دامن ست | روز روشن از سیہ کاری من شام من است
اے ذبیح زار تاہم نازم و شادم برین کہ | بر سر من سایۂ پیران عظام من است

قطعہ تمہیدی

شاہد بزم ازل را شان وآنے دیگر است | کشتگان تیغ نازش را جہانے دیگر است
زندۂ جاوید ہستند از لب جان بخش او | از جنابش بہر ایشان جسم و جانے دیگر است
شادان بر ہر ستم در قید و بند عنصری | زانکہ میدانند کاین تیر از کمانے دیگر است
فرق ایشان را چہ در دیر و کلیسا و حرم | کان سر تسلیم خم بر آستانے دیگر است
گفتگوی واعظان ناحق بہ ہای و ہوی شان | کان بیانے دیگر است این فغانے دیگر است
چرخ گردان گرد در بہ زیخ بگردد منفعلان | زانکہ بہر گوز غریبان آسمانے دیگر است
در تلاش یار ما گم گشتہ ایم از خویشتن | تحت نفی لامکان ار امکانے دیگر است

قدر رشحات ذبیح از طالب دنیا غلط
کاین جواہر ریزۂ نادر زکانے دیگرست

در شان حضور سرور کائنات مفخر موجودات حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

بحر ... | فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات | شعر ۹

یا نبیؐ در ہر دو عالم رہنمائے ما توی — از خدا در بحر ہستی ناخدائے ما توی

بودۂ پیش از ازل ہم یار ہمدم با خدا — زانکہ خلق از نور ذات خالق یکتا توی

ہر کہ کرد احمد ترا بودست بہ احمد احتیاج — زانکہ یک غواص بحر حمد لاتحصی توی

باعث تکوین عالم ذات فیض آیات تست — پس چگونہ غیر از دنیا و ما فیہا توی

از خدا گفتن جدا کفرست پیش ما ترا — زانکہ مقصود آفرینش اے گل رعنا توی

ز اولیایت چون نہ جاری باشد انہار فیوض — ہر ہمہ را نام حق سرچشمہ اولی توی

خاص از انہا فرقۂ ذی رفعت اصحاب چشت — کاندرین سر آدیا چہرا ہو اللہ یا توی

یا نبیؐ بر حال ایشان خاص چشم التفات — زانکہ ایشان را پئے ہر دو جہان ملجا توی

بعد از ان یک گوشۂ چشم عنایت بر ذبیح — زانکہ او را مقتدا و مشکل کشا یا توی

در شان مولی علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

بحر ... | فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات | شعر ۱۱

یا علی مرتضیٰ دست خدائے ما توی — قوت بازوئے شاہ دوسرائے ما توی

فاسیر کاران کجا یم و کجا نور جہال — آئینہ دار خدا و مصطفائے ما توی

این وظایف این لطائف کو کجا ما گمرہان
در طریقت در حقیقت رہنمائے ما توی

در تماشاگاہ محشر پیش او در تہی دست
ما ہمہ از پیروان و مقتدائے ما توی

پیروان را با جزا و با سزا باشد چہ کار
ما برائے اتباع و از برائے ما توی

گر بپرسی از حسن بصری ای وارث حسن
مقصد شان ہر چہ باشد مدعائے ما توی

کشتی امت بگرداب بلا افتادہ است
بازوئے ہمت کشاکش ناخدائے ما توی

از نجف با یک خرام ناز کن محشر بپا
جان بر ما در دو ہجرت دلربائے ما توی

حق بود شاہنشہ و دستور اعظم مصطفیٰ
تخت شان در ملک عرفان بادشاہے ما توی

از نجف برخیز و برکش از رخ روشن نقاب
در جہان آئینہ خالق نمائے ما توی

بر ذبیح ناتوان بار گران افتادہ است
یا علی مرتضیٰ مشکل کشائے ما توی

در شان حضرت خواجہ حسن بصری

بحر ۲۰۶ — فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات — شعر ۹

اے امام پیشوائے زمرۂ اصحاب چشت
آنکہ در دنیا بر انسان کرد وا باب بہشت

اے گروہ چشتیان را سرور رعنا مقام
فیضیاب از مرتضیٰ خواجہ حسن بصری تمام

آنکہ ذات بہر ما سرچشمۂ فیض عمیم
وے رہ بنمودہ ات ما را صراط مستقیم

از علی مرتضیٰ علم لدنی خواندہ
در قلوب چشتیان تخم عمل افشاندہ

در حق ما ہر چہ کردی جملہ بر حق کردہ
چہرہ پرنور خود را از نور حق [illegible] کردہ

گر نبودے ذات تو ما و علی را در میان
چشتیان را ہم نبودے در جہان نام و نشان

شرم ہر یک پیش حق روز جزا در دست تست
ذات تو ہر یک را ز بخشیدات [illegible]

گشت تاریخ وفاتش ثابت از دو کتاب — چار مین ماهِ رجب سن یکصد و ده در حساب

بالخصوص این بندۂ عاصی ذبیح پُر خطا
عزت بهرهٔ رکابی کن حضور او را عطا

در شان حضرت خواجہ عبدالواحد صاحب رح

مثمن — مفعول ۔ مفاعیل ۔ مفاعیل فعولن — شعر ۱۱

گویم چه ز حال شیخ عبدالواحد — سرداری چشتیان بست او را شاید
استادِ شفیق او امامِ شبیر — در تکملۂ علوم کرد او را برتر
زان بعد بانقیاد حکم استاد — خود را بکنیت خواجه حسن بصری داد
شبهاے دراز بود با یاد باری — این درجه کشید بطول شب بیداری
چل سال هم از وضوے هنگام مسا — کردست نماز فجر آن شیخ ادا
آرام ز چشم و خواب از چشمش دور — دریاے حق او همیشه مست و مخمور
دیدی تو که بندۂ خدا بودن چیست — سرکار راهِ مصطفےٰ بودن چیست
داد او خبرے که در معنی سفته — مومن تو مَن قَبِلَ آن تو تو گفته
روزے به هواے چند اصحاب ولا — از مین دعاے او ببارید طلا
در چار ده کم دو صد در آخر صفر — کرد او سوے دار خلد از بصره سفر
یارب بطفیل آن شهِ خلد پناه — بر حال ذبیح زار از لطف نگاه

بشد خود صید آن صیدی که او را بود صیادی — چو الله هو والله هو شنید از صید خود بیهم
نمود او ترک تاج و تخت و خواب و خور بهان عشرت — به غار تنگ نیشاپور نه سال آخر آمد هم
رهِ حج کرده طے در چارده سال و گرفت انجا — خلافت از فضیل و از امام باقر اعظم
پسر یک بد از و در حل قبل از صید و گشتن — چو شد بالغ بشوق دید ابی رمکه رفت او هم
چو رفت او پیش دید او هر دو دستش در دعا حاجب — که یارب این حجاب بینی و بینک بسی است اظلم
ها ندم بر زمین افتاد و در پیش پدر جان داد — برائے او دعا یش بد تقاضایش گو بیا مبرم
وصال او بسال یکصد و شصت و ششش و طلب — بملک شام مدفون گشت آن شاهنشه اعظم

نگاهِ لطف و احسان بر ذبیح بر گنہ یارب
طفیلِ بهترین طاعات ابراهیم بن ادهم

در شان حضرت سدید الدین حذیفه مرعشی رح

بحر ۲۱۰	فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات	شعر ۸

آنکه شیطان را نه زآن تا بی توان سرکشی است — ذات والائے سدید الدین حذیفه مرعشی است
حافظ قرآن پاک او شد به هفت سال — در ده و ششش سال در علم لدنی با کمال
در سلوک و معرفت بد صاحب تصنیف بلم — بد سه روز او همی خوردے کو دسه لقمه طعام
پوششش او بد پلاس و کوشش و نفع خلق — یک به بالا بر سر و تن یک به زیر پائے دلق
در شریعت در طریقت در حقیقت کاملے — در علوم دین نه عالم بل بهر یک عاملے
ہاتف غیبی ندائے بر گزیدن داده اش — شافع حشر از معیت عشر ده بفرستاده اش
یک صد و پنجاه و دو بد از سن هجری که آن — در مه شوال شد از بصره در باغ جنان

یا الٰهی بهرِ آن یک خاصه در بار خویش
رحم فرما رحم فرما بر ذبیح زارِ خویش

۲۱۱	در شان حضرت هبیرهٔ بصری	شعر

بگویم چه ریاضت هبیرهٔ بصری
دیدا و چون نه روی شاهد مقصودی
آخر به بشارتے که از غیب رسید
از فرط توجهش لباعاشقے چند
در آه و بکا و گریه چون می شد محو
در دو صد و هفتاد و سه از بصره نمود

در جهد چو شد مدت ممتد سیری
سی سال خودش گذارد در نوحه گری
آمد به در حذیفه آن مرد جری
شد رفع ز فرش و عرش هر مستتری
می بود گمان که زین جهان شد سفری
روحش بجنان به حکم حق جلوه گری

بر حال ذبیح هم نگاہے بکرم
یارب به تصدق هبیرهٔ بصری

۲۱۲	در شان حضرت ممشاد دینوری	شعر ۱۱

حضرت ممشاد دینوری کریم الدین نام
منعمے ذیجاه بد تا که همه مال و منال
شد سبیل باجان واحد سوی بیت الله روان
از بلوغ او صایم السبعات بودے روز و شب
صایم الدهر از ولادت بود آن توکلے
بعد از آن حضرتش بدرگاه هبیره در رساند
چون نشاند از پیر نفی و بشت اندر خلوتش
شب چه از تحت الثری تا عرش یک آئینه اش
بود او از طبقهٔ ثانیه یک صاحب کمال

در تصوف مفتخر در امت خیر الانام
یا مساکین داد و بسپرد ابحق اهل و عیال
آمدے با مژده خوان بهر عیال از آسمان
مینی خوردے بعد از یک هفته آن هم در عجب
شیر مادر هم نمیخورد او بروز روشنے
آن بزرگ ورا الصمد عز از پیش خود نشاند
در شب اول لشد گم هر حجاب از قدرتش
آنکه آویزان ست در یک جانبے از سفینه اش
در زمان مقتدر بالله شد او در وصال

تو دستگیر شوائے بو محمد چشتی
بروز حشر اگر ذبیح کار افتاد

درشان حضرت ناصرالدین ابویوسف چشتی رح

بحر ۲۱۶ | فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات | شعر ۱۰

ناصرالدین ابویوسف بحق دلدادہ — بو محمد یا محمد راست خواہرزادہ
خواہرش چل ختمہا میکردے نمایان خدمتش — بود او را نے برادر را سپر و صحبتش
بو محمد یا محمد تا بہ شصت و پنج سال — از تأمل در دل خود گہ نیاوردے خیال
لاجرم درخواب شد او را چو تحریک از پدر — کرد عقد خواہر خود را بسمعان نامور
ناصرالدین ابویوسف ازو پیدا شدہ — بو محمد چون پدر بر آن پسر شیدا شدہ
بعد تکمیل علوم او را خلافت بخش کرد — خود بہ تہ خانہ نشست و او بمیدان رخش کرد
بعد ازان دربار جودش ماند جاری مدتے — ہم ز ذاتش بود قایم فیض باری مدتے
شد چو واقع کاہلی یک وقت ازو اندر نماز — بست سال آبے نخورد و اندرین سوز و گداز
عشرہ اول جمادی پنج صد و چہل و یک — روح پاکش رفت از دنیا بالائے فلک

در طفیل روح پاک ناصرالدین یا الٰہ
بر ذبیح معصیت کیش از تلطف یک نگاہ

درشان حضرت خواجہ مودود چشتی رح

بحر ۲۱۷ | فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات | شعر ۱۰

کیست آن کز چشتیان بر نام او نازد بہشت — خواجۂ مودود چشتی بادشاہ اہل چشت
کرد قرآن از بر ان مودید بعمر ہفت سال — کرد حاصل پس بعلم صوری معنی کمال

بست و شش ساله چو شد او دوش بجای خود نشاند
بعد از آن رخش حیات از عرصهٔ گیتی جهاند

فیض باری انچه کر دست او بدنیا چون سحاب
آشکارا مهست تا ایندم چو نور آفتاب

فیض ذاتِ پاک او بین کو بهر جا میرسید
شرط ایمان می وزید و کفر از انجا میرمید

صد هزاران کافر از فیضش مسلمان گشته اند
گبر و ترسا و نصاری اہل ایمان گشته اند

آنکه از بیت المقدس تا بلخ انجام کار
جانشین بگذاشت ده الف و مریدان بیشمار

غرهٔ ماه رجب در پانصدی و بیست و هفت
در زمان فخر دین سنجر بباغ خلد رفت

دیده بر دوش رجال الغیب نعش اطہرش
کافران صد الف آوردند ایمان بر درش

یا الٰہی صدقهٔ آن سرگروه چشتیان
رحم فرما رحم فرما بر ذبیح خسته جان

بحر ۱۷ — **در شان حضرت حاجی شریف زندنی رح** — شعر ۱۰

مفعول ـ فعلن ـ فاعلن ـ مفعول ـ فعلن

باشد ترا از دوش جان بار گنه افگندنی
شوخ چه سا بر مرقدِ حاجی شریف زندنی

الفت بخالق داشتی و از خلق نفرت داشتی
صحرا و کوه و دشت را بنگاه خود انگاشتی

خوردے هفته برگ و ثمر و از اطعمه کردی حذر
در تشنهٔ جام ازل مخمور بودی بیشتر

مجذوب گشتے دردمے سرکش که خورد خود اش
کردی فغان و گریہ او چندانکه رفتے غش بغش

در علم و فضل او را نه بد گرچه کمالے پیش از ان
پیرش چو خواند اسم اعظمش علم لدنی شد عیان

پوشاندی هر گه خرقه اش از غیب آمد این ندا
گشتی قبول اے بنده ام در بارگاہ کبریا

در پانصد و هشتاد و چار اندر دل ماه رجب
رفت او ازین دنیا سوی دار البقا با صد طرب

گویند اندر زندنه یا شام مشت خاک اوست
غالب قیاس است این که در قنوج قبر پاک اوست

در مغرب از آبادی قنوج در جائے لطیف
مشهور تر در برکت ست آن مرقدِ حاجی شریف

کجاست منکر دین محمدی ست کجا
به هند و یورپ و امریکه بلکه در دنیا

نماید او بمن کمترین بندهٔ آن
پس از ممات کرامات هیچ کس بجهان

بگو بدیدن عرسش بیاید او اجمیر
به کامیابی خلقت نظر کند تا دیر

بگویمش که در اینجاست یک خدائے دگر
خدا همان ست که عرش برین راست مقر

نگر ز بندهٔ مقبول بارگاهِ خدا
خدائے او بحیات و ممات نیست جدا

شنو شنو ز من از وے سوانح عمری
که دور مدت عمرش چگونه شد سپری

بشد چو پانزده ساله بشد ز سر پدرش
که بد به قصبهٔ سنجر رئیس نامورش

بباغ خواجه بروزے رسید مجذوبے
نمود پیشکش انگار چند مرغوبے

بداد یک ثمر نیم خورده در دهنش
بخورد خواجه که یک نور جوش زد به تنش

بکرد وقف مساکین تمام مال و منال
برفت او بممالک برائے کسب کمال

بسر نمود به تحصیل علم سالے چند
رسید او چو به هارون بشد مرید خورسند

بجستنے که گرفت او به یک شب و یک روز
شد او ببارگه کبریا مشرف اندوز

بحکم حضرت عثمان بشد بروضهٔ پاک
سپس بهند بحکم شهنشه لولاک

به هند راجه پتهورا بداد حکم قتال
بزور دیو و بجادو گرفت خود جے پال

شدند هر دو مسلمان شدند چونکه مجبور
کجا اگر رود کجا دیو و کو خدائے غیور

به پیش من در احضات و بس است همین
برفت شیخ به شب کشتی گے بسوئے زمین

گذارد او همه شبهائے خود به بیداری
بیادِ حق بعبادت بگریه و زاری

ششم رجب بسن ششصد و سی و سه هجری
برون ز پیر شد است او از جهان عقبی

تاریخ موت بود دوست دوستان خدا
که گفت حق به شان الموت پل احیا

در شان ۱۸ حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی رح

نمبر ۲۲۱	فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلات	شعر ۱۱

چشتیان را هر که او اعزاز خاص افزوده است ❊ قطب دین بختیار کاکی ما بوده است

وقت تولیدش تمامی خانه‌اش پرنور شد ❊ بام و در چون مولد خیر الوری معمور شد

سوی او قاضی حمید الدین ناگوری دوید ❊ چون صدای غیب در گوشش رسید

گفت بنویسم چه ای مولود قطب الدین نام ❊ گفت سبحان الذی اسری بعبده بالتمام

پانزده پاره ز قرآن مادرم را از بر است ❊ آن مرا هم بر زبان و در دلم محفی تر است

قاضی مغفور بگرفت آن گهر از مادرش ❊ ما بقی در پاره‌ها قرآن هم کشاید از برش

زان گرفتش خواجه و هم برد او با صد طرب ❊ در بر حضرت شهاب الدین سهروردی لقب

چون بعلم و فضل از تائید یزدان طاق شد ❊ کرد در اجمیر بیعت شهرهٔ آفاق شد

نسخهٔ نادر دلیل العارفین تصنیف اوست ❊ زاید از تابش فزون هر کسی توصیف اوست

ششصد و سی و سه هجری چاردهٔ اول ربیع ❊ در زمان شمس دین التمش شد زین بقیع

یا الهی در طفیل آن شه عرفان پناه
بر فصیح پرخطا از لطف و احسان کن نگاه

در شان ۱۵ بابا فرید شکر گنج رحمة الله علیه

نمبر ۲۲۲	فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلاتن ـ فاعلن	شعر ۵

آنکه در ملک تصوف آمده فرد وحید ❊ مقتدای اصفیا پاکپتن گنج شکر بابا فرید

آن کرامتها که شد از ذات پاکش آشکار ❊ هست یک یک زان نوادر بلکه نادیده و نشنید

قصهٔ ملح و شکر مشهور در هندوستان ❊ آنکه در تغییر آنها از زبانش شد عیان

بین بہ باب اوّل اندر ذکر محمود و ایاز — کردہ ام ذکرے عجیب از روے بہ نظمے دگر از

در صیام طے بخوردے سنگریزہ بیس سہ روز — چلۂ معکوس ہست از یادگار وے ہنوز

حضرت صابر حقیقی بود خواہر زادہ اش — شہ نظام الدین بدہلی بود بفرستادہ اش

شصت و ہشت او شصت و نہ زاید بود بر شش صدی — در جہان پنجم محرم رفت زین جاے روی

خانقاہش در پٹن آنرا کہ نذت بودہ است — آنکہ در عہد غیاث الدین بلبن بودہ است

یا الٰہی صدقۂ خاکِ درِ بابا فرید
این ذبیح بےگنہ بر مغفرت دارد امید

در شان حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر رح

[illegible] | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن | شعر ۲۱

بیا در عرس و در کلیر جلال صابری بنگر — بچشم دل اگر تو مومنی ور کافری بنگر

بچشم خود ز لکہ زاید ہجوم زایران دیدم — مگر ہر یک بہ تعظیم و ادب شان در آن دیدم

ز مرد و زن کئے باشد چو یا اندر حصارش شد — تن از رعب و جلال روضہ و رعشہ دارش شد

درون آن حصار روضہ اش دیدم بیکرنگی — نہ از مردے نظر بازی نہ از زن شوخی و شنگی

ز منظومات در بارش کہ من ہمراہ خود بردم — دو را این مطلع است اینجا کہ در تحریر آوردم

چل اے باد صبا وہ چال جو رنگ کو چونکا دے — دلِ افسردہ اشکے صورت سیماب پگھلا دے

علاؤ الدین صابر کیا کہوں تجھ سے کہ کیا تم ہو — حقیقت میں بس اک شانِ جلال کبریا تم ہو

بُد او را نیز مرشد حضرت گنج شکر خالش — بہ لنگر خانہ بود او منتظم تا دوازدہ سالش

نخوردے لقمۂ زان گرچہ خوردے از بدنش ظاہر — ہم از بدو شعور خویش بود او صائم الدہر

دم تفتیش وجہ لاغری بشگفت حالِ او — خطاب صابرش آمد عطا فرمود خال او

جمالِ انسوی بُد کیا بسر حضرت مرشد — ہمون بد پیشکار از مدتے در خدمت مرشد

هم به پانی پت به سال هفصدی و شانزده ۷۱۶ھ — بروز ششم شعبان شمس الدین با شد جنتی

یا الهی صدقهٔ راز و نیاز آنجناب
این ذبیح زار را ده بهره از خوش قسمتی

در شان حضرت شاه جلال الدین عثمانی پانی پتی رح [۲۲]

بحر ۲۲۵ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن — شعر ۱۱

بیا جستن اگر خواهی سر راه خدادانی — به پانی پت بدرگاه جلال الدین عثمانی
ولی بود مادرزاد آن شاهنشه عرفان — لقبش هم تصحیح اروشنهادی دریشانی
بیفتاد از تن او مرده صورت نفس اماره — معطل داشت تا این درجه خواهشهای نفسانی
زبس کو داشت در کشف و کرامتها ید طولی — امور خارج از امکان بسی بنمود امکانی
ز تصنیف انیس او کتاب زاد الابرار است — دراینک شاهد عادل ز علم و فضل روحانی
بالآخر گشت چندان محو و مستغرق بذات حق — کرامات تمازش به مریدان بود دربانی
مر او را شاه شرف الدین قلندر دوست صادق — بگه جمعه بخواندند ز استمداد روحانی
یکی با خلعت زر و زیوران کلان ایستے — گذشت از پیش شمس الدین ترک شیر یزدانی
فرود آمد ز زین فرسے خود بگذاشت بر پشتش — چشید از نعمت بیعت بیاندم فیض ربانی
بسال هفصد و شصت و پنج از تاریخ هجری — بروز پنجم ذیقعده شد زین عالم فانی

الهی صدقهٔ روح مصفا و تن پاکش
به بخشا بر ذبیح از خواهشهای نفسانی

در شان حضرت شاه عبد الحق ردولوی رح [۲۳]

بحر ۲۲۶ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن — شعر ۱۱

اگر جانم بشان شاه عبدالحق فدا گردد
نمیدانم که از من حق توصیفش ادا گردد

ز طفلی بود پابند نماز و روزه او چندان
نه شد ممکن که در شبها تهجد هم قضا گردد

ز الفت چون ازین محنت بیامد مادرش مانع
بدهلی رفت تا آنجا باطمینان ادا گردد

باین شوق عبادت شد به کسب علم هم کوشان
بدارد هر که حق در دل خدایش رهنما گردد

از آنجا در بهار و پس از آنجا در اوده آمد
پس از کسب کمال او تا که حاصل مدعا گردد

بالآخر بود در شاه جلال الدین به پانی پت
رسید و کرد بیعت زان که مقبول خدا گردد

ریاضتها که بنمود او ز انسان خارج از امکان
بماند او مدتی در گور تا حق آشنا گردد

بهر کس کو نظر انداختی پرداختی با حق
بهر فاسق که او بنشسته هم پارسا گردد

مرا آنکس نکو کمالے در تصوف بیشتر دارد
شمار او ورا و تا و دورا ابدال خدا گردد

بسال هفت و شش بر هشت صد اندر دو ولی او
بقلب ماه سادس حیف کز دنیا جدا گردد

الهی صدقهٔ جهد و ریاض شاه عبدالحق
ذبیح بینوا را هم عطا روز جزا گردد

در شان حضرت شاه احمد عارف صاحب رح

مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

شعر ۸

چگویم من ز شان شاه احمد عارف ذیشان
که بودش سینه بی کینه یکی گنجینهٔ عرفان

از آن کو نیک پور شاه عبدالحق ابدال است
ولی گویند مادرزاد اگر او را بود شایان

همی پیدا نشد او را همه هم مشرب خود ها
چنان اخلاق و لطف عامه بودش بهر انسان

شدی پیدا پسر هر گه عبدالحق ابو کیش را
برفتی در رفغان حق حق او در روضهٔ رضوان

بالآخر زیست این کاندر گوری همی گفتی
ببیش پنجاه سال و ماند خضر جادهٔ عرفان

بسال هژده کم از نه صد آن پیر طریقت
بکرد اندر صفر آخر سفر زین عالم امکان

بناکردند ہم اندر ردولی مدفنِ پاکش | کہ تا آیندہ ہمی بارد بگردش رحمتِ یزدان

الٰہی بر ذبیحِ خستۂ مسکین بکن رحمے
طفیلِ شاہِ احمد عارفِ گنجینۂ عرفان

۲۲۸ — ۳۵ در شانِ حضرت شاہ محمد عارف صاحبؒ — شعر ۶

دلا کردن اگر خواہی مرادِ دو جہان حاصل | بشو حاضر بدرگاہ محمد عارفِ کامل
چہ عارف عارفِ راہِ خدا دانی ز سر تا پا | چہ کامل کاملے در زندگانی با خدا واصل
بسر می شد باستغراقِ کامل اکثر اوقاتش | بروز و شب نبودی یکدم از یادِ خدا غافل
بقربِ مرگ از گنگوہ خواند او جانشینِ خود | سپردش اسمِ اعظم ہم بفرزندے بسے قابل
بسالِ دو کم از نہ صد بحکمِ قادرِ مطلق | بشد روحش ز کلبہ اندر ردولی در جنان داخل

الٰہی نسبتے کو راست با او راہمان نسبت
ذبیح از ذاتِ تست امیدوارِ رحمتِ کامل

۲۲۹ — ۳۶ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ پیدائش و مدفن گنگوہ شریف — شعر ۸

قدسیان را چہ بجواہی کہ ثنائی مانوس | صبحہا ساعت شو بدرِ اقدسِ عبدالقدوس
جلوۂ نورِ جمالش چو ز خود می پرداخت | می نمود آن کہ برقص است بجنبت طاؤس
نثرِ مستانۂ او کاشفِ اسرارِ ازل | نظمِ رندانۂ او ہمہ اسرار را جاسوس
آنکہ یک مقطعش از رند اللہ آبادی | نقدِ جان برد بنذرانۂ ربِ قدوس
در سنِ نہ صد و چہل بماہِ جمادی الاخری (۹۴۴) | شمعِ روحش بدمِ نزع بپرید از فانوس
رکنِ دین چون پسِ تکفین بدلش دست نہاد | قلبِ ذاکر متحرک شدہ او را محسوس
یافت گنگوہ ز خاکِ تنِ او خاص شرف | تا کنون ہست تقدس ہمہ ارضش پابوس

عدد ۲۳	یا خدا ایک نظر رحم بحالش تا کے این ذریح تو بمالد کف دست افسوس	شعر ۱۰

۲۴ حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری مدفون تھانیسر تاریخ وفات ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۹۸۹ھ

دلا گر لمعۂ نور حقیقت آرزو داری — بگن بر درگہ شاہ جلال الدین نگون ساری

چہ شاہے کو بسال ہفتمین شد حافظ قرآن — بسال ہفدہ شد مفتی فتوائے دینداری

بعقل و فہم دانائے بعلم و فضل یکتائے — بکار اقتضائے شرع مہر چرخ دینداری

ز شکر وجد حضرت عبد قدوس چو گفتند — بر قاضی گمان می برد از ناتجربہ کاری

بالآخر گشت چون تیر نگاہش [illegible] — دل او خورد از و زخمے کہ باید گفتنش کاری

بصد زودی ہمان ساعت روان گشت و بشد حاضر — حضور ناوک انداز نگاہ قدرت باری

بہ لطف پیر یک دریائے فیض از وی بجوش آمد — بشد در ساعتے فارغ ز خود بینی و خودداری

خیال غیر از دل شد از فیضان مرشد شد — از ان پس فیض او ہم شد بدنیا بیکران جاری

بسال نہ صد و ہشتاد و نہ در چاردہ ذی الحجہ — بہ تھانیسر برفتہ در جوار رحمت باری

الٰہی صدقۂ امواج فیض آن یم عرفان
بشو از لوح اعمال ذریح خود زیانکاری

۲۵ در شان حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

عدد [illegible]	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن	شعر ۸

دلا اگر تو بخواہی ز نام دین [illegible] — بیا بسلسلۂ حضرت نظام الدین

ز حالت [illegible] تو زمین اگر [illegible] — ز آل حضرت فاروق بود او بیقین

[illegible] — [illegible] مسلم و یقین

کسیکه دست بدنش بداد یافت مراد / ولی مزارش لقب شد نصیب ادہم ازین
بداشت شاه جہانگیر اعتقاد بدو / نشد چو قطع بشد در بلخ به قلب حزین
پس از زمانه ممتد رسید حکم قضا / بساختند ہم آنجا مزار آن شہ دین
بسال ده صد و سی ششم بماه رجب / رسیده است ازین خاکدان بخلد برین

طفیل ذات گرامیش الخدا اے کریم
بہ بخش جملہ خطاہاے این فریح حزین

در شان حضرت ابو سعید گنگوہی رح

۲۳۲ — مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن فعلن - — شعر ۲۱

کنم چه از صفت شاه بوسعید بیان / که بود مکرمت حق بحق صابریان
ریاضتش چه نویسم که صفحهٔ قرطاس / چسان تحمل این بار سخت کرد توان
مرا شنیده مبہم از شاہ عبد قدوس است / نشنوان مجدش باسپہ گری رجحان
سپس بجذبه عشقش کشید این دل / نشد به تھانیسر او سید جلال دوان
زترک کار مشیخت سوے نظام الدین / به عذر رو رکھوکت در آمد روان
نمود بیعت و در ذکر جهر شد مصروف / بحکم پیر و نشد هیچ هیچ نور عیان
ازانکه بود منتهی نور ذات دلش / بشغل ذکر سه پایه فزود حکم بران
گره کشود ازانکار او چنین تدبیر / گماشتند بخدمات صیدکار سگان
نرسته بود ازین کار زشت کان بگرد / بشد بهمرهی پیر در شکار روان
به صیدگه به خلابے و سبع در افتاده / بدست او رسن همه سگان تند جوان
سگان چو صید بدیدند سبع یا گشتند / دران خلاب جز افتادگی چه کرد توان
کشان کشان ببردندش از خلاب بیرون / مگر گذشت رسن ہا نه آن ز پیر جوان

نہ حق پرست بود آنکہ نیست پیر پرست — رسد نہ تا بخدا آنکہ نیست پیر اگر بمیان
بگفت پیر کہ این بدو سیر لاہوتی ست — مگر بعید ترین ست سیر آخر آن
درین مجاہدہ بداو زدو بیشگی فلاح — بیا بدش بشہود اکثر از رموز نہان
شبی بگوش رسیدش زغیب آوازی — بجنبش دل کش و جان سوز گشت بیخود از آن
بمرگ خود شدہ آمادہ حبس دم فرمود — گذشت پاس ہو چو گشت نور ذات عیان
اعادہ چون نفسش کرد ناگہان در صدر — شکست پہلو و خون کرد در شکم سیلان
درست حالت آواز ودای غیب چو شد — گرفت خرقہ و اسم اعظم و شد شادان
ربیع الاول و سن یکہزار و یک صد و چل ۱۱۴۰ — بسوی خلد ز گنگوہ پاک گشت روان

۱۱۴۴	ذبیح سعیدان را ز روح طیب او تمام تر بشود تشنہ ز فیض رسان	شعر ۱۱

در شان حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی رح

ذبیح از زمان سودای محبت با خدا داری — ولیکن از در گہ حضرت محب اللہ طلبگاری
پس از تحصیل و تکمیل علوم عقلی و نقلی — نمود او استخارہ بر در کاکی بصد زاری
بروی استخارہ در حضور بوسعید آمد — بحکمش خادم او کردہ باوے امتحان کاری
چو گفت او از ولایت ہو سوی رجلہ نشاند — کند در ذات خود تا نفی و اثبات اللہ ہمداری
ہر آنکہ خرقہ پوشاندش تجلی بودش اندر دل — چو شیخش منکشف فرمود افتاد او بہ بیداری
ز فرط اضطرابش کرد قدری جلب رازو — چو شد تسکین مرخص کرد ہم او را بدلداری
چہ سنجیدہ شیخ فاروقی فنافی اللہ بقا باللہ — کہ حاصل شد الہ آباد را از وی چمن کاری
خوشا بخت الہ آبادیان طالبان حق — کہ کرد او ہمچو نیسان بیست سال آنجا گہر باری
نہم بد از رجب بود در سنہ ۱۱۵۸ ہزار و پنجہ و ہشتم — بشد آن طالب حق در جوار رحمت باری

مُحبّ تست او یارب محبا و مرا گردان | کہ خواہم من محب اللہ در خواب و بیداری

چو ماہِ عید روز حشر باشد منتظر ہر کس
ذبیح از تیغ ابرویش چنان زخمے خورد کاری

در شان حضرت شاہ سید محمدی صاحبؒ

۲۳۴ | مفعول - فاعلات - مفاعیل - فاعلن - | شعر

منت خدائے را کہ ز تائید سرمدی | بار است در مشایخ سید محمدی
مقبول بارگاہ خدا منبع کرم | ملجائے خلق مطرح الطاف ایزدی
ہجرت چو در زمانۂ اورنگ زیب کرد | در مکہ آن سلالہ آلِ محمدی
بعد از قیام عرصۂ ممتد ازان مقام | آمد بہ ہند باز بس اندر زمان صدی
چندے بہ جبس ماندہ بنوشید جام وصل | بہ گفتہ اش در آگرہ کردند مرقدی
در یک ہزار و یکصد و ہفت از رجب سوم | شد در جوار رحمت خلاق سرمدی

یارب بحق نیک صفاتی آنجناب
کن دور از ذبیح سیہ کار سرمدی

در شان حضرت سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۵ | مفعول - مفاعیلن - مفعول مفاعیلن | شعر

اے شاہ محمد مکی در مکہ شدی پیدا | ہر کعبہ تو شیدائی ہم کعبہ بتو شیدا
از مولد و از نامت شانے کہ ہمی خیزد | فیضان رسالت در سینہ ہمی ریزد
پر نور کہ از ذاتت سر صد بہ یان تا بد | در چشم کشد میلش خورشید اگر یابد
ما دانی و ملجائی ہم قبلہ گہ مائی | چشم کرمے بر ما وقت است کہ بکشائی

سگے همین غلط این بندهٔ شرمنده	در مرده دلی ماند تا کے به هوس زنده	
خواهی بسر خاکش رفتن بها خوانی	یابی تو در امروهه این نعمت و عالی	

یارب بطفیل آن هادی ره عرفان
هر منزل دشواری گردد فصیح آسان

۲۳۶	در شان شیخ عضد الدین رح	شعر ۶

منم کز دست نفس خود پرستے خسته و غمگین	خداوندا خلاصم ده بحق شیخ عضد الدین
چه شیخے شیخ مرتاضے که هم در علم تبحر جست	نگاهش در ره حق بحر چون جان ذی تمکین
کرامتها که از ذاتش مسلسل در جهان سرزد	علامتهاش روشن بر زمین چون بر فلک پروین
والیش را که بد با حضرت یوسف تولائے	دمامش بود در تعبیر خواب از تجسما گلچین
وطن امروهه و هم مدفنش یابی با مروهه	وصالش در هزار و یکصد هفتاد و دو می بین ۱۱۷۲

خداوندا بحق شاه عضد الدین رحمة الله
بفرما رحم بر حال فصیح زار یوم الدین

۲۳۷	در شان حضرت شاه عبد الهادی رح	شعر ۹

گویم چه ز شان شیخ عبد الهادی	ما را به ازل نوشته اندش هادی
شد عمر وے چار سال آنگاه که پیر	داده او را ایشان مبارک بادی
در عالم درس یک فقیرے روزے	چیزے بخورانیدش از ره آزادی
بد خوردن آنکه بود از خود رفتن	شد همرهٔ آن فقیر سمت وادی
چندے به بتیم شاه در پیش بماند	پس رفت به پیش عضد دین فریادی
بیعت بنمود و بار خدمت بگرفت	کرداد بحقش تمام ذوالارشادی

شد صاحب کشف و ذی کرامت مشهور	از خطرهٔ ماسوا ابدش آزادی
ده کم ز دو ازده صدی هجری شد ۱۱۹۰	پنجم رمضان وصال عبدالهادی

یارب به ذبیح این مصائب تا کے
از دام تعلقش بده آزادی

۲۳۸ **در شان حضرت عبدالباری رح** شعر ۶

گویم چه ز فیض شاه عبدالباری	هر سو ست چمن چمن از و گلکاری
این گلشن صابری که شگفته است از و	این چشمهٔ فیض هست کز وے جاری
روزے نه که او نداشت روزه آن روز	شب نیست که او نکرد در شب بیداری
بس خنده همی زدے بهر دم که شدے	در حالت وجد و سکر بروے طاری
بنمود ادا فریضهٔ از حج هم	با صد ارمان لصوم و شب بیداری
در سال هزار و دو صد و بست و شش	زامروهه گشته روان بقرب باری

یارب بطفیل این گروه ابرار
بر دار ز دل ذبیح عصیان کاری

در شان حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ

۲۳۹ فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات شعر ۸

حاجی عبدالرحیم سید و الا تبار	بود از افغانستان مرجع ستر گشته استوار
داشت در قادریہ بیعت با شه رحم علی	بعده از شاه عبدالباری امر هدی
میگذشت اوقات او اکثر به سکر و وجد و حال	بود او در عشق ذات پاک عرفی ذی کمال
باز او در جنگ سکهان که دیگ جست به شوق	غالبا بر دست سید صاحب فی شوق ذوق

زانکه بود از اول از همه صحبتان آن بزرگ — منشیداو با آن مراتب در مقاماتِ سترگ

آخرش در جنگ آن هر دو شهادت یافتند — وز شهادت ثمرهٔ زهد و عبادت یافتند

در هزار و دو صد و هفتاد و شش از رهِ حساب — رفت از دنیا بجنت بحساب بی کتاب

یا الٰهی صدقهٔ آن پیشوای جان نثار — رحم فرما رحم فرما بر ذبیح دلفگار

در شان حضرت میان جی نور محمد صاحب رح

۲۴۰	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن	شعر ۱۲

گویم چه ز جاه و حشم نور محمد — خلقی ست ز خیل و خدم نور محمد

کان مبدءِ فیض ازل فیضرسان ست — من صابریان را ز کرم نور محمد

باز لہ ربایان چه کالفرد لے قیامت — گیرند ملایک قدم نور محمد

صد شکر که ما هم همه را کیسهٔ دلها — مملوست ز دام و درم نور محمد

بر صابریان نور خدا تافت ز ذاتش — هم نور محمد ز دم نور محمد

خوش بخت کسانی که برفتند و برفتند — اکسیر ز خاک قدم نور محمد

نقل است که چندین حمقا زنده جنازه — بردند به پیش قدم نور محمد

هرگه که او با صد ادب کرد نمازش — مردان شش تا کس زندم نور محمد

ای سید وارث حسن ای پیر طریقت — دارنده قدم بر قدم نور محمد

هم بارهٔ مانی به ذبیح جگر افگار — لله ز خوان کرم نور محمد

در شان حاجی امداد الله صاحب رح

۲۴۱	مفاعیلن مفاعیلن فعولن	شعر ۲۱

ذبیح خسته و رنجور و ناشاد — به مکه بر درت آمد لفریاد

ز قبرت قربت حق آشکار است — که هستی زیر بیت الله آباد

باستحقاق تا اینجا رسیده است — که جدّ تا نیستی هستی ز اجداد

گرفتار است در بند معاصی | تو امداد الٰہی اور الکن امداد

ہر آنکو علم باطن از تو آموخت | مرا ہست او ز چندین روز استاد

ہر آن کت قرۃ العین ست بر من | نگاہش دیدۂ بد دور افتاد

ہر آنکو فیضیاب از صحبت تست | بحمد اللہ مرا ہست او ذو الارشاد

ہر آن دولت کہ اورا بخشش کردی | شد است از بخشش صد چند ایزاد

تو داد مورث و وارث منم ہیچ | بہ لطف شمۂ زان روز بیم باد

نویس اور الخطے اندر سفارش | کہ چیزے زان مرا ہم میتوان داد

اگر داد او مرا تو در علی نور | وگرنہ می کنم زین گونہ فریاد

کہ اے در باغ ہستی سرو آزاد | شدہ وارث حسن پیر ذو الارشاد

مرا این تا کجا حرمان نصیبی | ترا این تا کجا اخلاص امداد

گرفتم اینکہ ظرفم تنگ و تار است | گرفتم اینکہ دارم سست بنیاد

گرفتم کو بہ ہر قابل ندارم | سن عمرم کہ شد فائز بہ ہشتاد

تو اکسیری ترا حرص مسے ہست | بہ پیش پارس چہ آہن چہ فولاد

تو خورشیدی ترا ہر ذرہ ذرہ | تو دریائی ترا ہر قطرہ ہمزاد

رسیدہ بودم از خود تا بہ اینجا | کہ انہ یوسف (نام پسر مرحوم ست) خطے دیر دستم افتاد

رسم تا بہ مراد خاطر خویش | بر احضار بنارس مژدہ ام داد

دے کان مژدہ دلکش رسیدست | چگویم زا انبساط قلب رو داد

ذبیح از صدق دل شکر او کن | بفریاد تو کان داد طلب داد

۲۴۳ | در شان مولانا رشید احمد صاحبؒ | شعر ۱۷

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چہ گویم از صفاتِ ذات مولانا رشید احمد | کہ پیرش حاجی مغفور قدسی نازد

همی گفت او به فخر اکثر که معکوس آمد این بیعت
دگر در کسب فیض از وے همی کردم به صد منت

خدا جوئے خدا گوئے خدا دانے خدا شانے
به جمهور خلائق فرد وا حد کامل انسانے

بعقل و فهم دانائے بعلم و فضل یکتائے
بچشم عقل بینائے بگوش قلب شنوائے

از ان فخر و مباهات که او دارد هم این ست
شه وارث حسن از بوستانش نیز گلچین ست

چه مورث مورث کامل چه وارث وارث قابل
چه مرشد مرشد با دل چه پیر و پیر صاحب دل

نه بوده او در طریقت صرف پیر دستگیر این را
سبق ها داده در هر علم آن رو شفقت این را

سر راه طریقت مرشد او گرچه بنموده است
مگر تکمیل از حاجی امداد الهش لو داشت

زهی مرگر کسے را زین سر اخویش باشد
ورا تا هم به اصلا دعوی تو شیش باشد

بهر حال انچه او باشد مرا او هست مخدومے
چه مخدومے که صد در نیز او انجا ست مخدومے

ز خاک پاک او یارب ذبیح بنوا را ده
هر آن فیضے که داد او دیگران این گدا را هم

وصف شان مولائی و مقتدائی مرشدی حاجی سید شاه وارث حسن صاحب کوڑه جهان آبادی است

اے سیدی وارث حسن اے سرِّ میم احمدی
اے آنکه علم پیر تو از نور محمد آمدی

سیزده صد و چهل و ششم هست از سن هجری کنون
سه قیصدی قبل از تو بر سجاده بنشسته چون

الحمد لله کان ترا از آل خیر المرسلین
داد او به نعمائے دگر با لخاص فخر اربعین

این اربعین آن ست کان بر ساند موسی بالطور
این اربعین کا در دین اخری بحالت در ظهور

این اربعین کا بنیت بمقبولان حق نامی یکره
این اربعین کا نیست پیشت چهلمین بنمود فرد

حاصل از تن چون و چرا این ست کاندر راه اولیا
از سرِّ احمد با احد آگاه فرمودت خدا

زین عزتے هست از ترا سهر عرش بیرین
هست از برائے ما همه پایه حیات بر زمین

یارب صدی چار ده پر نور از جان تو باد	تیر این ذبیح بے نوا سیر از سر خوان باد

الحمد لله که حصه اول خونابهٔ ذبیح ختم هوا اور حصه دوم زیر طبع هے حق تصنیف هر کامل مصنف صاحب محفوظ
هے کوئی صاحب بغیر اجازت قصد طبع نفرمائیں خبردار نسخه سطاره بیرون نقلیات سیلاب رد هے فی حصه مصنف صاحب یا مطبع

اشتہار مجموعۂ خونابۂ ذبیح

یہ مجموعہ حسب فرمان واجب الاذعان وتاکید مزید حضور پرنور زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین قطب الاقطاب عالیجناب
مولانا و مرشدنا حاجی سید شاہ وارث حسن صاحب کوڑہ جہان آبادی ادام اللہ فیوضکم مطبع قاسمی شہر لکھنؤ
مین عموماً بغرض استفادہ عامہ گروہ مسلمین اور خصوصاً بہ نیت استفاضہ جمیع برادران طریقت سلسلہ متبرکہ چشتیہ
صابریہ یعنی جملہ مریدان حضور ممدوح مدظلہ العالی کے محض آپکی ذات بابرکات کے روحانی فیض
اور وجدانی کیفیت کی مدد سے تصنیف ہوکر منطبع اور شایع کیا گیا ہے —

حصہ اول
باب اول　یہ مجموعہ آٹھ باب پر منقسم ہے جسکا باب اول جناب باریتعالی شانہٗ کی توحید او تمجید پر مشتمل ہے
اور ضمناً اسکی بعض نظمون مین نعت او مناقبت بھی شامل ہے۔ اسکی مختلف نظمین دو سو صفحہ پر ختم ہوئی ہین
جسکی دو فصلین ہین اول اردو — دوم فارسی :—
باب دوم نعت جناب سرور کائنات فخر موجودات پر مبنی ہے — اس مین بھی ایک فصل اردو دوسری
فصل فارسی کی ہے —
باب سوم بھی دو فصلون پر مشتمل ہے جو حضور پر نور مولانا و مرشدنا مدظلہ تعالی کی شان مین مرتب کیا گیا ہے
باب چہارم اس مین تین فصلین ہین فصل اول اردو اور فصل دوم فارسی کی ہے جس مین مناقب اور
مدایح دیگر بزرگان دین کے نظم کے گئے ہین فصل سوم مین چالیس نظمین بزبان فارسی جملہ بزرگان طریقت کی
علحدہ علحدہ من ابتداء۔ ذات جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ تا ذات حضور پر نور جناب مرشدنا
و مولانا مدظلہ العالی کی درج کی گئی ہین :— جلد اول ختم ہوئی —

حصہ دوم
باب پنجم　اس مین اردو و فارسی کی غزلین ہین جو عشق اور معرفت الٰہی کی محرک و موید ہین —
باب ششم — اسمین رباعیات اردو اور فارسی قریب تین سو اور تضمینات جو دیگر اساتذہ کے کلام کی
کیگئی ہین درج ہین اور وہ زیادہ تر حمد و نعت و معرفت پر مبنی ہین۔ اسکی تیسری فصل زبان بھاشا مین
مرتب کی گئی ہے جو زیادہ تر حمد و نعت پر مبنی ہے —
باب ہفتم اس مین ہر قسم کی نظمین ہین جو بزبان فارسی یا اردو تقریبات کے موقعون پر تصنیف کی گئی ہین
باب ہشتم اس مین قطعات تاریخی مع انکی نظمون کے درج ہین جنکی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے :— یہ مجموعہ

بوجہ ضخیم ہونے اور شائقین کی سہولت منظور کرکے دو حصون مین تقسیم کر دیا گیا ہے حصہ اول جس مین
چار باب ہین تین سو چھتیس صفو پر خوشخط عمدہ کاغذ کا چھپکر تیار ہو گیا ہے جو ہر شخص کی درخواست پر
بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ کیا جائیگا جس کی قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے حصہ دوم ابتداء
باب پنجم لغایۃ باب ہفتم جو تخمیناً اسیقدر ضخیم ہوگا زیر طبع ہے جو انشاء اللہ بہت جلد ہر خواہشمند کے پاس
بذریعہ ویلیو پی ایبل بھیجا جاویگا اور اسکی قیمت بھی دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہوگی ۔ ہمارے
برادران طریقت جو جناب مولانا و مرشدنا مدظلہ العالی کیخدمت مین حاضر ہوکر فیض یاب ہونگے انکی
خواہش پر حصہ اول بمقام لکھنؤ بتوسط حضور ممدوح قیمت دو روپیہ مین بآسانی مل سکتا ہے ۔
نوٹ ۔۔ اس کتاب مین بافضال ایزدیہ و بفیضان مرشدیہ کوئی نظم ایسی نہین ہے ۔ جو توحید
یا نعت یا منقبت سے مبرا ہو ۔

المشتہر { سید محمد ایوب خلف اوسط جناب ابوالمضامین سید مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل
متخلص بہ ذبیح مصنف مجموعہ خونابۂ ذبیح ساکن چھبرامئو ضلع فرخ آباد ۔

اعلان
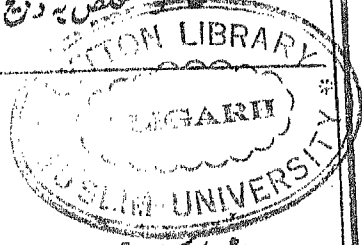
واضح ہو کہ کتاب مجموعہ خونابۂ ذبیح کا حق تالیف و تصنیف ہمیشہ کے لئے قطعاً
محفوظ ہے تا حیات مصنف بعدہٗ سید محمد ایوب پسر اوسط مصنف کے بغیر اجازت
تحریری کوئی صاحب اس کتاب کو کلاً یا جزاً طبع یا شائع نہ فرمائین ۔ حصہ اول
خونابۂ ذبیح تیار ہے قیمت فی جلد مبلغ عـ۲ علاوہ محصولڈاک مقرر ہے جن صاحب
کو جسقدر نسخہ مطلوب ہون قیمت بھیجکر یا بذریعہ وی پی مصنف سے یا مطبع
قاسمی لکھنؤ محلہ سبحان نگر سے طلب فرمالین حصہ دوم زیر طبع ہے ۔

المشتہر

راقم ابوالمضامین سید محمد اسمٰعیل وکیل مصنف مجموعہ خونابۂ ذبیح از مقام فتح گڈھ